حقیقۃ النّبوّۃ

(مسئلہ نبوت پر سیر حاصل بحث)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حقیقۃ النبوّۃ

خواجہ صاحب کے رسالہ "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" کا پچھلے دنوں رسالہ القول الفصل میں مَیں نے جواب شائع کیا تھا اور مجھے امید تھی کہ اس رسالہ کے بعد کم سے کم میرے مذہب کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کی جرأت نہ کی جائے گی اور آئندہ کے لئے یہ بحث بند ہو جائے گی اور میرا ہی نہیں بلکہ کل انصاف پسند طبائع کا یہی خیال تھا اور اس رسالہ کو پڑھنے والے بہت سے غیر احمدی بھی اس بات کے مقرّ تھے کہ اب اس بحث کا خاتمہ سمجھنا چاہئے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بعض اصحاب کی مخالفت اس قدر ترقی کر گئی ہے اور ان کی عداوت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ میری صاف بات انہیں چیستان معلوم ہوتی ہے اور میرا واضح کلام ان کے لئے ایک پہیلی سے بڑھ کر وضاحت نہیں رکھتا چنانچہ میرے اس رسالہ کے جواب میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے "القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار" نامی ایک رسالہ شائع کیا ہے جس میں اس کے سب مضامین کے متعلق تو نہیں۔ مگر مسئلہ نبوت کے متعلق کچھ بحث کی گئی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو ناقص ثابت کرنے کے لئے پورا زور مارا گیا ہے اور آخر میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ میاں صاحب فی الواقع مرزا صاحب کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔

جن لوگوں نے میرا رسالہ القول الفصل پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ کیسے صاف لفظوں میں مَیں نے حضرت مرزا صاحب کے حقیقی نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبوت کے معنی ہی یہ کئے ہیں کہ جس کا پانے والا نئی شریعت لائے۔ تو اب بتاؤ کہ باوجود حضرت مسیح موعودؑ کے عامل بہ شریعتِ اسلام ہونے کے اور باوجود خود میرے دعوائے اسلام کے میں حضرت مرزا صاحب کو نئی شریعت لانے والا کیونکر کہہ سکتا ہوں میں نے خواجہ صاحب کو اس رسالہ میں

چیلنج دیا ہے کہ وہ میری کسی تحریر سے یہ ثابت کریں کہ میں نے مرزا صاحب کو حقیقی نبی یعنی شریعت لانے والا نبی کہا ہو اور اس میں اس اعلان کا بھی ذکر کیا ہے جس میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو چیلنج دیا ہے کہ وہ اپنے اس قول کو ثابت کریں کہ میں (یعنی مرزا محمود احمد) حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی یعنی شریعت لانے والا نبی خیال کرتا ہوں اور خواجہ صاحب سے درخواست کی ہے کہ وہی اب مرزا صاحب کو اس اعلان کے جواب پر آمادہ کریں اور صاف لکھا ہے کہ:

"حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبی کے خود یہ معنی فرمائے ہیں کہ جو نئی شریعت لائے- پس ان معنوں کے لحاظ سے ہم ان کو ہرگز حقیقی نبی نہیں مانتے" (القول الفصل صفحہ ۱۲) اس تحریر کے باوجود پھر جناب مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ "میاں صاحب فی الواقع حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی مانتے ہیں" صفحہ ۱۹- دیانت اور امانت کے خلاف ہے ہر ایک وہ شخص جو معمولی سے معمولی سمجھ رکھتا ہو گا ان دونوں فقرات کو پڑھ کر اس حق طلبی کا پتہ لگا لے گا- جس سے میری مخالفت میں کام لیا جاتا ہے- میں تو کہہ رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے "حقیقی نبی" کی جو اصطلاح مقرر فرمائی ہے اور اس کے جو معنی فرمائے ہیں ان کے رو سے میں آپ کو ہرگز حقیقی نبی نہیں مانتا کیونکہ جب خود حضرت مسیح موعودؑ اپنے حقیقی نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں تو میں کون ہوں کہ آپ کو حقیقی نبی قرار دوں- ہاں یہ میں نے ضرور لکھا ہے کہ اگر ان معنوں کے علاوہ حقیقی نبی کے کوئی اور معنی کئے جائیں تو وہ میرے سامنے پیش کئے جائیں تب میں ان کی نسبت رائے دے سکتا ہوں "حقیقی نبی" ایک اصطلاح ہے جو خود حضرت مسیح موعودؑ نے قرار دی ہے اور اس کے خود ہی معنی بھی کر دیئے ہیں ان معنوں کے رو سے میں ہرگز آپ کو حقیقی نبی نہیں مانتا- ہاں چونکہ ہر ایک شخص کا حق ہے کہ ایک اصطلاح بنائے اس لئے میں نے لکھا تھا کہ اگر "حقیقی نبی" کے معنی ان معنوں کے سوا ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے کئے ہیں تو میں ان کے معلوم ہونے پر رائے دے سکوں گا کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ پر چسپاں ہو سکتے ہیں یا نہیں- اور مثال کے طور پر میں نے لکھا تھا کہ اگر حقیقی نبی کے معنی یہ کئے جائیں کہ وہ بناوٹی یا نقلی نبی نہ ہو تو ان معنوں کے رو سے حضرت مسیح موعودؑ کو میں حقیقی نبی مانتا ہوں- اب اس عبارت کا جو کچھ مطلب ہے اس کے سمجھنے کے لئے کسی بڑے علم کی ضرورت نہیں ہر ایک وہ شخص جو اردو کی معمولی عبارت سمجھ سکتا ہے اس عبارت سے یہی سمجھے گا کہ ایک معنی پہلے فرض کئے گئے ہیں اور مثال کے طور پر ایک اصطلاح قرار دی گئی ہے اور پھر اس کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی قرار دیا گیا ہے نہ اس اصطلاح کے رو سے جو حضرت مسیح موعود نے مقرر فرمائی

ہے اور اپنی نبوت کے حقیقی ہونے سے انکار کیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ جن لوگوں کو میری اس تحریر سے ایسی غلطی لگی ہے وہ چند دن کو خود حضرت مسیح موعودؑ کو کافر نہ کہنے لگیں کیونکہ جس طرح میں نے لکھا ہے کہ اگر حقیقی نبی کے یہ معنی کئے جائیں کہ ایک شخص بناوٹی اور نقلی نبی نہ ہو۔ تو میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے ایک شعر میں اسی طریق کو اختیار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی اے لوگو! میں تو آنحضرت ﷺ کا ایسا عاشق ہوں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کے بعد مجھے انہی کا عشق ہے اور آپؐ کے عشق میں میں سرشار ہوں پھر بھی جو تم مجھے کافر کہتے ہو تو اگر کفر اسی کا نام ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

اس شعر میں حضرت صاحب نے کفر کے ایک معنی فرض کئے ہیں اور فرمایا ہے کہ اے لوگو! اگر تمہارے خیال میں کفر کے یہ معنی ہیں تو میں پھر سخت کافر ہوں اور یہ عبارت ویسی ہی ہے جیسی کہ میں نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے کہ اگر حقیقی نبوت کے وہ معنی نہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے خود کئے ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور کوئی معنی ہیں مثلاً یہ کہ جو نبوت بناوٹی یا نقلی نہ ہو تو ان معنوں کے لحاظ سے میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں۔ پس جو شخص میری اس عبارت سے یہ مطلب نکالتا ہے کہ اس میں صاف کہہ دیا گیا ہے کہ آپ حقیقی نبی تھے اسے حضرت مسیح موعودؑ کے مذکورہ بالا شعر سے ضرور یہ مطلب نکالنا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعودؑ کافر تھے (نعوذ باللہ من ذٰلک) مگر حضرت مسیح موعود کے اس شعر کے یہ معنی کرنے کہ حضرت صاحب نعوذ باللہ من ذٰلک اپنے کفر کا اقرار کرتے ہیں یا میری اس عبارت کے یہ معنی کرنے کہ اس میں میں حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی نبوت کا اعلان کرتا ہوں قواعد زبان کے لحاظ سے ہرگز ہرگز جائز نہیں اور جو شخص ایسی کھلی عبارت کے الٹے معنی کرتا ہے وہ دنیا کو دھوکا دینا چاہتا ہے یا اس کی عقل ایسی موٹی ہے کہ وہ نہایت واضح عبارتوں کے معنی بھی نہیں سمجھ سکتا۔

حضرت صاحب کے اس شعر کے علاوہ ایک اور حدیث بھی میں اس جگہ لکھ دیتا ہوں جس کے معنی اگر انہی قواعد زبان سے کئے جائیں جو میرے مذکورہ بالا فقرہ کے معنی کرنے میں استعمال کئے گئے ہیں تو کل انبیاء و صلحاء اور سب مسلمانوں کو کافر قرار دینا پڑے گا۔ مسلم میں زید بن خالد جہنی

سے روایت ہے کہ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَّۃِ فِیْ اِثْرِ السَّمَآءِ کَانَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوْا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَکَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ۔ (مسلم کتاب الایمان باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء) یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز حدیبیہ میں پڑھائی اور اس سے پہلے رات کے وقت بارش ہو چکی تھی پس جب آپ نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف منہ کر کے بیٹھ گئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا لوگ جانتے ہیں کہ ان کے رب نے کیا فرمایا انہوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں ہمیں تو علم نہیں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے ایسی حالت میں صبح کی ہے کہ بعض مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور بعض کافر۔ پس جو شخص کہتا ہے کہ بارش خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے ہوئی ہے وہ تو میرا مؤمن اور ستاروں کا کافر ہے اور جو شخص کہتا ہے کہ فلاں فلاں ستارہ کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے وہ ستاروں کا مؤمن اور میرا کافر ہے۔ اب اس حدیث کو لے کر اگر کوئی شخص یہ شور مچاوے کہ دیکھو اس حدیث میں صریح الفاظ میں تمام ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور بارش کو اس کے فضل کا نتیجہ سمجھتے ہیں کافر قرار دے دیا گیا ہے تو اس کے اس قول پر سوائے اظہار افسوس اور تعجب کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس شخص کو جاننا چاہئے کہ یہاں کافر کے ساتھ ایک شرط بھی لگی ہوئی ہے اور فرمایا ہے کہ ایسا شخص ستاروں کے شریک باری ہونے کا کافر ہے اور ایسا کافر برا نہیں بلکہ اچھا ہوتا ہے اور اس جگہ وہ اصطلاحی کافر مراد نہیں جو قرآن کریم میں اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا (النساء: ۱۵۲) میں مذکور ہے کیونکہ ایسا کافر صرف انکار ذات باری 'انکار یکے از ملائکہ 'انکار یکے از کتب سماویہ 'انکار یکے از انبیاء یا انکار یوم آخر کی وجہ سے بنتا ہے پس گو لفظ کافر اس جگہ استعمال کیا گیا ہے لیکن اصطلاحی معنوں کے خلاف اور معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور ان معنوں کے رو سے مؤمنوں کا کافر ہونا برا نہیں بلکہ ایسا کافر ہوئے بغیر انسان مؤمن ہو ہی نہیں سکتا۔

آہ! کیسے افسوس اور کیسے رنج کی بات ہے کہ مخالفت اور عداوت کی شدت کی وجہ سے کسی سوال کے جواب دینے سے پہلے اس پر غور تک نہیں کیا جاتا اور جواب دینے میں صرف اس بات کو مد نظر رکھا جاتا ہے کہ محمود کے کلام کا کوئی جواب ہونا چاہئے۔ میں صاف طور پر لکھتا ہوں کہ میں ان

اصطلاحی معنوں کی رو سے جو حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبی کے کئے ہیں آپ کو حقیقی نبی نہیں جانتا لیکن باوجود اس تحریر کے اسی رسالہ کے جواب میں جس میں میری یہ عبارت درج ہے میری نسبت لکھا جاتا ہے کہ میاں صاحب فی الحقیقت مرزا صاحب کو حقیقی نبی مانتے ہیں اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہو سکتا ہے اور اس سے بدتر تحریف کا نمونہ اور کہاں مل سکتا ہے میں ان تمام سمجھدار لوگوں سے جو میرے مقابلہ کے لئے صرف ضد اور تعصب سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے کھڑے ہوئے ہیں پوچھتا ہوں کہ کیا اس قسم کی تحریفوں سے کام لے کر دنیا میں کسی مسئلہ کا فیصلہ ہو سکتا ہے؟ کیا اس طریق سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے؟ کیا اسلام کی یہی تعلیم ہے؟ کیا انصاف کا تقاضا یہی ہے؟ کیا شرافت اسی کا نام ہے؟ کیا عدل اسی کا طالب ہے؟ اگر نہیں تو بتاؤ کہ میرے مقابلہ میں ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ میں ایک بات کا انکار کرتا ہوں اور پھر وہی میری طرف منسوب کی جاتی ہے اور انکار کے باوجود مجھ پر اقرار کا الزام لگایا جاتا ہے میں نے تو اپنے رسالہ میں صاف لکھ دیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبوت کے جو معنی کئے ہیں ان کے رو سے میں آپ کو ہرگز حقیقی نبی نہیں مانتا اور میرا کبھی بھی یہ ایمان نہیں ہوا کہ آپ کوئی نئی شریعت لانے والے ہیں۔ میرا یہ مذہب ہے کہ آپ اپنی وفات تک احکام اسلام کی پیروی کے پابند تھے بلکہ میرا یہاں تک مذہب ہے کہ تیرا سو سال میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گذرا جو آنحضرت ﷺ کا ایسا فدائی اور ایسا مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ اور یہی سبب تھا کہ آپ کو ان سب بزرگوں پر جو آپ سے پہلے گذرے فضیلت دی گئی کیونکہ امت محمدیہ میں فضیلت کا ایک ہی معیار ہے اور وہ یہ کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اٰل عمران: ۳۲) یعنی انسان آنحضرت ﷺ کا متبع اور فرمانبردار ہو۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس امت میں سب انسانوں پر فضیلت دی ہے تو اسکے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اس امت میں حضرت مسیح موعودؑ سے زیادہ آنحضرت ﷺ کا کوئی متبع نہیں ہوا۔ اور آپ نے جس مقام فناء کو پایا اس کے حصول میں اور کوئی انسان کامیاب نہیں ہوا۔ پس میرے اس عقیدہ کے باوجود مجھ پر وہ الزام کیوں لگاتے ہو جو واقعات کے خلاف ہے۔ اور کیوں کسی عبارت کے معنی کرنے کے لئے ایسے اصول بناتے ہو۔ جن کے ماتحت جیسا کہ میں اوپر بتا آیا ہوں خود حضرت مسیح موعودؑ بلکہ کل انبیاء اور صلحاء کو کافر و مرتد قرار دینا پڑے۔ پس اس دلیری سے توبہ کرو تا تمہارا بھلا ہو اور اس راستہ کو اختیار کرو جو امن کا ہو نہ اسے جس سے سب راستبازوں اور صادقوں کو

ترک کرنا پڑے کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج سے پہلے آریوں اور عیسائیوں نے اسلام پر اسی طرح حملے کئے تھے اور وہ قرآن کریم کے ایسے الفاظ کو لے کر جن کے اردو میں برے معنی ہوتے تھے۔ قرآن کریم پر حملہ کرتے تھے۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی نسبت مکار کا لفظ آیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی نسبت آتا ہے کہ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ لیکن ان نادانوں نے نہ جانا کہ اردو میں مکار کے اور معنی ہیں اور عربی میں اور۔ اردو میں مکار اسے کہتے ہیں جو فریبی ہو اور عربی میں اسے جو تدبیر کرنے والا ہو۔ پس ان کے لئے کسی طرح جائز نہ تھا کہ وہ لفظ مکار کے وہ معنی لیتے جو قرآن کریم نے نہیں لئے۔ پس جبکہ میں نے خود لکھ دیا ہے کہ میں حضرت صاحب کو اس اصطلاح کے رو سے جو حضرت مسیح موعودؑ نے قرار دی ہے حقیقی نبی نہیں مانتا یعنی کوئی نئی شریعت لانے والا نہیں جانتا۔ ہاں اگر اس لفظ کو اصطلاحی معنوں سے پھیر کر کسی اور معنوں میں لیا جائے تو اس صورت میں اگر وہ معنی حضرت صاحب پر چسپاں ہو سکیں تو میں آپ کو حقیقی نبی کہہ لوں گا تو کیوں مجھ پر یہ الزام دیا جاتا ہے کہ میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں۔ میں نے تو ایک شرط لگائی تھی اور کہا تھا کہ اگر یہ شرط پائی جائے تو پھر آپ کو حقیقی نبی کہا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر کفر کے معنی محبت آنحضرت ﷺ ہے تو میں سخت کافر ہوں۔ پس باوجود صریح الفاظ کے میری نسبت یہ کہنا کہ میں حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی جانتا ہوں ایک ظلم عظیم ہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان اصطلاحی معنوں کے علاوہ عام معنوں کے رو سے خود حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے آپ کو حقیقی نبی کہا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حوالہ سے صاف ظاہر ہے:

"بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ اسی امت میں سے ہو گا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہو گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکا سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"۔ (دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم

روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۵-۳۰۶)

اس جگہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کے حقیقی معنوں کے رو سے اپنے آپ کو نبی کہا ہے پس جو فتویٰ مجھ پر لگاتے ہو وہ خود حضرت مسیح موعودؑ پر لگے گا۔ اور اب تمہاری جو مرضی ہو کہو۔ کیونکہ جو کچھ بھی کہو گے اس میں میں اور حضرت مسیح موعودؑ دونوں شریک ہوں گے اور اس سے زیادہ خوشی مجھے کیا ہو سکتی ہے کہ میں مسیح موعودؑ کے کلام کے بیان کرنے پر دکھ دیا جاؤں اور مجھے برا بھلا کہا جاوے۔ مگر خوب یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعودؑ پر فتویٰ لگانے والا الٰہی گرفت کے نیچے ہے اور یہ مقام سخت خطرہ کا مقام ہے۔ میرا قول حضرت مسیح موعودؑ کے قول کے خلاف نہیں آپ نے حقیقی نبی کی ایک اصطلاح قرار دی ہے۔ اور اس کے معنی یہ کئے ہیں کہ جو نئی شریعت لائے اور ان معنوں کے رو سے آپ نے حقیقی نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اور میں بھی ان معنوں کی رو سے آپ کے حقیقی نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ ہاں آپ نے نبی کے حقیقی معنی یہ فرمائے ہیں کہ وہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے۔ اور بتاؤ کہ جو شخص ان معنوں کے رو سے جو حقیقی معنی ہیں نبی ہو وہ حقیقی نبی ہو گا یا نہیں؟۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہاں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ تو فرمایا ہے کہ نبی کے حقیقی معنی یہ ہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ ایسا شخص حقیقی نبی ہو گا تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ جو چیز حقیقی معنوں کے رو سے ایک نام حاصل کرے گی وہ حقیقی بھی ہو گی۔ اگر نبی کے حقیقی معنوں کے رو سے نبی کہلانے والا حقیقی نبی نہیں تو کیا جو شخص غیر حقیقی معنوں کے رو سے نبی کہلائے گا۔ لغت اسے حقیقی نبی کہے گی۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کا نبی کے حقیقی معنی بتانا اور ان کے ماتحت اپنے نبی ہونے کا اقرار کرنا ثابت کرتا ہے کہ آپ نے اگر ایک اصطلاحی معنوں کے لحاظ سے حقیقی نبی ہونے سے انکار کیا ہے تو ایک عام معنوں کے لحاظ سے حقیقی نبی ہونے کا اقرار بھی کیا ہے اور اسی رنگ میں میں نے بھی لکھا ہے کہ اگر حقیقی نبی کے وہ اصطلاحی معنی نہ لیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے کئے ہیں بلکہ اسے بناوٹی یا نقلی کے مقابلہ پر رکھیں تو ان معنوں کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ حقیقی نبی ہیں۔ ہاں اصطلاحی معنوں کے لحاظ سے نہیں۔ اس امر کے زیادہ واضح کرنے کے لئے میں ایک مثال دیتا ہوں جس سے ہر ایک شخص آسانی سے اس مسئلہ کو سمجھ سکے گا۔ آنحضرت ﷺ نے کلمہ کے معنی جملہ یا فقرہ کے کئے ہیں۔ اور عام استعمال میں یہی معنی آتے ہیں۔ لیکن نحویوں کی اصطلاح میں کلمہ ایک مفرد لفظ کو کہتے ہیں اور جب کبھی ایک نحوی کی کتاب میں کلمہ کا لفظ آئے گا تو اس سے مراد ایک لفظ ہو گا نہ فقرہ

لیکن مسلمانوں کی اصطلاح میں کلمہ کلمہ شہادت کو بھی کہتے ہیں۔ جو ایک لفظ نہیں بلکہ ایک جملہ ہے۔ اب اگر کوئی شخص کلمہ کالفظ نحویوں کی اصطلاح کے مطابق استعمال کرے اور کہے کہ کلمہ ایک لفظ کو کہتے ہیں تو کسی دانا کا کام نہیں کہ اس پر فوراً الزام لگاوے کہ دیکھو اس نے رسول اللہ ﷺ کی ہتک کی ہے آپ تو ایک مصرعہ کو کلمہ فرماتے ہیں جیسا کہ فرمایا۔ اَصْدَقُ کَلِمَۃٍ قَالَھَا لَبِیْدٌ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ۔ یعنی لبید شاعر کا سب سے اچھا کلام یہ ہے کہ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ۔ اور یہ ایک لفظ کو کلمہ کہتا ہے۔ اور اس بات پر اعتراض نہ کرنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب نہیں کی بلکہ ایک دوسری اصطلاح کے رو سے اس لفظ کو استعمال کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ دنیا کی پیدائش کے بعد شاید یہ پہلا ہی زمانہ آیا ہے کہ ایک لفظ جب کسی دوسرے معنوں میں تشریح کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اور ان کی طبائع میں اشتعال پیدا کرنے کے لئے اسے ایک ایسے رنگ میں لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے جس سے کہنے والے کے مفہوم کو غلط سمجھیں اور قائل کے معنوں کے علاوہ اور رنگ دے کر اس لفظ کا ناجائز استعمال کیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ سب کچھ اس شہادت کی موجودگی میں ہے۔ جو خود حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں پائی جاتی ہے۔

اس بات کے ثبوت میں کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی مانتا ہوں دوسری یہ دلیل دی گئی ہے کہ میں نے کہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ رسولوں اور نبیوں کے گروہ میں شامل ہیں اور اس سے ثابت ہوا کہ میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں۔ یہ دلیل بھی سخت غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ پہلے نبیوں میں شامل ہونے سے یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ آپ حقیقی نبی یا دوسرے الفاظ میں نئی شریعت لانے والے نبی تھے۔ اگر پہلے نبیوں میں شامل کرنے سے ایک نبی ہر رنگ میں ان ہی کا سا ہو جاتا ہے تو شاید آپ کہتے ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ پہلے نبیوں میں شامل نہ تھے کیونکہ پہلے نبی تو خاتم النّبیّن نہ تھے اور وہ سب دنیا کے لئے نہ آئے تھے پس جو شخص کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کے گروہ میں شامل ہیں وہ آپ کے مقرر کردہ قاعدہ کے مطابق گویا آپ کی ختم نبوت کا منکر ہے۔ مگر کوئی عقلمند انسان اس قاعدہ کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ جبکہ میں نے اپنے رسالہ میں نبیوں کی چند خصوصیتیں بیان کی ہیں۔ اور لکھا ہے کہ ایک حقیقی نبی ہوتے ہیں جو شریعت لاتے ہیں۔ ایک مستقل نبی ہوتے ہیں جو شریعت تو نہیں لاتے مگر ان کو نبوت بلاواسطہ ملتی ہے۔ اور ایک وہ نبی جو نہ شریعت لاتے ہیں۔ اور نہ ان کی نبوت بلاواسطہ ہوتی ہے۔ اور میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس تیسری قسم

کی نبوت کا پانے والا لکھا ہے تو میری اس تصریح کی موجودگی میں کوئی شخص کس طرح جرأت کر سکتا ہے کہ لکھے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی خیال کرتا ہوں جبکہ میری تقسیم کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ پہلے نبیوں میں شامل ہونے کے باوجود بھی حقیقی نبی نہیں ہیں تو اس کے خلاف میری طرف کوئی بات منسوب کرنی دیانتداری کے خلاف ہے آپ یہ لکھ سکتے ہیں کہ یہ خصوصیتیں غلط ہیں۔ آپ لکھ سکتے ہیں کہ نبیوں کی خصوصیتیں ہم نہیں مانتے۔ آپ لکھ سکتے ہیں کہ حضرت صاحب نبی نہیں تھے اور اس کے علاوہ آپ اپنا عقیدہ جو چاہیں ظاہر کر سکتے ہیں یا میرے عقیدہ پر حملہ کر سکتے ہیں لیکن میری طرف وہ بات منسوب نہیں کر سکتے جو میں نے نہیں کہی۔ اور جو میرے اعتقاد کے خلاف ہے اور جس کے خلاف میں بڑے زور سے اعلان کر چکا ہوں۔ گورنمنٹ کی ملازمت میں ایک محکمہ سول سروس کا کہلاتا ہے اور سول سرونٹ ڈپٹی کمشنر بھی ہوتے ہیں۔ کمشنر بھی ہوتے ہیں۔ چیف کمشنر بھی ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص کسی شخص کی نسبت یہ کہے کہ یہ سول سروس میں شامل ہے تو کیا اس کے ضرور یہ معنی ہوں گے کہ وہ اسے کمشنر قرار دیتا ہے۔ اسی طرح نبی کا ایک درجہ ہے۔ اور اس درجہ اور رتبہ کو پانے والوں کی مختلف خصوصیات ہیں۔ ایک شخص باوجود اس کے کہ اس میں بعض خصوصیتیں نہ پائی جائیں نبی ہو سکتا ہے۔ جس طرح ایک شخص باوجود اس کے کہ کمشنری کے درجہ کو نہیں پہنچا۔ سول سروس کا ممبر ہے۔

اس الزام کی تردید کے بعد کہ یہ بھی خود نفس مضمون سے تعلق رکھتا ہے اور اصل مضمون پر اس سے روشنی پڑتی ہے میں دوسرے امور کے جواب دینے کی طرف توجہ کرتا ہوں لیکن اس قدر کہنا اور بھی ضروری ہے کہ باوجود اس کے کہ اپنے ٹریکٹ میں مولوی محمد علی صاحب نے مجھے مخاطب کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر اس ٹریکٹ میں مَیں نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست نہیں تو مجھ سے مباحثہ کر لو۔ میری طرف یہ ٹریکٹ نہیں بھیجا۔ اور کل تیرہ تاریخ کو ایک دوست کے خط سے معلوم ہؤا کہ کوئی رسالہ شائع ہؤا ہے۔ مگر مجھے نہ کل کی ڈاک میں رسالہ ملا اور نہ آج کی ڈاک میں۔ حالانکہ میں نے رسالہ القول الفصل فوراً خواجہ صاحب اور مولوی صاحب اور ان کے دوسرے دوستوں کی خدمت میں مختلف جگہ بھیج دیا تھا اور گو خواجہ صاحب نے بھی اپنا لیکچر میرے نام نہیں بھیجا تھا لیکن اب چونکہ میں ان کے نام رسالہ بھیج چکا تھا اور میرے رسالہ کا جواب دیا گیا تھا مناسب تھا کہ یہ رسالہ فوراً میرے نام بھیج دیا جاتا ممکن ہے کل یا پرسوں وہ میرے نام رسالہ بھیج دیں لیکن اخلاقاً ان کو میرے نام فوراً یہ رسالہ بھیج دینا چاہیے تھا اور اگر کسی قیمت پر فروخت کیا گیا تھا تو بھی

میرے نام وی پی کر دیتے تاکہ مجھے اطلاع تو ہو جاتی ممکن تھا کہ میں اس وقت تک کہ یہ رسالہ تمام جماعت میں اشاعت پا جائے اس سے ناواقف ہی رہتا لیکن کل شام کو حبی فی اللہ مولوی غلام رسول صاحب ساکن راجیکی لاہور سے تشریف لائے اور ایک کاپی اس رسالہ کی اپنے ساتھ لیتے آئے جس سے مجھے اس کا علم ہوا۔ اور آج ۱۴ فروری کو دوپہر کے وقت یہ رسالہ پڑھنے کے بعد نماز ظہر سے فارغ ہو کر اس کا جواب میں نے لکھنا شروع کر دیا ہے تاکہ تاخیر سے لوگوں کو گھبراہٹ نہ ہو۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور ہر ایک ذی علم انسان جس نے مولوی صاحب کے ٹریکٹ کو پڑھا ہے اس بات کا اعتراف کرے گا کہ آپ نے گو میرے رسالہ کے جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن در حقیقت ان اصول اور فروع کو نظر انداز کر دیا ہے جن پر میں نے اپنے رسالہ میں مسئلہ نبوت پر بحث کی تھی بلکہ بعض نئے پہلو نکال کر ان پر بحث شروع کر دی ہے جس سے امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک بات کے فیصلہ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ کسی اصل اور قاعدہ پر اس کا فیصلہ کیا جائے اور اگر خلط مبحث سے کام لیا جائے یعنی جس بات کا جواب نہ آیا۔ اس کو ترک کر کے دوسری طرف چلے جائیں تو اس سے کبھی بھی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ پس ہمیں بھی ہر ایک مسئلہ کا فیصلہ بعض اصول کی بناء پر کرنا چاہئے اب چونکہ مولوی صاحب موصوف نے بجائے میری باتوں کا جواب دینے کے بحث کو پھر از سر نو شروع کر دیا ہے۔ اس لئے میں مجبوراً ان کے بیان کردہ امور کے جواب دینے کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

مولوی صاحب کے مضمون کو پڑھ کر جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں (۱) وہ یہ ہے کہ مولوی صاحب کا مذہب ہے کہ دعوئ مسیحیت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا خیال اپنی نبوت کے متعلق ایک ہی رہا ہے (۲) یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ آپ نبی تھے بلکہ جزئی اور ناقص نبی تھے اور ان دونوں امور کی شہادت میں انہوں نے مختلف دلائل دیئے ہیں۔

چونکہ پہلے امر کے فیصلہ پر دوسرے امر کے فیصلہ کا ایک حد تک انحصار ہے اس لئے میں پہلے اسی امر کو لیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے عقیدہ میں کسی تبدیلی کا ذکر کیا ہے یا نہیں؟ اور پہلے عقیدہ سے مراد کیا ہے اور دوسرے عقیدہ سے کیا مراد ہے؟۔

اس کے لئے میں حقیقۃ الوحی کی وہی عبارت پھر نقل کرتا ہوں۔ جو القول الفصل میں نقل کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے کہ:

"سوال۔ (۱) تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۱) میں (جو میری کتاب

ہے) لکھا ہے:

-اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر ریویو جلد۱ نمبر۵ صفحہ ۴۷۵ میں لکھا ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہو تا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا -خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب۔ یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے قُلْ اُجَرِّدُ نَفْسِیْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا؟ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تُو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں۔ ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف

پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہؤا کہ در حقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی امت میں سے آئے گا۔ اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے اس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں۔ مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے؟ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۴)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود سے سوال کیا گیا ہے کہ آپ نے تریاق القلوب میں کچھ اور لکھا ہے اور ریویو میں کچھ اور لکھا ہے اور ان دونوں کتابوں میں مندرجہ ذیل اختلاف ہے۔

(۱) تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ میں مسیح سے افضل نہیں۔ ہاں مجھے اس پر جزئی فضیلت دی گئی ہے اور جزئی فضیلت غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔

(۲) ریویو میں لکھا ہے کہ خدا نے اس امت کے مسیح کو پہلے مسیح پر اپنی تمام شان میں بڑھایا ہے۔

یہ سوال جیسا ظاہر ہے اسے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے تعصب سے کام نہ لیا جائے تو ان دونوں اقوال میں ضرور اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک جگہ آپ لکھتے ہیں کہ میں مسیح سے افضل نہیں بلکہ مجھے جزئی فضیلت دی گئی ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ

میں مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہوں اور مجھے اس پر ہر طرح سے فوقیت حاصل ہے۔ کسی ایسے انسان کو جو کچھ بھی اردو جانتا ہو یہ دونوں عبارتیں پڑھوا کر دیکھ لو۔ وہ ضرور دونوں عبارتوں کے اختلاف کو تسلیم کرے گا۔ اور جب تک ضد و تعصب سے اندھا نہ ہو جائے وہ ان دونوں عبارتوں کے مفہوم کو ایک نہیں کہہ سکتا پس اختلاف تو ثابت ہے اور اس کے وجود میں کوئی شک نہیں۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ یہ اختلاف کیسا اختلاف ہے؟ کیونکہ اختلاف دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اختلاف ظاہری ہوتے ہیں جن سے اس کلام کرنے والے یا اس تحریر کے لکھنے والے پر کوئی الزام نہیں آتا صرف ظاہری شکل میں دو قولوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اور ایک ایسے اختلاف ہوتے ہیں کہ جس کے کلام میں وہ پائے جائیں اس پر الزام جھوٹ کا آتا ہے اور اسی کے متعلق سائل حضرت مسیح موعودؑ سے سوال کرتا ہے کہ آپ کی دو تحریروں میں اختلاف ہے اور وہ دونوں تحریریں نقل کرتا ہے اور پھر پوچھتا ہے کہ اس اختلاف کی کیا وجہ ہے؟ یعنی اسے کیوں نہ آپ کے کذب کی علامت قرار دیا جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب دو باتیں فرما سکتے تھے۔ اول یہ کہ کوئی اختلاف نہیں تم غلط کہتے ہو۔ دوم یہ کہ اختلاف تو ہے لیکن وہ اختلاف نہیں جس سے جھوٹ کا الزام ثابت ہوتا ہو بلکہ حالات کے تغیر کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا ہے اگر حضرت مسیح موعودؑ یہ جواب دیتے کہ کوئی تناقض نہیں ان دونوں حوالوں کا مطلب ایک ہی ہے تب بھی گو دشمن اس پر ہنستا یا اعتراض کرتا۔ ہم پر حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح کا قبول کرنا ضروری تھا لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کے تناقض کو قبول کیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں کہ "رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا؟ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳)

پس جبکہ دونوں حوالوں کی عبارت سے صاف تناقض ظاہر ہو رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود اس تناقض کو قبول کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تناقض تو ہے مگر یہ تناقض ایک ایسے اختلاف کے طور پر نہیں جو میرے کذب پر شاہد ہو۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے میرا عقیدہ اجتہادی تھا اور بعد میں اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی سے مجھے اس عقیدہ سے پھرنا پڑا۔ تو یہ کیسی دلیری ہے کہ ایسی صاف عبارتوں کے ہوتے ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس تناقض کو قبول کرتے ہوئے کوئی شخص یہ

کہہ دے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی عقیدہ ظاہر کیا گیا ہے۔ تریاق القلوب اور دافع البلاء (جسے ریویو میں بھی شائع کیا گیا تھا) دونوں موجود ہیں۔ دونوں کی عبارتوں میں اختلاف موجود ہے۔ ایک شخص ان دونوں کتابوں کی عبارتیں حضرت صاحب کے سامنے پیش کرتا ہے اور آپ ان میں تناقض تسلیم کرتے ہیں مگر باوجود اس کے آج ہمیں یہ بتلایا جاتا ہے کہ دعویٰ مسیحیت کے بعد حضرت کا ایک ہی اعتقاد رہا ہے اگر ایک ہی اعتقاد تھا تو کیوں تریاق القلوب میں لکھتے ہیں کہ میں مسیح سے افضل نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ایک جزئی نضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن دافع البلاء میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں تمام شان میں اس سے بڑھ کر ہوں۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک ہیں؟ کیا ان میں کوئی تناقض نہیں؟ آخر یہ دونوں عبارتیں اردو زبان میں لکھی ہوئی ہیں کسی غیر زبان میں نہیں کہ ان کا سمجھنا مشکل ہو۔ ہندوستان کے کروڑوں آدمی ان کو سمجھ سکتے ہیں۔ کروڑوں آدمیوں کی آنکھ میں کیونکر خاک جھونکی جاسکتی ہے اور پھر غضب تو یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نہیں کوئی تناقض نہیں۔ ان عبارتوں پر یہ اعتراض تو ہو سکتا ہے کہ اس جگہ نبوت کا تو سوال نہیں اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ گو تناقض ہے لیکن تریاق القلوب ناسخ ہے منسوخ نہیں اور جو کچھ اس میں لکھا ہے وہی قابل اعتبار ہے لیکن یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ مذکورہ بالا دونوں تحریروں میں کوئی اختلاف نہیں۔

مگر یہ دونوں سوال بھی بالکل صاف ہیں اور ان کا جواب نہایت سہل ہے۔ سوال اول یعنی اس امر کے جواب کہ یہاں تو افضلیت کا سوال ہے نہ کہ نبوت و غیر نبوت کا۔ دو ہیں۔

(۱) اول یہ کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص ایک نبی سے افضل بھی ہو اور پھر نبی نہ بنے کیونکہ جب وہ اپنی تمام شان میں ایک نبی سے افضل ہو گیا تو نہایت ظلم ہے کہ اسے اس درجہ سے محروم رکھا جائے جو دوسرے شخص کو دیا گیا ہے۔

(۲) دوم یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب میں مسیح سے کلی طور پر افضل نہ ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہیں ہو سکتی (اور یاد رہے کہ تریاق القلوب کے وقت آپ محدثیت والی نبوت کے قائل تھے اور اس نبوت کا جو جزئی ہوتی ہے دعویٰ کر چکے تھے مگر باوجود اس دعویٰ کے کہ آپ محدثیت کی نبوت کے وارث ہیں اور آپ کو وہ نبوت حاصل ہے) آپ اپنے آپ کو مسیح سے افضل نہیں سمجھتے تھے کیونکہ محدثیت کی نبوت صرف ایک جزئی نبوت

ہے اصلی نبوت نہیں۔ پس اس تغیر عقیدہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اب آپ نے اپنی نبوت کو ایک اور قسم کی نبوت قرار دیا ہے کیونکہ تریاق القلوب میں آپ باوجود محدثیت کی نبوت کے دعویٰ ہونے کے جو ۱۸۹۱ء سے چلا آتا تھا اپنے آپ کو غیر نبی قرار دیتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث یا جزئی نبی در حقیقت نبی نہیں ہوتا تبھی تو آپ فرماتے ہیں کہ غیر نبی نبی سے افضل کیونکر ہو سکتا ہے؟ لیکن دافع البلاء میں اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دیتے ہیں جس سے صاف ثابت ہے کہ اب آپ اپنے آپ کو نبی قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ خود یہ قاعدہ بتا چکے ہیں کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہیں اور اگر کسی کو فضیلت ہے تو ثابت ہوا کہ وہ ضرور نبی ہے اگر وہ نبی نہ ہوتا تو حضرت مسیح موعود کے ظاہر کردہ عقیدہ کے مطابق نبی پر فضیلت نہ پا سکتا۔ پس افضلیت کا مسئلہ خود نبوت کے مسئلہ کو حل کر دیتا ہے۔

اس جگہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب کے حوالہ کو غلط قرار دے دیا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ نے اس مسئلہ کو بھی غلط قرار دے دیا ہے کہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ پس کیوں نہ خیال کر لیا جائے کہ پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا خیال تھا کہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ لیکن بعد میں آپ کا یہ خیال بدل گیا اور آپ نے معلوم کیا کہ غیر نبی بھی نبی سے افضل ہو سکتا ہے اس لئے اپنے آپ کو باوجود غیر نبی ہونے کے مسیح سے افضل قرار دیا لیکن یاد رہے کہ یہ شبہ بھی قلت تدبر کا نتیجہ ہو گا کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں جہاں تریاق القلوب کے اس عقیدہ کو منسوخ فرمایا ہے کہ میں مسیح سے ہر شان میں افضل نہیں وہاں اس عقیدہ کو کہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہوتا منسوخ نہیں فرمایا۔ اور معترض کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ چونکہ بعد میں مجھے اس قاعدہ میں کہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا غلطی معلوم ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ ایسا ہو سکتا ہے اس لئے میں نے مسیح سے اپنے آپ کو افضل لکھ دیا بلکہ اس کی بجائے فرماتے ہیں کہ "مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔ اس حوالہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل اس لئے نہیں قرار دیا کہ آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ غیر نبی نبی سے افضل ہو سکتا ہے بلکہ اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی وحی نے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا اور وہ بارش کی طرح آپ پر نازل ہوئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ نے تریاق القلوب والے عقیدہ کو بدل دیا کیونکہ

آپ نے تریاق القلوب میں لکھا تھا کہ مسیح سے میں صرف جزئی فضیلت رکھتا ہوں اور بعد میں فرمایا کہ میں تمام شان میں اس سے بڑھ کر ہوں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ تریاق القلوب کے حوالہ کو منسوخ نہیں کیا گیا وہ ایک دفعہ سائل کے سوال کو پڑھ لیں کیونکہ جواب سائل کے سوال کے مطابق ہوتا ہے سائل نے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ سوال کیا ہے کہ آپ نے تریاق القلوب میں کچھ اور لکھا ہے اور ریویو مین کچھ اور پس اگر ان دونوں کتب میں کوئی اختلاف نہ تھا تو حضرت مسیح موعودؑ بھی تناقض کے اعتراض کو قبول کر کے جواب نہ دیتے اور جبکہ اس اعتراض کو آپ نے قبول کیا ہے اور اس کا جواب دیا ہے تو کسی کا حق نہیں کہ کہے کہ آپ کا عقیدہ صرف براہین کے وقت اور تھا۔ ایسا کہنا مسیح موعودؑ کی ہتک ہے کیونکہ یہ داناؤں کا کام نہیں کہ سوال کچھ اور کیا جائے اور جواب کچھ اور دیا جائے۔ سوال کرنے والا تو کہتا ہے کہ آپ تریاق القلوب میں کچھ اور لکھتے ہیں اور ریویو میں کچھ اور۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اس کے جواب میں براہین کے زمانہ کے خیالات کا ازالہ شروع کر دیں۔ وہ شخص جو کل دنیا کی ہدایت کے لئے آیا تھا اس کی نسبت ایسی لغوبات کا منسوب کرنا کیسا ظلم ہے وہ جو دنیا کو عقل سکھانے کے لئے آیا۔ وہ جو علوم روحانی کے خزانے لٹانے آیا۔ وہ جو دانائی کی کان تھا اور جاہلوں کو دانا بنانے والا تھا کیا اس کی نسبت یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ایک شخص اس سے پوچھتا ہے کہ آپ تریاق القلوب میں کچھ اور لکھتے ہیں اور ریویو میں کچھ اور۔ تو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ ہاں براہین کے زمانہ میں میرا یہ خیال تھا بعد میں نہ رہا۔ اس جواب کو پڑھ کر تو ایک بچہ بھی کہے گا کہ آپ سے تو تریاق القلوب اور ریویو کے اختلاف کی نسبت سوال کیا تھا آپ براہین کے زمانہ یا کسی اور پچھلے زمانہ کا ذکر کرنے لگے۔ کیا اگر کسی صحیح الدماغ انسان سے یہ سوال کیا جائے کہ پرسوں آپ نے فلاں بات یوں بیان فرمائی تھی اور کل اس کے خلاف بیان فرمائی یہ کیا بات ہے تو وہ اس کو یہ جواب دے سکتا ہے کہ ہاں پچھلے سال میرا یہی خیال تھا لیکن بعد میں بدل گیا۔ کیا وہ یہ نہ پوچھے گا کہ میں کل اور پرسوں کے متعلق سوال کرتا ہوں آپ پچھلے سال کا ذکر کرتے ہیں اور کیا ایسا جواب دینے والا عقلمند کہلا سکتا ہے؟ پس اس کلام سے بچو جس سے تم مسیح موعودؑ پر نعوذ باللہ بے وقوفی کا الزام لگاتے ہو۔ مسیح موعودؑ خدائے تعالیٰ کا چنا ہوا تھا اور اس کا برگزیدہ تھا اس کی باتیں دانائی سے پُر ہوتی تھیں۔ پس اس کا جواب سوال کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اور جبکہ تریاق القلوب اور ریویو کے مضامین میں صریح اختلاف ہے تو اس کا جواب کسی پہلے وقت کی طرف کیونکر منسوب ہو سکتا ہے غرض کہ یہ

بات بالکل ثابت ہے کہ تریاق القلوب اور ریویو کے مذکورہ بالا دونوں بیانات میں اختلاف ہے۔

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۱)

ریویو میں فرماتے ہیں:

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷)

اور اس اختلاف کی نسبت ایک شخص نے آپ سے سوال کیا ہے کہ یہ کیوں ہے تو آپ نے وہ جواب دیا جو اوپر درج کیا گیا ہے اور آگے چل کر یہ بھی فرمایا "خلاصہ یہ کہ میرے کلام میں کوئی تناقض نہیں میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس کا علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰) یعنی یہ اختلاف میرے کلام کا نہیں کہ مجھے جھوٹا کہا جائے بلکہ بات یہ ہے کہ پہلے میں اجتہاد سے کہتا رہا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کی وحی پر غور کر کے مجھے اپنا عقیدہ بدلنا پڑا اور میں پہلے قول کے مخالف کہنے لگا۔ پس یہ تو خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک نیا علم تھا نہ کہ میرے اقوال کا تناقض اور اختلاف۔ پہلا قول میرا تھا اور دوسرا خدا کا۔

اب اس جگہ وہ دوسرا اعتراض کیا جاتا ہے جو میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ اگر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ تریاق القلوب میں کچھ اور لکھا ہے اور ریویو میں کچھ اور۔ تو بھی آپ کا مطلب ثابت نہیں ہوتا ہم کس طرح مان لیں کہ تریاق القلوب کے حوالہ کو ریویو کے حوالہ نے منسوخ کر دیا کیوں نہ یہ کہا جائے کہ تریاق القلوب کے حوالہ نے ریویو کے حوالہ کو منسوخ کر دیا۔ اور ہماری بات اس دلیل سے اور بھی وزنی ہو جاتی ہے کہ ریویو کا مضمون دافع البلاء سے لیا گیا ہے جو ۱۹۰۲ء کے ابتداء میں شائع ہوا۔ اور تریاق القلوب اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ پس یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو کتاب پہلے لکھی گئی وہ بعد کی کتاب کو منسوخ کر دے کیا کوئی عقل سلیم اس امر کو تسلیم کر سکتی ہے کہ جو بات بعد میں لکھی گئی وہ اس بات سے منسوخ ہو جائے جو اس سے چھ ماہ پہلے لکھی گئی جو حکم بعد میں دیا جائے وہ پہلے حکم کا ناسخ ہوتا ہے نہ کہ پہلا حکم بعد کے حکم کا!

بیشک یہ ایک ایسا اعتراض ہے جو ظاہر میں بہت وزنی معلوم ہوتا ہے اور شائد بعض لوگ اس

پر نہایت خوش ہوں کہ نہایت زبردست دلیل ہے اگر نسخ ثابت ہے تو تریاق القلوب کا حوالہ ناسخ ہے نہ کہ ریویو کا۔ کیونکہ ریویو کا مضمون پہلے کا ہے اور تریاق القلوب بعد کی کتاب ہے۔

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اعتراض صرف دل خوش کن ہے ورنہ اصل میں اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے یعنی آپ نے خود فرما دیا ہے کہ تریاق القلوب کا مضمون منسوخ ہے ریویو کے مضمون سے۔ اور اس بات کو سمجھنے کے لئے میں تریاق القلوب اور ریویو دونوں کے ان حوالہ جات کو پھر نقل کرتا ہوں جن میں اختلاف ہے۔

(تریاق القلوب کا حوالہ صفحہ ۱۵۴)

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۵۴ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۱)

ریویو کا حوالہ جلد اول صفحہ ۲۵۷:

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷)

اب ان دونوں حوالوں سے ثابت ہے کہ تریاق میں تو آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں مسیح سے صرف جزوی فضیلت رکھتا ہوں اور اس سے افضل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ نبی ہے اور میں غیر نبی۔ اس کے خلاف ریویو میں لکھتے ہیں کہ میں مسیح سے تمام شان میں بڑھا ہؤا ہوں اب دیکھنا چاہئے کہ ان دونوں خیالوں میں سے حضرت مسیح موعودؑ کس کو رد کرتے ہیں اور کسے درست فرماتے ہیں اگر حقیقۃ الوحی میں سائل کے جواب میں آپ نے یہ جواب دیا ہو کہ میرا پہلے یہ خیال تھا کہ میں مسیح سے افضل ہوں لیکن بعد میں میرا یہ عقیدہ نہ رہا اور مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا کہ تو نبی نہیں وہ نبی تھا۔ غیر نبی نبی سے افضل کس طرح ہو سکتا ہے تب تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تریاق القلوب والا عقیدہ ناسخ تھا اور ریویو والا عقیدہ منسوخ لیکن اگر اس کے خلاف آپ اس عقیدہ کو جو تریاق القلوب میں ظاہر فرمایا ہے پہلا قرار دیں اور اپنے افضل ہونے والے عقیدہ کو بعد کا قرار دیں تو پھر ہر ایک شخص کو یہ قبول کرنا ہوگا کہ مسیح موعودؑ کے نزدیک تریاق القلوب والا حوالہ منسوخ ہے اور ریویو والا ناسخ۔ چنانچہ جب ہم حقیقۃ الوحی کو دیکھتے ہیں تو اس میں یہ لکھا پاتے ہیں:

"اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں

آخری خلیفہ اس نبیؐ کا ہوں جو خیر الرسل ہے اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے"

(حقیقۃ الوحی ــــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۴)

اس عبارت سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کم سے کم مسیح کے برابر تو سمجھتے ہیں لیکن آگے چل کر آپ فرماتے ہیں "پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسولؐ کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں" پھر یہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سنو! اسی جگہ حضرت مسیح موعودؑ آگے چل کر فرماتے ہیں "پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسولؐ نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو! جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آنے والا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیج دیا۔ اب خدا سے لڑو۔ ہاں میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بھی۔ تا آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو" (حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۹)

مذکورہ بالا عبارت میں آپ نہ صرف یہ کہ مسیح سے اپنے افضل ہونے کا ذکر فرماتے ہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے حضرت مسیح سے افضل ہونے پر اعتراض کرنا شیطانی وسوسہ ہے اور یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں کہلا سکتے خدائے تعالیٰ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ ہاں جیسا کہ آپ ہمیشہ فرماتے آئے ہیں آپ نبی بھی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے امتی بھی۔ اور آپ نے اس جگہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ امتی نبی ہونا آپؑ کے درجہ کے گھٹانے کے لئے نہیں بلکہ "تا آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۹) پس امتی نبی ہونا کمی درجہ کی علامت نہیں بلکہ علو درجہ کی علامت ہے اور ایسے نبی کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہوتا ہے۔

اب میں پھر اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں اور ہر ایک انصاف پسند کو متوجہ کر کے کہتا ہوں کہ کیا جو حوالہ میں نے اوپر نقل کیا ہے اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ حقیقۃ الوحی میں آپ اپنے آپ کو مسیحؑ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ پس یہ کیسی الٹی بات ہے کہ باوجود اس کے کہ تریاق القلوب

ناسخ تھی ریویو کے مضمون کی۔ پھر بھی حضرت صاحب حقیقۃ الوحی میں وہی مضمون پھر بیان کرتے ہیں جو ریویو میں کیا تھا پس حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقۃ الوحی میں اپنے آپ کو حضرت مسیحؑ سے افضل قرار دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ ریویو کا مضمون ناسخ ہے اور تریاق القلوب کا منسوخ یا کم سے کم یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ ایسا ظاہر فرماتے ہیں اور اگر تریاق القلوب کا مضمون ناسخ ہوتا تو چاہئے تھا کہ آپ بعد کی کتب میں یہ تحریر فرماتے کہ ہم حضرت مسیحؑ سے افضل نہیں لیکن آپ تو بعد کی کتب میں اپنے آپ کو افضل قرار دیتے ہیں جس سے صاف ثابت ہؤا کہ آپ اس تحریر کو جس میں آپ نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دیا ہے ناسخ قرار دیتے ہیں اس تحریر کا جس میں اپنے آپ کو مسیح سے ادنیٰ قرار دیا ہے اور جس مضمون میں افضل قرار دیا ہے وہ ریویو کا مضمون ہے پس ہر ایک شخص جو ضد سے کام نہ لے سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ تریاق القلوب کے اس حوالہ کو منسوخ قرار دیتے ہیں ورنہ حضرت صاحب پر یہ اعتراض آئے گا کہ آپ نے خدائے تعالیٰ کی متواتر وحی سے ایک بات معلوم کی۔ لیکن آپ ایک ہی کتاب میں اس نئے عقیدہ کو لکھ کر بھول گئے۔ اور پھر وہی پرانا عقیدہ اپنی کتابوں میں لکھنا شروع کر دیا کہ میں افضل ہوں مسیحؑ سے۔ اور تعجب یہ کہ خود حقیقۃ الوحی میں جس جگہ ریویو کے مضمون کو غلط قرار دیا اسی جگہ پھر اپنی افضلیت پر زور دینے لگے۔ لیکن ایسا فعل حضرت مسیح موعودؑ کی طرف ہرگز منسوب نہیں ہو سکتا اور حق یہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ تریاق القلوب کے حوالہ کو منسوخ قرار دیتے ہیں ریویو کے مضمون سے۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ حضرت صاحب کی بعض عبارتوں کو کیوں منسوخ قرار دیتے ہو اس کا قول انہی لوگوں کا سا ہے جو کہتے ہیں کہ جس قدر کتب سماویہ اس وقت موجود ہیں سب قابل عمل ہیں اور خدائے تعالیٰ کا کلام منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ جن کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے منسوخ کر دیا ان کو ہم قابل عمل کیونکر کہہ سکتے ہیں یہ معاملہ بھی ایسا ہی ہے حضرت صاحب اپنے اجتہاد سے ایک عقیدہ رکھتے تھے خدائے تعالیٰ نے آپ کو بتلایا کہ یہ عقیدہ درست نہیں۔ درست یہ ہے پس ہم اسی کو تسلیم کریں گے جسے خدائے تعالیٰ نے درست قرار دیا اور اسی کو تسلیم کریں گے جسے حضرت مسیح موعودؑ نے ناسخ قرار دیا۔ ہاں جو شخص باوجود اس کے کہ مسیح موعودؑ ریویو کے مضمون کو ناسخ قرار دیتے ہیں یہ اعتراض کرے کہ آپ نے نعوذ باللہ یہ خلاف عقل بات کیوں لکھی کہ پہلی تحریر کو ناسخ قرار دیا ہے اور بعد کی تحریر کو منسوخ۔ تو وہ پہلے مسیح موعودؑ کا انکار کرے پھر ہم سے سوال کرے ہم اسے انشاء اللہ پوری طرح جواب دیں گے کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح

موعودؑ نے تریاق کے حوالہ کو منسوخ قرار دیا ہے تو اب جو اعتراض پڑے گا مسیح موعودؑ پر پڑے گا نہ مجھ پر لیکن میں مضمون کو مکمل کرنے کے لئے اس جگہ فرض کرلیتا ہوں کہ ایک مخالف ہم سے پوچھتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو ریویو کے مضمون کو جو پہلا ہے تریاق القلوب کے مضمون کا جو بعد کا ہے ناسخ قرار دیا ہے تو اس سے آپ کا کیا مطلب ہے اور ایسے شخص کو جواب دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ لکھا درست لکھا اور اس میں ہرگز کوئی خلاف عقل بات نہیں بلکہ واقعہ میں ریویو کا مضمون تریاق القلوب کا ناسخ ہے اور اس سے پہلا نہیں بلکہ بعد کا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تریاق القلوب اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی اور ریویو جون ۱۹۰۲ء کو بلکہ دافع البلاء جس سے ریویو میں مضمون لیا گیا ہے وہ تو اپریل ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی اور خود میں نے اپنے رسالہ القول الفصل میں تاریخ اشاعت کے لحاظ سے ۱۹۰۲ء تک ہی تریاق القلوب کی تیاری لکھی ہے لیکن چونکہ اس وقت اس امر کو بالتفصیل لکھنے کی گنجائش نہ تھی اس لئے اس رسالہ میں وہی تاریخ لکھ دی گئی جو تریاق القلوب پر لکھی ہوئی تھی اور اگر میں ایسا نہ کرتا تو خوف تھا کہ بعض لوگ جھٹ مجھ پر جھوٹ کا الزام لگا دیتے لیکن اب میں بتاتا ہوں کہ تریاق القلوب اصل میں پہلے کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور ریویو بعد کا مضمون جو دافع البلاء سے لیا گیا ہے اس کے بعد کا بلکہ ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ بعد کا ہے اور اس کے لئے میرے پاس خدائے تعالیٰ کے فضل سے یقینی ثبوت ہیں بشرطیکہ کوئی شخص ان پر غور کرے اور ضد اور ہٹ سے کام نہ لے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ تریاق القلوب ۱۸۹۹ء سے لکھی جانی شروع ہوئی اور جنوری ۱۹۰۰ء تک بالکل تیار ہو چکی تھی لیکن چونکہ ان دنوں میں ایک وفد نصیبین جانے والا تھا اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک عربی رسالہ لکھنا شروع کر دیا اور اس کی اشاعت رک گئی ۱۹۰۲ء میں جبکہ کتب خانہ کا چارج حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کے ہاتھ میں تھا آپ نے حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ خلیفہ اول سے عرض کی کہ بعض کتب بالکل تیار ہیں لیکن اس وقت تک شائع نہیں ہوئیں آپ حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کریں کہ ان کو شائع کرنے کی اجازت فرمادیں چنانچہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ سے ذکر کیا اور حضورؑ نے اجازت دے دی تریاق القلوب ساری چھپ چکی تھی۔ اور صرف ایک صفحہ کے قریب مضمون حضرت اقدسؑ کے ہاتھ کا لکھا ہؤا کاتب کے پاس بچا پڑا تھا اس کے ساتھ حضرت اقدسؑ نے ایک صفحہ کے قریب مضمون اور بڑھا دیا اور کل دو صفحہ آخر میں لگا کر کتاب شائع کر دی گئی۔ یہ تو اصل واقعہ ہے جس سے غالباً جناب مولوی صاحب واقف ہوں گے اور امید ہے کہ حق

کے اظہار کے لئے ضرور شہادت دے دیں گے لیکن اگر ان کو یاد نہ رہا ہو یا وہ اس واقعہ سے واقف نہ ہوں تو میں اس کے متعلق ذیل میں چند ثبوت دیتا ہوں۔

۱۔ اول یہ کہ تریاق القلوب کے آخر میں ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کی تاریخ لکھی ہوئی ہے اور اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو مسیحؑ پر صرف جزئی فضیلت رکھنے والا ظاہر فرمایا ہے لیکن کتاب کشتی نوح جو ۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے اس میں آپ فرماتے ہیں "مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر" (صفحہ ۱۶) پھر صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ "گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں"۔ اب آپ فرمائیں کہ کیا یہ ممکن تھا کہ آپ اسی مہینہ میں مطابق الہام کشتی نوح میں تو یہ لکھیں کہ میں مسیحؑ سے افضل ہوں لیکن ۲۰ دن بعد تریاق القلوب میں لکھیں کہ میں اس سے صرف جزئی فضیلت رکھتا ہوں ورنہ میں اس سے بڑا نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اس کے بعد حقیقۃ الوحی میں پھر وہی مضمون بیان فرمائیں جو ۵ر اکتوبر کی کتاب کشتی نوح میں لکھا تھا۔ اس بات سے ثابت ہے کہ تریاق القلوب کا وہ حوالہ پہلے لکھا جا چکا تھا خصوصاً جبکہ ہم ساتھ یہ بھی یاد رکھیں کہ مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں ریویو کے مضمون کو تریاق القلوب کے خلاف تسلیم کر کے اسے ناسخ بھی قرار دیا ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ تریاق القلوب ۱۸۹۹ء میں شروع ہوئی تھی۔

۲۔ دوم یہ کہ کشتی نوح میں ہی یہ ذکر نہیں بلکہ اکتوبر کے مہینہ کی ڈائریوں میں بھی وہی ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکتوبر ۱۹۰۲ء کا مہینہ تو ایک خاص مہینہ تھا جس میں آپ اپنی افضلیت پر خاص زور دے رہے تھے۔ چنانچہ یکم اکتوبر کی سیر کی ڈائری میں لکھا ہے۔ "خدا تعالیٰ کی صریح وحی سے مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ محمدیؐ سلسلہ کا خاتم الخلفاء موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفاء سے بڑھ کر ہے"۔ (صفحہ ۱۱۔ الحکم ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء) اسی طرح ۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کی فجر کی سیر کی ڈائری میں لکھا ہے۔ "تم کہتے ہو مسیح کلمہ اللہ ہے ہم کہتے ہیں ہمیں خدا نے اس سے بھی زیادہ درجہ دیا"

(البدر نمبر ۳ جلد ۱ صفحہ ۱۱ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء)

اب ان حوالوں پر غور کرو کہ ۱۹۰۱ء سے لے کر برابر حضرت مسیح موعودؑ اپنی افضلیت پر زور دیتے چلے آرہے ہیں۔ اور اپریل ۱۹۰۲ء۔ پھر یکم اکتوبر ۱۹۰۲ء۔ پھر ۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء۔ پھر ۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کی آپ کی تحریروں اور تقریروں سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ آپ مسیح سے افضل تھے اور

☆ نمبر ۳۶ جلد ۶

ہر رنگ میں افضل تھے۔اور یہ بات آپ کو الہام کے ذریعہ بتائی گئی تھی۔اسی طرح ۱۹۰۲ء کے بعد کی تحریرات کو دیکھیں تو ان سے بھی بلا استثناء یہ بات ثابت ہے کہ آپ اپنے آپ کو حضرت مسیح سے افضل قرار دیتے تھے۔اور خود حضرت مسیح موعودؑ بھی حقیقۃ الوحی میں افضلیت کے عقیدہ کو دوسرے عقیدہ کا ناسخ قرار دیتے ہیں تو کیا یہ بات اس بات کا صریح اور کھلم کھلا ثبوت نہیں کہ تریاق القلوب کا وہ حوالہ جس میں مسیح سے اپنے آپ کو کم درجہ پر بیان فرماتے ہیں اور ان سے تمام شان میں بڑا ہونا محال قرار دیتے ہیں۔اور صرف جزئی فضیلت کے قائل ہیں۔۱۹۰۱ء سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔خصوصاً جبکہ یہ بات خود تریاق القلوب سے بھی ثابت ہے کہ اس کی تیاری ۱۸۹۹ء میں شروع ہوئی۔غرض کہ ۱۹۰۱ء سے لے کر وفات تک اس عقیدہ کے خلاف تحریروں کا موجود ہونا جو تریاق القلوب میں لکھا گیا۔اور پھر تریاق القلوب کی اشاعت سے پانچ دن پہلے آپ کا اس عقیدہ کے خلاف تقریر کرنا جو تریاق القلوب میں لکھا گیا تھا۔اور اس بات کا ثابت ہونا کہ یہ کتاب دراصل ۱۸۹۹ء میں شروع ہوئی ہے۔کیا اس بات کا کافی ثبوت نہیں کہ یہ حوالہ بھی واقعہ میں پہلے کا لکھا ہوا ہے اس لئے یہی منسوخ ہے نہ کہ ناسخ۔

۳۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ اکتوبر کے مہینہ کی ڈائریاں دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں آپ عصمت انبیاء اور نزول المسیح لکھ رہے تھے۔اور یہ کہیں بھی ذکر نہیں کہ آپ نے ان دنوں تریاق القلوب کے لئے بھی کوئی مضمون لکھا۔اگر ان دنوں میں آپ نے تریاق القلوب کے آخری صفحات لکھے ہوتے تو ان کا ذکر ضرور ڈائری میں آتا۔لیکن ہم اس مہینہ کی ڈائری کو دیکھتے ہیں تو ۱۹ر اکتوبر کی ڈائری میں یہ لکھا پاتے ہیں کہ آپ آج کل عصمت انبیاء پر مضمون لکھ رہے ہیں۔اور پھر ۳۱ر اکتوبر کے ہفتہ کے اخبار قادیان میں لکھا دیکھتے ہیں کہ آپ عصمت انبیاء اور نزول المسیح لکھ رہے ہیں۔جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ نے اس ماہ میں تریاق القلوب کا کوئی حصہ نہیں لکھا۔اور جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے صرف ایک صفحہ لکھ کر کتاب کی اشاعت کی اجازت دے دی۔ورنہ اگر آپ کوئی خاصہ مضمون زائد کرتے تو ضرور اس کا بھی ذکر ہوتا مگر ثابت ہے کہ ان دنوں میں آپ اور کتابیں تصنیف فرمارہے تھے۔

۴۔ چوتھا ثبوت یہ ہے کہ آپ تریاق القلوب کے صفحہ ۱۳۷ پر لکھتے ہیں۔"کہ اب اس وقت تک کہ ۵ر دسمبر ۱۸۹۹ء ہے"۔اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ۵ر دسمبر ۱۸۹۹ء کو تریاق القلوب کا صفحہ ۱۳۷ لکھ رہے تھے اور یہ حوالہ جس پر بحث ہے اس سے بیس صفحہ بعد کا ہے۔اور یہ

بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ اصل میں کتاب تریاق القلوب دسمبر ۱۸۹۹ء میں مکمل ہو چکی تھی گو بعض وجوہ سے شائع نہ ہو سکی کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے سارے دسمبر میں ۲۰ صفحے بھی نہ لکھے ہوں گے۔

۵۔ پانچویں دلیل حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خط ہے۔ جس کی عبارت ذیل میں درج ہے "کتاب تریاق القلوب تو اب بالکل تیار ہے لیکن چونکہ مرزا خدا بخش صاحب نصیبین کی طرف تیار تھے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک عربی کتاب تیار کر کے ان کو دی جائے۔ سو کتاب تریاق القلوب جس میں سے صرف ۳۔ دو چار ورق باقی ہیں بالفعل ملتوی رکھی گئی اور کتاب عربی لکھنی شروع کر دی گئی جس میں سے اب تک سو صفحہ چھپ چکا ہے"۔ دستخط کے ساتھ تاریخ ۱۵/ فروری ۱۹۰۰ء دی ہے۔ یہ خط ہمارے پاس محفوظ ہے۔ آپ چاہیں تو ہم آپ کو دکھلا سکتے ہیں اس خط سے جو فروری ۱۹۰۰ء کا ہے۔ ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ تریاق القلوب اسی وقت مکمل کر چکے تھے۔ اور بہت تھوڑا سا مضمون لکھ کر اسے شائع کر دینے کا ارادہ تھا۔ لیکن چونکہ اس کی اشاعت میں دیر ہو گئی تھی۔ اس لئے حکیم صاحب مرحوم کے زور دینے پر ایک صفحہ اور بڑھا کر کتاب شائع کر دی گئی۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ تحریر فرمانا کہ عربی کتاب کا بھی سو (۱۰۰) صفحہ چھپ چکا ہے ثابت کرتا ہے کہ جنوری اور فروری میں حضرت مسیح موعودؑ وہی عربی کتاب لکھتے رہے ہیں نہ کہ تریاق القلوب جس سے ثابت ہے کہ تریاق القلوب دسمبر ۱۸۹۹ء میں ہی مکمل ہو چکی تھی۔ اور ۱۹۰۲ء میں صرف شائع ہوئی لیکن اس سے بھی بڑھ کر ایک اور ثبوت ہے اور وہ یہ ہے:

۶۔ کہ تریاق القلوب کتاب مکرمی صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے جو اس وقت حضرت صاحب کی کتب لکھا کرتے تھے۔ اور صفحہ ۱۵۸ تک سب انہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور صرف صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰ منشی کرم علی صاحب کاتب کا لکھا ہے اور ہر ایک کاتب آپ کو بتا سکتا ہے کہ صفحہ ۱۵۸ اور کاتب کا لکھا ہوا ہے اور ۱۵۹ و ۱۶۰ اور کاتب کا۔ اور باقی سب کتاب اسی کاتب کی لکھی ہوئی ہے۔ جس کا صفحہ ۱۵۸۔ صرف ٹائٹل کا پہلا صفحہ اور صفحہ ۱۵۹ اور ۱۶۰ دوسرے کاتب یعنی منشی کرم علی صاحب کے لکھے ہوئے ہیں اور یہ ایک یقینی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ حصہ جو تریاق القلوب کا ۱۹۰۲ء میں لکھا گیا ہے صرف آخری دو صفحہ ہیں نہ کہ اس سے پہلے کے صفحے۔ اور حضرت صاحب کے خط سے جو اوپر نقل ہو چکا ہے ثابت ہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۰ء کی فروری سے اس قدر عرصہ پہلے تیار ہو چکی تھی کہ اس کے بعد سو (۱۰۰) صفحہ ایک اور کتاب کے لکھے گئے اور چھپ چکے

تھے- پس صفحہ ۱۵۸ تک ساری کتاب کا پیر صاحب کے ہاتھوں سے لکھا جانا اور صرف آخری دو صفحات کا منشی کرم علی صاحب کے ہاتھ سے لکھا جانا ثابت کرتا ہے کہ ان دو صفحوں کے علاوہ باقی سب کتاب یقیناً ۱۹۰۰ء تک لکھی جا چکی تھی- اور حضرت صاحب نے اپنے فروری ۱۹۰۰ء کے خط میں تریاق القلوب کے جس حصہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ تیار پڑا ہے وہ صفحہ ۱۵۸ تک کا ہے اور صرف دو صفحات کا منشی کرم علی صاحب کے ہاتھ سے لکھوایا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ صرف وہی بعد میں لکھوائے گئے- اور ان دو صفحات کے ان سے لکھوانے کی بھی ایک وجہ تھی- اور وہ یہ کہ جیسا کہ جناب مولوی صاحب کو معلوم ہو گا- اس تاخیر کے عرصہ میں پیر صاحب سخت بیمار ہو گئے تھے- اور جوڑوں کی درد کی وجہ سے کتابت کے بالکل ناقابل ہو گئے تھے- پس جب عرصہ تاخیر کے بعد کتاب دوبارہ لکھوانی شروع کرائی گئی تو پیر صاحب سے بقیہ مضمون لے کر جس کے آخر میں حضرت صاحب نے چند سطریں اور لکھ دی تھیں منشی کرم علی صاحب کاتب سے آخری دو صفحات لکھوائے گئے- اور کتاب شائع کر دی گئی- چنانچہ آپ کسی تجربہ کار کاتب سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ تریاق القلوب کو بغور مطالعہ کر کے دیکھے- اور بتائے کہ کیا واقع میں کتاب تریاق القلوب ساری کی ساری سوائے آخری دو صفحوں اور ٹائٹل کے صفحہ کے ایک کاتب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے یا نہیں؟

۷- ساتواں ثبوت یہ کہ صرف تحریرات کا ہی فرق نہیں بلکہ تریاق القلوب کے دونوں کاتب اور پریس مین اس وقت بفضل خدا زندہ موجود ہیں- اور ان کے علاوہ اور بہت سے لوگ ہیں- جن کے حافظہ میں یہ واقعات اچھی طرح محفوظ ہیں- ان کی شہادتوں سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ سکتا ہے- چنانچہ میں جناب مکرمی صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب، منشی کرم علی صاحب اور مرزا محمد اسماعیل بیگ صاحب پریس مین کی شہادتیں اور چند اور واقف حال گواہوں کی شہادتیں ذیل میں درج کرتا ہوں-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ تریاق القلوب صفحہ ۱۵۸ تک میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے- یہاں تک لکھنے اور چھپنے کے بعد تریاق القلوب بہت مدت تک چھپنے اور شائع ہونے سے رکی رہی- پھر اس کے بعد ۱۹۰۲ء میں جب اس کتاب کی اشاعت ہونے لگی تو آخری کاپی سے بچا ہوا کچھ مضمون میرے پاس پڑا ہوا تھا جو قریب ایک صفحہ کے تھا وہ میں نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو دے دیا- جو دوسرے کاتب سے لکھوایا گیا- چھپنے کے بعد جب میں نے

دیکھا تو اس بچے ہوئے مضمون کے ساتھ ایک صفحہ اور بڑھا کر کتاب کو ختم کر دیا گیا تھا۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ تمام تریاق القلوب میں صرف ٹائٹل کا صفحہ اور صفحہ ۱۵۹۔ اور صفحہ ۱۶۰ یعنی کل تین صفحے دوسرے کاتب کے لکھے ہوئے ہیں۔ اور باقی کل تریاق القلوب مع ضمیمہ نمبر ۳ و ضمیمہ نمبر ۴ و ضمیمہ نمبر ۵ میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ فقط۔ منظور محمد بقلم خود۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

میں حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ تریاق القلوب کا صفحہ ٹائٹل پیج (PAGE) اور آخری ورق یعنی صفحہ ۱۵۹۔ اور صفحہ ۱۶۰ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور حکیم فضل الدین صاحب مرحوم نے مجھے مضمون دیا تھا کیونکہ ان دنوں میں مَیں ان کے ماتحت کام کیا کرتا تھا۔ اور اس سے پہلے تریاق القلوب صفحہ ۱۵۸ تک مدت سے چھپی ہوئی پڑی تھی۔ جب میں نے ٹائٹل پیج (PAGE) اور آخری ورق لکھا تب یہ کتاب شائع ہوئی۔

عاجز کرم علی کاتب ریویو آف ریلیجنز قادیان

میں مرزا محمد اسماعیل بیگ جو ضیاء الاسلام میں پریس مین تھا۔ شہادت دیتا ہوں کہ تریاق القلوب میں نے چھاپی۔ اور چھپ کر ایک مدت تک پڑی رہی۔ پھر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ٹائٹل اور صرف آخری ورق یعنی صفحہ ۱۵۹ تا صفحہ ۱۶۰ چھاپ کر اسے شائع کر دیا گیا۔

مرزا محمد اسماعیل بیگ سابق پریس مین

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

میں دسمبر ۱۹۰۰ء میں قادیان میں آیا تو تریاق القلوب اور تحفہ گولڑویہ اور تحفہ غزنویہ طبع شدہ تھیں۔ جن کی فرمہ شکنی مولوی برہان الدین صاحب مرحوم جہلمی اور ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب کی کوشش سے مہمانان نووارد کیا کرتے تھے۔ صرف کسی قدر باقی تھی جو بروقت اشاعت بعد میں لکھوائی گئی۔ اور ۱۹۰۱ء میں جب میں ہجرت کر کے یہاں آیا تو ابھی یہ کتابیں شائع نہیں ہوئی تھیں۔ پھر ۱۹۰۲ء میں جب ان کی اشاعت کی ضرورت ہوئی تو منشی کرم علی صاحب کاتب سے ٹائٹل اور ایک ورق آخری یعنی صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۰ لکھوا کر کتاب شائع کی گئی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۰۰ء میں یہ کتاب قریباً ساری چھپی ہوئی تھی۔ کسی قدر مضمون باقی ماندہ پیچھے سے لکھوایا گیا جو دوسرے

کاتب کا ہے۔ اور ملاحظہ کتاب سے اس کی اصلیت معلوم ہو رہی ہے۔ میں اس وقت سے یہاں مستقل رہائش رکھتا ہوں۔ اور تحفہ گولڑویہ اور تحفہ غزنویہ اور تریاق القلوب تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد مرۃً بعد اُخریٰ شائع کی گئی ہیں۔ مگر طبع شدہ پہلے کی موجود تھیں۔ جو باوجود یہاں کی موجودگی کے اس کے خلاف لکھتا ہے اور عمداً جھوٹ بولتا ہے وہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ کے ثواب کا مستحق بنتا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

الراقم مہدی حسین خادم المسیح
مہاجر قادیان بقلم خود۔

وَاللّٰہِ بِاللّٰہِ ثُمَّ تَاللّٰہِ کہ میں بخوبی جانتا ہوں اور مجھے بخوبی یاد ہے۔ اور میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حکیم فضل الدین صاحب مرحوم نے شفاخانہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب میں آکر حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اس وقت مطبع کوئی قریباً تیرہ سو روپیہ کا مقروض ہے۔ اور باعث اس کا یہ ہے کہ تریاق القلوب اور اور چند کتابیں بالکل تیار پڑی ہوئی ہیں۔ اور حضرت صاحب کو نہ ان کی اشاعت کا خیال آتا ہے اور نہ کوئی توجہ دلاتا ہے۔ اور بعض تو مقدمات وغیرہ کے باعث رکی پڑی ہیں۔ اور ان سب پر بہت سا روپیہ لگا ہوا ہے اور جب تک وہ شائع نہ ہوں۔ تب تک مطبع کا چلانا بہت ہی دشوار ہے۔ جو ابھی ناتمام ہیں ان کو تو جانے دیجئے۔ مگر تریاق القلوب وغیرہ تو بالکل ختم ہیں۔ فقط بعد میں ایک دو سطریں لکھ کر مضمون کو ختم کر دینا ہے اور بس۔ اس پر مولانا صاحب نے وہ حساب کا کاغذ بھی لے لیا اور حکیم صاحب کو فرمایا کہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کردوں گا۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت مولوی صاحب نے میرے سامنے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ تریاق القلوب کا مسودہ پیر منظور محمد سے لے کر میرے پاس بھیج دینا کہ میں اس کے آخری مضمون کو دیکھ کر چند سطریں لکھ کر مضمون کو ختم کردوں گا۔ چنانچہ وہ مسودہ لایا گیا۔ تو اس میں سے کوئی ایک صفحہ کا مضمون باقی تھا تو حضرت صاحب نے اس کے ساتھ چند سطریں اور لکھ کر مضمون کو ختم کردیا تو پہلے جو کتاب تریاق القلوب مدت دراز سے چھپی ہوئی موجود تھی۔ اس کے آخر میں اس مضمون سے ایک ورق نیا چھاپ کر لگا دیا گیا۔ اور کتاب شائع ہو گئی۔ چنانچہ اسی عرصہ میں اور بہت سی کتابیں جو پہلے کی ہیں شائع کی گئی ہیں۔ اور یہ ایسا مشہور واقعہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو بھی ضرور معلوم ہو گا۔ اور میں یقین نہیں کر سکتا کہ وہ اس سے انکار کریں۔ (محمد سرور شاہ احمدی بقلم خود ۱۴؍ فروری ۱۹۱۵ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں جو مقدمہ کلارک سے حضرت مسیح موعودؑ کے حالات ' تقریروں ' الہامات اور پیشگوئیوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ضروری اور اہم واقعات کو شائع کرنے والا ہوں اور ۱۸۹۸ء سے خدا کے فضل و کرم سے مستقل طور پر دارالامان قادیان میں رہنے کی سعادت رکھتا ہوں۔ اور چشم دید واقعات کے شائع کرنے کا مجھے جائز فخر حاصل ہے بطور ایک وقائع نگار کے۔ اور سلسلہ کے حالات سے واقف کار کی حیثیت میں جو (الحکم کی گذشتہ ۱۸ مجلدات سے ظاہر ہے) محض خدا کی رضا اور حق کے اظہار کے لئے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کر کے اور اس کی قسم کھا کر اپنے صحیح علم کی بناء پر شہادت دیتا ہوں کہ کتاب تریاق القلوب جس کا پورا نام شروع میں تریاق القلوب و جاذب الارواح الی حضرت المحبوب تھا۔ ۱۸۹۹ء کی جولائی میں حضرت مسیح موعودؑ نے لکھی۔ اور پہلی مرتبہ ۳۱ ر جولائی ۱۸۹۹ء کے الحکم میں اس کا اعلان ہوا۔ یہ کتاب ابتداءً ایک مختصر سا رسالہ تھا۔ جو لاہوری ملہم کے ایک خط کی بناء پر جو اوائل جولائی ۱۸۹۹ء میں آیا لکھا گیا تھا۔ ابتداءً وہ صرف ۲۳ صفحہ پر یکم اگست کو ختم ہو چکی تھی۔ مگر پھر حضرت اقدس کو خیال آیا کہ اس میں لیکھرام کے نشان کو شامل کر دیا جاوے۔ چنانچہ بطور ضمیمہ اس کو لگایا گیا۔ اور خیال تھا کہ اگست ۱۸۹۹ء تک کے نشانات جو بڑے بڑے ہیں بطور ضمیمہ نمبر۲ لگائے جاویں۔

حضرت اقدسؑ کا معمول دربارہ تصنیف کتب یہ تھا کہ ایک کتاب شروع ہو کر بیچ میں رہ جاتی۔ اور اور شائع ہوتی جاتی تھیں۔ اس خصوص سے تریاق القلوب بھی باہر نہ تھی۔ چنانچہ ۹/ ستمبر ۱۸۹۹ء کے الحکم میں اس کے متعلق اطلاع شائع کر دی گئی کہ اشاعت پر اطلاع دی جائے گی۔ کتاب مذکور ۱۸۹۹ء میں ختم ہو گئی تھی۔ یعنی جس قدر مسودہ حضرت نے دیا تھا وہ لکھا جا کر طبع ہو گیا۔ مگر پھر اور کتابوں کے سلسلہ نے اس سلسلہ کو معرض التواء میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۱ء میں مطبع کا انتظام بوجوہات حکیم فضل الدین مرحوم کو دیا گیا۔ جس کا باضابطہ اعلان الحکم میں بھی ہوا۔ چونکہ بہت سی ناتمام کتابیں پڑی ہوئی تھیں۔ حکیم صاحب نے اقتصادی اور مالی حالات مطبع کے لحاظ سے حضرت اقدسؑ کو توجہ دلائی کہ ان کتب کو شائع کر دیا جاوے۔ اس لئے حضرت صاحب نے تریاق القلوب کا ایک صفحہ اور لگا کر اور ٹائٹل پیج چھپوا کر شائع کر دیا۔ یہ ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو

شائع ہوئی- اور الحکم میں اس کا اعلان ہو گیا- اس درمیانی عرصہ میں صرف ۱۸۹۹ء پر ریویو کرتے ہوئے جنوری ۱۹۰۰ء میں تریاق القلوب کی تالیف وطبع کا میں نے ذکر کیا- اور پھر جیسا کہ ستمبر ۱۸۹۹ء میں وعدہ کیا گیا تھا اس کے شائع ہونے پر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں اعلان کیا-

یہ واقعات صحیح ہیں اور تاریخی ثبوت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور میں علم و یقین میں ان کو صحیح سمجھتا ہوں کہ ۱۸۹۹ء کے بعد بجز آخری ورق تریاق القلوب کے اور ٹائٹل کے حضرت اقدس نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا- الراقم خاکسار یعقوب علی- ایڈیٹر الحکم- قادیان

اوپر کے زبردست دلائل سے اور پھر ان شہادتوں سے یقینی طور پر ثابت ہے کہ تریاق القلوب ۱۹۰۰ء کے ابتداء کی لکھی ہوئی کتاب ہے- اور ۱۹۰۲ء میں صرف شائع ہوئی- اور اشتہار غلطی کا ازالہ اور ریویو اور کشتی نوح کے مضامین باوجود پہلی تاریخوں کی اشاعت کے در حقیقت تریاق القلوب سے بعد کے ہیں اور اس کے ناسخ ہیں- اور اگر کوئی شخص باوجود ان ظاہر ثبوتوں کے اپنی ضد کو ترک نہ کرے- تو اس کا معاملہ خدا سے ہے ایسا شخص غالباً کہہ دے گا کہ نزول المسیح اور براہین حصہ پنجم حضرت کی سب سے آخری کتابیں ہیں کیونکہ یہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی ہیں- حالانکہ ایک تو ۱۹۰۲ء سے لکھی جانی شروع ہوئی- اور پھر ۱۹۰۳ء میں بند ہو گئی- اور بغیر کسی حرف کی زیادتی کے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ۱۹۰۸ء میں شائع کی گئی- اور دوسری کتاب ۱۹۰۵ء میں شروع ہوئی- اور اسی سن میں بند ہو کر پڑی رہی- اور آپ کی وفات کے بعد شائع ہوئی- پس ان دلائل اور ان نظائر کے موجود ہوتے ہوئے جو شخص اپنی ضد پر قائم رہے- اور باوجود مسیح موعود کی حقیقۃ الوحی والی اپنی تحریر کے پھر بھی تریاق القلوب کو بعد کی تصنیف قرار دے تو اس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے- اس کے سمجھانے کی طاقت کسی انسان میں نہیں-

آخر میں ہم ایک اور دلیل بھی اس جگہ دیتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تریاق القلوب دافع البلاء سے پہلے کی ہے- وھوھذا-

حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں "اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے.... جب تک مجھے اس سے علم نہ ہؤا- میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں مَیں نے کہا- اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہؤا تو میں نے اس کے مخالف کہا- میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں- بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے"- (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۳-۱۵۴)

اس عبارت میں حضرت اقدس نے مسئلہ نضیلت کے متعلق اپنے عقیدہ کے زمانہ کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ جن میں سے پہلے زمانہ کی آخری حد کو لفظ "جب تک" ظاہر کرتا ہے۔ اور دوسرے زمانہ کی ابتدائی حد کو لفظ "جب"۔ ان دونوں زمانوں کے درمیان کوئی تیسرا زمانہ نہیں ہے۔ پہلے زمانہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں کبھی اپنے آپ کو مسیح سے افضل یا اس کے برابر شان کا ظاہر نہیں کیا۔ اور اس تمام زمانہ میں ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ مسیح مجھ سے افضل ہے۔ اور دوسرے زمانہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں کبھی مسیح کو اپنے سے افضل یا برابر نہیں کہا بلکہ اس زمانہ میں ہمیشہ اپنے آپ کو افضل بتایا۔

اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حِکَایَۃً عَنْ عِیْسٰی فرماتا ہے۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (المائدہ: ۱۱۸) اس آیت میں مسیح کا یہ بیان مذکور ہے کہ مجھ پر دو زمانے آئے جن میں سے پہلے زمانہ کی آخری حد اور دوسرے زمانہ کی ابتدائی حد میری وفات ہے اور ان دو زمانوں میں سے پہلے زمانہ میں کبھی میں لوگوں سے الگ نہیں ہوا۔ ہمیشہ لوگوں کے درمیان موجود رہا۔ اور دوسرے زمانہ میں یعنی توفّی کے بعد میں کبھی لوگوں میں نہیں آیا اور ہمیشہ ان سے الگ رہا۔ اور اس عرصہ میں مَیں ان میں کبھی نہیں رہا۔

غرض مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہوا کہ جہاں کہیں بھی حضرت اقدس نے مسیح کو اپنے آپ سے افضل فرمایا ہے اس سے پہلے کبھی اپنے آپ کو اس سے افضل نہیں بتایا۔ اور جہاں کہیں بھی حضرت اقدس نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل بتایا ہے اس کے بعد کبھی بھی مسیح کو اپنے آپ سے افضل نہیں بتایا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ تریاق القلوب میں حضرت اقدس نے صاف لفظوں میں مسیح کو اپنے آپ سے افضل قرار دیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت اقدس کی تریاق القلوب سے پہلے کی کوئی ایسی تقریر یا تحریر نہیں ہو سکتی جس میں حضور نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دیا ہو۔ پس دافع البلاء اور کشتی نوح اس سے بعد کی ہیں۔ اسی طرح دافع البلاء اور کشتی نوح میں فرمایا ہے کہ میں مسیح سے افضل ہوں پس ان سے بعد کی کوئی تحریر یا تقریر حضرت اقدس کی ایسی نہیں ہو سکتی۔ جس میں حضور نے مسیح کو اپنے آپ سے افضل بتایا ہو۔ پس ثابت ہوا کہ تریاق القلوب ان دونوں سے پہلے کی ہے نہ کہ بعد کی "بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے"

اس جگہ میں ایک اور شبہ کا بھی ازالہ کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں جو بعض شخصوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں ریویو اور تریاق القلوب میں تناقض کے پائے جانے کا اعتراض کرنے والے کو جو جواب دیا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے جس اختلاف کو تسلیم کیا ہے وہ تریاق القلوب کا نہیں کیونکہ تریاق القلوب کو شائع ہوئے تو ابھی چار سال ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میں تیئس سال کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عقیدہ کو حضرت رد فرماتے ہیں وہ تیئس سال پہلے کا ہے نہ کہ تریاق القلوب کا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم روز روشن کی طرح ثابت کر چکے ہیں کہ تریاق القلوب میں وہ عقیدہ درج ہے جس کا رد حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ تریاق القلوب اب تک موجود ہے اسے کھول کر دیکھ لو کیا اس میں مسیح کی نضیلت کو تسلیم کیا ہے یا نہیں۔ اگر اس کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو حضرت مسیح ناصریؑ سے کلی طور پر افضل قرار دیا ہے تو پھر بیشک ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت صاحب نے جس خیال کو رد فرمایا ہے وہ تیئس سال پہلے کا ہے۔ لیکن جبکہ صریح الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تریاق القلوب میں مسیح کی نضیلت کا اقرار کرتے ہیں تو پھر تریاق القلوب کے حوالہ کے منسوخ ہونے میں اور اس کے بعد نیا خیال بدلنے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ضرور ہے کہ تریاق القلوب کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا عقیدہ بدلا ہو۔ پس تیئس سال والے فقرہ کے کوئی ایسے معنی کرنے چاہئیں۔ جن سے حضرت مسیح موعودؑ پر کوئی اعتراض نہ آتا ہو۔ کیونکہ اگر اوپر والے معنی کئے جائیں تو حضرت مسیح موعودؑ پر دو اعتراض پڑتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ سے سوال تو تریاق القلوب والے زمانے کا کیا جاتا ہے۔ اور آپ جواب براہین کے زمانہ کے متعلق دیتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ آپ نے نعوذ باللہ من ذالک خلاف بیانی کی کہ میں تیئس سال ہوئے اپنے آپ سے مسیح کو افضل خیال کرتا تھا۔ لیکن درحقیقت آپ تریاق القلوب میں بھی وہی خیال ظاہر فرما چکے تھے۔ سوم یہ کہ گویا آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی کہ اللہ تعالیٰ نے تو تیئس سال پہلے آپ کو حکم دیا تھا کہ تم اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دو۔ آپ نے منشائے الٰہی کو سمجھ بھی لیا۔ لیکن باوجود اس کے آپ نے تریاق القلوب میں علم الٰہی کے خلاف عقیدہ ظاہر فرمایا۔ اے دوستو! ان بحثوں میں اپنے منشاء اور مدعا کو پورا کرنے کے لئے ایسے حد سے نہ نکل جاؤ کہ خود حضرت مسیح موعود کو نشانہ

اعتراض بنالو- آخر وہ شخص جس طرح ہمارا سردار ہے تمہارا بھی سردار ہے-اس کے کلام کی وہ تفسیر کیوں کرتے ہو؟ جس سے اس پر اعتراضوں کی بوچھاڑ شروع ہو جائے- اور اس کے دعویٰ اور اس کے تقویٰ میں شبہات پیدا ہو جائیں- تم اپنے بچاؤ کے لئے مسیح موعود کی تحریروں کو بدلتے ہو- اور اسے دنیا کی نظر میں ادنیٰ ثابت کرتے ہو- خوب یاد رکھو کہ عزت وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے نہ وہ کہ لوگ دیں- دنیا کیا دے سکتی ہے کچھ بھی نہیں- جو کچھ خدا دے سکتا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا- دلوں پر اللہ تعالیٰ کی ہی حکومت ہے- اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے- اللہ تعالیٰ اس کی حکومت دلوں پر قائم کرتا ہے- اور خود سعیدوں کے دل میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے- پس اس محبت کی قدر کرو جو سعید روحوں سے حاصل کر سکتے ہو- خواہ پھٹے ہوئے کپڑوں اور میلے چیتھڑوں کے اندر ہی وہ ارواح کیوں مخفی نہ ہوں- ایک صادق دوست ہزار ہا منافق واہ واہ کرنے والوں سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ یہ خوشی اور راحت میں تعریف کرتے ہیں اور وہ رنج و غم میں جان دینے سے دریغ نہیں کرتا پس مسیح موعود کے کلام کے وہ معنی نہ کرو- جن پر دشمن کو ہنسی کا موقع ملے- اور توبہ کرو کہ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے- سنو حضرت مسیح موعود کا یہ کلام صاف ہے آپ کو براہین کے زمانہ سے جو وحی ہو رہی تھی اس میں آپ کو ایک دفعہ بھی مسیح سے کم نہیں کہا گیا بلکہ افضل ہی بتایا گیا تھا لیکن آپ چونکہ اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے اس کے معنی اور کرتے رہے- حتّٰی کہ تریاق القلوب کے وقت بھی آپ کے یہی خیالات تھے- لیکن جب بعد کی وحیوں نے آپ کی توجہ اس طرف پھیری کہ ان وحیوں کا یہی مطلب تھا کہ آپ مسیحؑ سے افضل اور نبی ہیں تو آپ نے تیئس سال کی وحی کو قبول کیا- پس یہ دونوں باتیں درست ہیں- یہ بھی کہ آپ کی تیئس سال کی وحی میں مسیح پر افضلیت کا اظہار تھا- اور یہ بھی کہ آپ تریاق القلوب کے وقت تک حضرت مسیح کو افضل قرار دیتے تھے- اور بعد میں اس عقیدہ میں تبدیلی کی- پہلی بات اس لئے درست ہے کہ واقعہ میں ہمیشہ سے وحی الٰہی میں آپ کو صاف نبی کا خطاب دیا گیا تھا- اور دوسری اس لئے کہ آپ تریاق القلوب کے وقت تک اس وحی کی تاویل کرتے رہے-

جناب مولوی محمد علی صاحب کے بعض اعتراضوں کا جواب

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ میں اس خیال کے خلاف کہ تریاق القلوب کے کسی

عقیدہ کو حضرت مسیح موعودؑ نے بدل دیا۔ چند اعتراض بھی کئے ہیں۔ جن کو میں ذیل میں درج کر کے ان کے جواب بھی لکھ دیتا ہوں:

۱۔ صفحہ ۶٬۷ پر میری ایک عبارت نقل کر کے جس میں میں نے لکھا ہے "حضرت مسیح موعودؑ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تریاق القلوب میں آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے۔ بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدلا دیا" آپ تین نتیجے نکالتے ہیں۔

(۱) میاں صاحب کے اعتقاد میں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک ناقص اور جزوی نبوت تھی۔

(۲) میاں صاحب کو علم ہے کہ ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے بعد کوئی وحی حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوئی۔ جس میں آپ کو یہ بتایا گیا کہ آپ اب جزوی نبی نہیں رہے۔

(۳) ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک اور اس سے پہلے کی کسی کتاب کی کوئی عبارت مسئلہ نبوت کے متعلق حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔ بلکہ اس مسئلہ میں صرف ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے بعد کی تحریریں قابل سند ہیں۔

نتیجہ نمبر ۱ کا جواب تو یہ ہے کہ یہ نتیجہ آپ نے اپنے پاس سے ہی نکال لیا ہے۔ میرے الفاظ سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ میں تو لکھتا ہوں کہ بعد کی وحی نے آپ کو اس سے بدلا دیا۔ اور آپ میری طرف یہ قول کہ پہلے اور قسم کی نبوت تھی۔ اور بعد میں اور قسم کی نبوت ہوئی۔ منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں قولوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں نے تو یہ لکھا ہے کہ پہلے حضرت صاحب اپنی نسبت اور خیال رکھتے تھے۔ بعد میں آپ کو یہ عقیدہ بدلنا پڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے اس کے خلاف ظاہر کیا۔ پس آپ جیسے نبی پہلے تھے ویسے ہی بعد میں رہے۔ نبوت میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ ہاں آپ کے اپنے خیال میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جن الفاظ سے آپ کو پہلے یاد فرمایا تھا۔ انہی الفاظ میں بعد میں یاد فرمایا۔ پہلے تو آپ عام عقیدہ کے مطابق اس کی اور تاویل کرتے رہے۔۔ لیکن بعد میں اس تاویل میں تبدیلی کرنی پڑی۔

کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ باوجود اس کے کہ میں نے اپنے رسالہ میں حقیقۃ الوحی کا ایک لمبا حوالہ نقل کر دیا تھا۔ اور اس سے صاف الفاظ میں نتیجہ نکالا تھا۔ پھر بھی آپ اس غلط فہمی کا شکار رہے۔ مکرم مولوی صاحب! حضرت مسیح موعودؑ نے تو معترض کے جواب میں صاف فرمایا ہے کہ یہ اختلاف ویسا ہی ہے جیسا کہ میں نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا کہ مسیح زندہ ہے۔ حالانکہ مجھے

اس وقت الہام ہو چکا تھا کہ تو عیسیٰ ہے۔ سو میں پہلے ان الہاموں کی اور تاویل کرتا رہا۔ لیکن بعد میں اس تاویل کی غلطی معلوم ہوئی۔ اور اس تاویل کو ترک کر کے صاف اقرار کرنا پڑا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ اب آپ فرمائیں کہ کیا آپ کے خیال میں اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم براہین احمدیہ کے زمانہ تک تو زندہ تھے۔ لیکن بعد میں فتح اسلام کے وقت فوت ہو گئے نہیں آپ ایسا نہیں کہہ سکتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت کا مطلب صاف ہے کہ گو ایسے الہامات تو پہلے بھی موجود تھے لیکن باوجود ان الہامات کے پھر بھی میں عام عقیدہ کے مطابق لکھتا رہا۔ نہ یہ کہ پہلے واقعہ اور تھا اور بعد میں اور بدل گیا۔ حضرت مسیح تو براہین کے وقت بھی اسی طرح فوت شدہ تھے۔ جیسے کہ فتح اسلام یا ازالہ اوہام کے وقت۔ لیکن حضرت صاحب پہلے عام عقیدہ کی پیروی کر کے اپنے الہامات کی اور تاویل کرتے رہے لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ کی بار بار کی وحی نے آپ پر ثابت کیا کہ در حقیقت عام عقیدہ غلط تھا۔ اور یہ کہ در حقیقت آپ ہی مسیح موعود تھے۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے زمانہ سے آپ کو نبی کے لفظ سے پکارا جاتا تھا۔ لیکن چونکہ عام عقیدہ اس کے خلاف تھا۔ آپ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے رہے اور اگر کوئی لفظ آپ کی فضیلت کا آتا بھی تو آپ اسے جزئی فضیلت قرار دیتے کیونکہ غیر نبی کو نبی پر تمام شان میں فضیلت نہیں ہو سکتی اور تریاق القلوب میں بھی آپ نے یہی عقیدہ بیان فرمایا۔ لیکن ۱۹۰۰ء کے بعد آپ کو یہ خیال بدلنا پڑا۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے خود لکھا ہے۔ بار بار کے الہام سے آپ نے سمجھا کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

تعجب ہے ایسی صاف عبارت اور صاف حوالہ کے ہوتے ہوئے آپ نے یہ نتیجہ نکالا کہ میرے خیال میں پہلے مسیح موعود جزوی نبی تھے بعد میں نبی ہوئے۔ میں نے تو یہ لکھا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے براہین میں حیات مسیح کے عقیدہ کی مثال دے کر خوب واضح کر دیا ہے کہ آپ کا درجہ نہیں بدلا۔ اور واقعات میں کچھ تغیر نہیں آیا۔ بلکہ آپ کی رائے میں تغیر ہوا۔ اور بعد میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اور علم دیا گیا۔ اب اگر ایسی صاف باتوں کے بھی ایسے الٹے معنی ہونے شروع ہو گئے تو مجھے خوف ہے کہ کل کو کوئی یہ نہ لکھ دے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ تھا کہ براہین کے وقت تو مسیح زندہ تھے۔ بعد میں فوت ہوئے۔ ایسی باتوں کا جواب میرے پاس تو کوئی نہیں۔ اور جب ایسے اہم مسائل میں بغیر کافی غور کے جواب دینے کی کوشش کی جائے۔ اور یہ بھی نہ غور کیا جائے کہ کہنے والا کہتا کیا ہے تو فیصلہ کی صورت کیا ہو سکتی ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو ذمہ دار اور اہل الرائے خیال کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو تو ضرور بات کو سمجھ کر اور پھر اس پر غور کر کے اگر غلط ہو تو اس کا

جواب دینا چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرے رسالہ "القول الفصل" کو اس نیت سے نہیں پڑھا گیا کہ اس میں اگر کوئی صداقت ہے تو اسے قبول کیا جاوے بلکہ صرف اس نیت سے دیکھا گیا ہے کہ اس کا جواب لکھا جائے۔ اور جب انسان ایک چیز کو پہلے ہی غلط سمجھ لیتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسے اس کا پورا فہم حاصل نہیں ہوتا۔ اور ٹھوکر کھاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو بھی ایسی غلطی لگی۔ آپ نے پہلے ہی "القول الفصل" کی سب باتیں غلط تصور کر لیں جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ آپ کو اس پر پورے غور کا موقع نہ ملا۔ مگر افسوس کہ آپ نے اس رسالہ کے بہت سے مطالب کو غلط سمجھا۔ اور بہت جلد ان نتائج پر پہنچ گئے۔ جن پر پہنچنا درست نہ تھا۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ نہ یہ میرا عقیدہ ہے۔ اور نہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسا لکھا ہے کہ آپ کو پہلے اللہ تعالیٰ نے جزوی نبی قرار دیا۔ بعد میں نبی بلکہ حضرت صاحب تو اسی جگہ لکھتے ہیں کہ میں تیئس برس کی وحی کا کیونکر انکار کر سکتا ہوں جس سے ثابت ہے کہ وحی الٰہی ہمیشہ آپ کو نبی ظاہر کرتی رہی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعودؑ نے اس اختلاف کو حضرت مسیح کی حیات و وفات کے اختلاف سے تشبیہ دی ہے۔ اور براہین میں جب آپ نے حیات مسیح کا اعلان کیا تھا تو اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ اس وقت تک مسیح زندہ تھا بلکہ یہ وجہ تھی کہ گو ایسے الہام ہو چکے تھے۔ جن سے اس کی وفات ثابت ہوتی تھی۔ لیکن آپ نے عام عقیدہ کو ترک کرنا پسند نہ کیا جب تک بار بار کے الہامات سے آپ کو اس طرف متوجہ نہ کیا گیا۔ اسی طرح اور بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعود کو جن الہامات میں نبی کہا جاتا تھا۔ آپ ان کو محدثیت اور مجددیت کی طرف منتقل کر دیتے تھے۔ اور انبیاء کی احتیاط سے کام لے کر آپ نے اس وقت تک اپنے آپ کو کسی نبی سے افضل نہیں کہا۔ جب تک بار بار کی وحی نے آپ کو عام عقیدہ سے ہٹا نہ دیا۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ "اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۳-۱۵۴)

پس خدا تعالیٰ نے کسی پہلے حکم کو بدلا نہیں اور آپ جزوی نبی سے پورے نبی نہیں بنائے گئے۔ بلکہ بار بار کی وحی میں چونکہ آپ کو نبی کہہ کر پکارا گیا اس لئے آپ کو علم ہو گیا کہ میں نبی ہوں (گو

امتی بھی) اور پھر اس لئے وہ الہامات جو مسیح پر میری فضیلت کا اظہار کرتے تھے۔ ان میں جزئی فضیلت مراد نہ تھی بلکہ اس کی تمام شان سے مجھے افضل قرار دیا گیا تھا۔ پس تریاق القلوب کی تحریر کے بعد آپ کے اجتہاد اور عقیدہ کو بدلا گیا نہ کہ امر واقعہ اور آپ کے درجہ کو۔ اور جس دن سے آپ مسیح موعود ہوئے۔ اسی دن سے آپ نبی تھے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو نبی قرار دیا تھا لیکن جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں حیات مسیح کے مسئلہ کی طرح اس لفظ کی تاویل کرتے رہے حتیٰ کہ متواتر وحی سے آپ کو پہلا عقیدہ بدلنا پڑا۔

نتیجہ دوم کی تردید بھی نتیجہ اول کی تردید سے خود بخود ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب کو کوئی ایسی وحی معلوم ہے کہ اب آپ جزوی نبی نہیں رہے۔ اور میں یہ بتا آیا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے کسی پہلے حکم کو منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کا درجہ نبوت شروع سے ایک ہی تھا۔ پس ایسی وحی کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے کب کسی الہام میں حضرت صاحب سے فرمایا ہے کہ آپ جزوی نبی ہیں۔ اگر میرا فرض ہے کہ میں یہ دکھاؤں کہ حضرت مسیح موعود جزوی نبی سے نبی کب بنائے گئے۔ اور یہ بھی خود حضرت مسیح موعود کی اس تحریر کے موجود ہوتے ہوئے کہ بعد میں اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے آپ کو اس عقیدہ سے جو پہلے تھے ہٹا دیا تو میں سوال کرتا ہوں اور میرا حق ہے کہ میں آپ سے سوال کروں کہ آپ وہ وحی شائع کریں جس میں حضرت صاحب کو خدا تعالیٰ نے بتایا ہو کہ آپ جزوی نبی ہیں۔ اگر آپ اس کے لئے مختلف تاویلات کی طرف جھک جائیں تو سنیں کہ مؤمن کی شان سے بعید ہے کہ وہ دوسروں سے ایسا مطالبہ کرے جسے وہ خود پورا نہیں کر سکتا۔

پہلے آپ حضرت مسیح موعودؑ کا وہ الہام پیش کریں جس میں آپ کو مثلاً یوں کہا گیا ہو کہ دنیا میں ایک جزوی نبی آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا الخ۔ پہلے آپ ایسی وحی پیش کریں پھر ہمارا فرض ہو گا کہ اس کی منسوخ کرنے والی وحی آپ کے سامنے پیش کریں۔ جبکہ آپ اپنے دعوے کو اس معیار پر ثابت نہیں کر سکتے جسے آپ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں تو ہم سے یہ مطالبہ کیوں کرتے ہیں اور ہم سے وہ وحی کیوں پوچھتے ہیں جس میں جزوی نبوت کو منسوخ کیا گیا۔ جزوی نبوت کے دینے والا الہام ہی جب کوئی نہیں تو اس کے منسوخ کرنے کا الہام کیوں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے تو ابتداء سے آپ کو نبی اور رسول کا خطاب دیا نہ کہ جزوی نبی اور جزوی رسول کا۔ جب خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ایسا لفظ ہی کوئی استعمال نہیں فرمایا۔ تو پھر اس بات کو منسوخ کرنے کے کیا معنی ہوئے جو پہلے کہی ہی نہ

تھی۔

اس جگہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر حضرت مسیح موعود کو جزوی نبی اور جزوی رسول کہہ کر نہیں پکارا۔ بلکہ رسول اور نبی کہا ہے تو یہ بات کہاں سے نکل آئی کہ آپ حقیقی نبی یعنی شریعت لانے والے نبی نہیں اور یہ بات کہاں سے نکلی کہ آپ مستقل نبی یعنی بلاواسطہ نبوت پانے والے نہیں تو اس کا یہ جواب ہے کہ نبوت کے لئے ہرگز یہ شرط نہیں کہ اس میں شریعت ساتھ ہو یا یہ کہ بلاواسطہ حاصل ہو اس لئے اللہ تعالیٰ کے کلام میں نبی کے ساتھ حقیقی اور مستقل کا لفظ نہیں ہوتا۔ اور تم یہ لفظ نہ قرآن کریم میں کسی نبی کی نبوت کے ساتھ دیکھو گے اور نہ دوسرے انبیاء کی وحیوں میں اور نہ احادیث میں۔ کیونکہ یہ ایسی خصوصیات ہیں جن کا علم واقعات سے ہوتا ہے اگر ایک شخص کو خدا تعالیٰ نبی کہہ کر پکارتا ہے۔ رسول کہہ کر پکارتا ہے پھر اسے مأمور فرماتا ہے۔ اصلاح مفاسد کا کام اس سے لیتا ہے تو وہ نبی ہو جاتا ہے۔ اب اگر اس پر ایسی وحی نازل ہو جائے جس میں احکام شریعت ہوں تو خود پتہ لگ جائے گا کہ یہ صاحب شریعت نبی ہے اور ایسے نبی کا نام حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبی رکھا ہے۔ اسی طرح اگر اس نبی کو بلاواسطہ نبوت ملی ہے اور کسی کی اتباع سے نہیں ملی تو صاف پتہ لگ جائے گا کہ یہ نبی مستقل ہے۔ اور اگر نہ شریعت ملے اور نہ بلا اتباع اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ اسے نبوت ملے تو پتہ لگے گا کہ اس نبی کے لفظ سے نبی امتی مراد ہے چنانچہ حضرت صاحب کے الہامات میں اشارۃً ان دونوں باتوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ آپ کے صاحب شریعت نبی نہ ہونے کے متعلق علاوہ اس بین واقعہ کے کہ آپ کوئی شریعت نہیں لائے یہ الہام دلالت کرتا ہے کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ پس جبکہ سب خیر قرآن کریم میں ہے تو ثابت ہُوا کہ اس وقت کوئی نئی شریعت نہیں ہو گی بلکہ قرآن کریم ہی پر عمل کرنا ہر ایک کا فرض ہو گا اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام کہ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ یعنی سب کی سب برکات آنحضرت ﷺ سے ہیں پس بابرکت ہے استاد بھی اور شاگرد بھی۔ اس الہام میں اپنے اصل مضمون کی طرف اشارہ کے علاوہ اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو جو کچھ ملا ہے آنحضرت ﷺ کی شاگردی سے ملا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بلاواسطہ نبوت پانے والے نہ تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت ﷺ کا شاگرد قرار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ آپ نے جو کچھ سیکھا۔ انہیؐ سے سیکھا۔ پس آپ کی نبوت بالواسطہ نبوت تھی جس کے پانے والے کا نام حضرت صاحب نے امتی نبی رکھا

ہے اور جس کے مقابل میں وہ انبیاء ہوتے ہیں جو بلاواسطہ نبوت پاتے ہیں اور ان کا نام مسیح موعودؑ نے مستقل نبی رکھا ہے۔ اور آپ ان میں سے نہ تھے بلکہ آپ کی نبوت اتباع نبی کریم ﷺ سے تھی۔

نکتہ ۔ میں نے القول الفصل میں لکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کوئی امتی نبی نہیں آ سکتا تھا اس لئے کہ آپ سے پہلے جس قدر انبیاء گذرے ہیں ان میں وہ قوت قدسیہ نہ تھی جس سے وہ کسی شخص کو نبوت کے درجہ تک پہنچا سکتے اور صرف ہمارے آنحضرت ﷺ ہی ایک ایسے انسان کامل گذرے ہیں جو نہ صرف کامل تھے بلکہ مکمل تھے یعنی دوسروں کو کامل بنا سکتے تھے اور چونکہ اب کوئی ضرورت نہ تھی کہ افاضۂ نبوت براہ راست ہوتا۔ اس لئے آئندہ کے لئے صرف امتی نبی آ سکتا ہے۔ پس امتی نبی کے یہ معنی نہیں کہ وہ پہلے سب انبیاء سے گھٹیا ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے بہت سے انبیاء سے یا آنحضرت ﷺ کے سوا باقی سب انبیاء سے افضل ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ کی تربیت کے ماتحت جو شخص پلے اور آپؐ کے کمالات کو حاصل کرے وہ جس قدر بلند درجہ بھی حاصل کرے۔ قابل تعجب نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ اس شان کو پہنچے ہیں کہ آپ کی شان نبیوں کی نظروں سے بھی پوشیدہ ہے۔ اور آپؐ کے درجہ کو سمجھنا ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ پس آپ کی تربیت کے ماتحت روحانیت میں ترقی حاصل کرنے والا جس درجہ کو بھی پالے۔ قابل تعجب نہیں کیونکہ بڑے استادوں کے شاگرد بڑے ہی ہُوا کرتے ہیں اور بڑے بادشاہوں کے وزیر شان بلند ہی رکھتے ہیں جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "ہمارا نبیؐ اس درجہ کا نبیؐ ہے کہ اس امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے۔ اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ امتی ہے" (براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴) اسی طرح فرماتے ہیں کہ "مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل عیسیٰ عیسیٰ سے بڑھ کر"۔ ان دونوں حوالوں سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ میں سے نبی ہونا آنحضرت ﷺ کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ کہ چونکہ آنحضرت ﷺ موسیٰ سے بڑے تھے۔ آپ کا مسیح پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑا ہونا چاہئے تھا۔

مذکورہ بالا الہام بھی میرے اس خیال کی تائید کرتا ہے۔ اور ایک نہایت ہی لطیف پیرایہ میں اس میں یہ سب مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ** پہلے حصہ میں تو آنحضرت ﷺ کے کمالات کا بیان فرمایا ہے کہ کوئی ایسی برکت جو دنیا میں پائی جاتی ہو اور انسان کو حاصل ہو سکتی ہو ایسی نہیں جو آنحضرت

ﷺ سے نہ مل سکتی ہو۔ کُلُّ بَرَکَۃٍ کے معنی عربی زبان میں یہی ہیں کہ جس قدر برکات ہیں ان میں سے ہر ایک برکت مل سکتی ہے کیونکہ جب لفظ کل کا مضاف کسی نکرہ مفرد کی طرف ہو تو اس سے اس کا ہر فرد مراد ہوتا ہے۔ پس اس الہام کے یہی معنی ہیں کہ جس جس چیز کو برکت اور فضل کہہ سکتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے فیضان سے مل سکتی ہے خواہ دنیاوی ہو خواہ دینی' خواہ روحانی ہو خواہ جسمانی۔ اللہ تعالیٰ نے کسی برکت کی قید نہیں لگائی اور کسی برکت کا استثناء نہیں کیا۔ پس وہ کل برکات جو انسان پا سکتا ہے انسان کو رسول اللہ ﷺ سے مل سکتی ہیں۔ اور نبوت سے بڑھ کر برکت اور کیا ہوگی پس کس طرح ہو سکتا ہے کہ نبوت آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نہ ملے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ہر ایک برکت آپؐ سے ہے اور آپ کے فیضان سے جاری ہے اور آپ کے ذریعہ سے مل سکتی ہے۔ پس اس الہام میں اشارہ ہے اس طرف کہ آنحضرت ﷺ کا فیض ایسا وسیع ہے۔ اور آپؐ کا کمال اس درجہ ترقی کر چکا ہے کہ اب ہر ایک برکت آپ سے مل سکتی ہے۔ برکات کے حصول کے لئے کسی اور ذریعہ کی ضرورت نہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل لغو نہیں۔ جبکہ آنحضرت ﷺ کی اتباع سے اور آپ کی فرمانبرداری سے اور آپ کی غلامی سے ایک چیز حاصل ہو سکتی ہے تو پھر اس بات کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کہ وہ براہ راست ملے۔ غرض چونکہ نبوت کا انعام انسان کو آنحضرت ﷺ کے فیض سے حاصل ہو سکتا ہے اور آپ کو وہ قرب الٰہی حاصل ہے جو آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے براہ راست موہبت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے جو رتبہ آپؐ کو ملا نہ آدمؑ کو نہ نوحؑ کو نہ ابراہیمؑ کو نہ موسیٰؑ کو نہ عیسیٰ کو (علیہم السلام) کسی کو نہیں ملا۔ اور حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے ایک بھی بیٹا ایسا لائق نہیں ہوا جیسے ہمارے آنحضرت ﷺ تھے آپ نے اطاعت الٰہی میں وہ حالت پیدا کی جو کوئی نبی نہیں پیدا کر سکا اور دربار شہنشاہ ارض و سما سے ان انعامات کے مستحق ہوئے جن کا کوئی اور نبی مستحق نہیں ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آپ کی نسبت فرماتا ہے کہ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ (النجم: ۹-۱۰) اور حضرت مسیح موعود کو فرماتا ہے کہ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمِ پس اس الہام سے ثابت ہے کہ یہ درجہ صرف آنحضرت ﷺ کو ہی حاصل ہے کہ آپ کی اطاعت سے انسان انعام نبوت حاصل کر سکتا ہے اور آپ کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے پھر بھی بہت سے نبیوں سے افضل ہو سکتا ہے اور آپ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کی نسبت کہا جا سکے کہ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْہُ ہر قسم کی برکت

اس سے ہے اور اس کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے یہ درجہ صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے پس یہ الہام بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتا ہے جو میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اس وقت مستقل نبوت اس لئے بند کر دی گئی ہے کہ اب سب برکتیں انسان آنحضرت ﷺ کی غلامی میں حاصل کر سکتا ہے اور براہ راست موہبت کی کوئی ضرورت نہیں رہی چنانچہ اس الہام کے ساتھ ایک اور الہام بھی ہے جسے ملا کر اس کے معنی اور بھی صاف ہو جاتے ہیں اور وہ معنی خود حضرت مسیح موعود نے کئے ہیں (حقیقۃ الوحی ــــــ روحانی خزائن جلد ۲۲ کے صفحہ ۹۹ پر) آپ یہ الہام درج کرتے ہیں۔

يُلْقِي الرُّوْحَ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبٰدِهٖ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔ اور خود یوں ترجمہ فرماتے ہیں جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔ اور یہ تو تمام برکت محمد ﷺ سے ہے پس بہت برکت والا ہے جس نے اس بندہ (یعنی مسیح موعودؑ جیسا کہ انجام آتھم اور اربعین میں فرمایا ہے) کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی"۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے بھی بَرَكَةٌ کے معنی نبوت کئے ہیں اور پہلے الہام کو ملا کر اس کے یہ معنی کئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے منصب نبوت بخشتا ہے۔ لیکن یہ بخشش اس کی اور موہبت اس کی براہ راست نہیں ہوتی۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے فیضان کے جاری کرنے سے ہوتی ہے اور وہ نبوت کی برکت آنحضرت ﷺ کے طفیل سے ہوتی ہے اور آپ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

غرض کہ اس الہام کے پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا رتبہ ایسا بڑا ہے کہ ہر ایک برکت آپ سے حاصل ہو سکتی ہے براہ راست موہبت کی ضرورت نہیں خواہ برکت نبوت ہو خواہ کسی اور قسم کی برکت۔ جو انسان آپ کی اطاعت کرے وہ دنیا میں کبھی نامراد اور ناکام نہیں رہ سکتا بلکہ ہمیشہ کامیاب اور بامراد ہو گا اور ایسا درجہ اور کسی پچھلے نبی کو ہرگز نہیں ملا کہ سب برکتیں اسی کے واسطہ سے ملیں بلکہ آپ سے پہلے نبوت موہبت الٰہی سے براہ راست ملتی تھی نہ بتوسط انبیائے سابقین۔

پھر اس الہام کے دوسرے حصہ میں فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ فرما کر اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ یہ دعویٰ ہی نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے طفیل سے ہر ایک قسم کی برکت مل سکتی ہے بلکہ

یہ ایک ثابت شدہ امر ہے چنانچہ اس کی نظیر میں مسیح موعودؑ کو دیکھ لو کہ اس نے آپ کی اطاعت اور غلامی سے ہر ایک قسم کی برکت کو پالیا۔ پس ثابت ہؤا کہ استاد بھی برکتوں والا ہے اور شاگرد بھی۔ استاد اس لئے کہ اگر اس میں ہر قسم کی برکات کے افاضہ کی طاقت نہ ہوتی اور اس کا فیضان ایسا وسیع نہ ہوتا تو پھر وہ ایسا شاگرد کیونکر تیار کر سکتا تھا جو ہر قسم کی برکات سے حصہ پانے والا ہو۔ اور شاگرد اس لئے بہت برکت والا ہے کہ ایک تو اس نے اس وقت جبکہ دنیا اس فرد کامل سے جو سب دنیا کی نجات دینے کے لئے آیا تھا خواہ عرب ہوں خواہ عجم خواہ گورے ہوں خواہ کالے خواہ عالم ہوں خواہ جاہل غافل تھی اور اس کی خوبیوں سے بے خبر ہو رہی تھی لوگوں کو اس کی خوبیوں سے آگاہ کیا اور اپنے استاد کا نام پھر دنیا میں روشن کیا اور براہینِ قاطعہ دلائلِ نیرہ حُجج بالغہ اور آیاتِ بیّنہ سے اس کی عظمت اور جلال کو دنیا سے منوایا اور دوست و دشمن پر روشن کر دیا کہ محمد ﷺ نجات دہندہ عالم ہیں اور قرآن کریم علوم و حِکَم کا ایک لازوال خزانہ ہے اب کوئی ضد و تعصب سے کام لے کر انکار کرے تو اس کا وبال اس کے سر پر ہے پس ایک تو اس لئے شاگرد کو برکت والا قرار دیا۔ اور دوسرے اس لئے بھی کہ دیکھو یہ شاگرد جس نے ایسے عظیم الشان استاد کے کمالات کو اپنے اندر لیا۔ اور اپنے آپ کو اسی کے رنگ میں رنگین کر کے ان علوم و فنون کا وارث ہؤا جن سے دنیا ناواقف تھی اور اس درجہ تک پہنچ گیا جس سے نبوت محمدیہ کی شان نہایت چمک کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہوئی۔ کیسا باکمال ہے؟۔

اب میں پھر اصلی مضمون کی طرف آتا ہوں اور جناب مولوی صاحب کے دو نتیجوں کے غلط ثابت کرنے کے بعد ان کے تیسرے نتیجہ کی نسبت کچھ بیان کرتا ہوں۔ سو یاد رہے کہ جناب مولوی صاحب نے میری ایک عبارت نقل کر کے جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں تیسرا نتیجہ یہ نکالا ہے کہ ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کوئی عبارت مسئلہ نبوت کے متعلق حجت نہیں اور اس پر انہوں نے لکھا ہے کہ دیکھو ریویو جسے ناسخ کہا جاتا ہے پہلے کا ہے اور تریاق القلوب بعد کی کتاب ہے اس لئے یہ بات ہی غلط ہے۔ اس کا جواب میں مفصل لکھ آیا ہوں اور یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں نے جو اپنے رسالہ میں ۱۹۰۲ء تریاق القلوب کی تاریخ لکھی ہے وہ اس کی اشاعت کی تاریخ ہے اور چونکہ اس وقت اس بحث کا چھیڑنا رسالہ کو لمبا کر دیتا تھا۔ اس رسالہ میں بہت سے امور کے جواب دینے تھے اس لئے میں نے تاریخ ۱۹۰۲ء کو تسلیم کر لیا تاکہ اس جگہ بحث نہ چھڑے اور یہ بات ویسی ہی ہے جیسے حضرت صاحب پر تریاق القلوب اور ریویو کے مضامین میں اختلاف کے متعلق جب اعتراض کیا گیا تو آپ

نے اختلاف کو تسلیم کیا پھر اس کی وجہ بتائی اور اپنی افضلیت کے مسئلہ کو اصل اور درست قرار دیا لیکن اس جگہ یہ بحث نہیں چھیڑی کہ میں نے کیوں اس مضمون کو ناسخ قرار دیا ہے جو پہلے کا چھپا ہوا ہے اور چونکہ میں جانتا تھا کہ تریاق القلوب درحقیقت پہلے کی کتاب ہے اسی لئے میں نے اپنے رسالہ میں بارہا ایک غلطی کے ازالہ والے اشتہار سے حوالے پیش کئے ہیں جو ۱۹۰۱ء کا ہے کیونکہ میں جانتا تھا کہ درحقیقت یہ اشتہار تریاق القلوب سے بعد کا ہے جیسا کہ میں اوپر ثابت بھی کر آیا ہوں۔

بناوٹی حوالہ

مجھے اس جگہ ایک بات کے بیان کرنے پر بہت افسوس ہے لیکن میں مجبور ہوں کیونکہ میرا مضمون نامکمل رہ جاتا ہے اگر میں اس پر کچھ نہ لکھوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جناب مولوی صاحب نے اپنے رسالہ میں ایک غلط حوالہ دیا ہے اور ایک خطرناک تحریف کی ہے اگر آپ حضرت صاحب کی عبارت کو اپنے الفاظ میں لکھتے اور پھر کوئی خاص بات ترک کر جاتے تو گو وہ بھی ایک حد تک قابل اعتراض تھی لیکن ایک عبارت کو ایسے طور سے نقل کرنا جس سے معلوم ہو کہ وہ حضرت صاحب کے اصل الفاظ میں ہے اور درحقیقت اس کے الفاظ وہ نہ ہوں جو حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت کے ہیں ایک ایسی غلطی ہے جس کا نتیجہ نہایت سخت ہو سکتا ہے آپ لکھتے ہیں "دوسری طرف تریاق القلوب کو دیکھتے ہیں تو اس کی وہ تحریر جس میں لکھا ہے کہ "غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے جس کے تمام اہل علم اور اہل معرفت قائل ہیں" نشان نمبر۵۷ کے اندر آئی ہے۔ نشان " " ہمیشہ حوالہ کے لئے لکھا جاتا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں تو یہ عبارت تریاق القلوب میں نہیں بلکہ تریاق القلوب کی عبارت یہ ہے "یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور تمام اہل علم اور معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں" اور جو کچھ جناب مولوی صاحب نے لکھا ہے وہ درست نہیں اور وہ الفاظ نہیں جو حضرت صاحب کے ہیں حالانکہ اس عبارت کو آپ کے رسالہ میں علامت (" ") کے درمیان لکھا گیا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ اصل عبارت ہے اگر کتاب عربی میں ہوتی اور آپ اس کا ترجمہ فرماتے تب بھی ایک بات تھی کیونکہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ ترجمہ ہے ہماری سمجھ میں اسی طرح آیا ہم نے اسی طرح کر دیا لیکن یہ بات بھی نہیں کتاب اردو زبان میں ہے پھر اگر الفاظ بدل جاتے اور مطلب میں فرق نہ آتا تب بھی ایک معقول عذر تھا لیکن مطلب ایسی طرز سے غلط ہو گیا ہے جس کا فائدہ خود ان کو ہی حاصل ہو سکتا ہے جس سے خواہ مخواہ شک پیدا ہوتا ہے کہ جب ایسے رنگ میں لفظ بدل دیئے گئے ہیں جن سے

اپنے مطلب کی بات نکل سکے تو کیا ایسا تو نہیں کہ بجائے بے احتیاطی کے جان بوجھ کر ایسا کر دیا گیا ہے لیکن میں ایسا کہنے کی جرأت نہیں کرتا میرا خیال ہے کہ ضرور غلطی سے ہی ایسا ہو گیا ہے چونکہ بعض لوگ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ اس تغیرّ عبارت سے کیا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اس لئے میں یہاں ذرا زیادہ کھول دیتا ہوں تا ہر ایک شخص سمجھ سکے۔

بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب میں اپنا یہ مذہب بیان فرمایا ہے کہ غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت ہو سکتی ہے نہ کہ پورے طور پر۔ چنانچہ آپ اپنی فضیلت کا ذکر فرما کر لکھتے ہیں کہ "اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور تمام اہل علم اور معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں"۔ صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸ پس اپنی فضیلت کے ذکر کے بعد اس بات کا ازالہ کرنا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مسیح پر اپنے آپ کو افضل قرار دیا ہے بلکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے ثابت کرتا ہے کہ آپ کا مذہب یہی تھا کہ ایک غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہیں ہو سکتی مگر جزئی فضیلت ہو سکتی ہے اور عرف عام میں بھی اور قواعد زبان میں بھی ایک شخص دوسرے سے افضل تب قرار پاتا ہے جبکہ وہ اکثر باتوں میں یا کل باتوں میں افضل ہو اور ایک بات میں افضل ہونا افضل ثابت نہیں کر سکتا اس لئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے اپنے نفس کو مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے حضرت صاحب کے مذکورہ بالا حوالہ سے یہ نتائج نکلتے ہیں کہ:

۱۔ آپ مسیحؑ سے افضل نہیں۔

۲۔ اس بات کا اظہار اس لئے فرمایا کہ تاکوئی اس بات پر تعجب نہ کرے کہ آپ جو نبی نہیں آپ کو ایک نبی پر فضیلت کیونکر مل گئی۔

۳۔ یہ کہ آپ نے جس فضیلت کا اظہار فرمایا ہے اس سے مراد صرف جزئی فضیلت ہے نہ یہ کہ آپ مسیحؑ سے افضل ہیں۔

۴۔ جزئی فضیلت غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں کہ میں مسیح سے افضل ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے بار بار نبی کا خطاب دیا اس لئے میں پہلے عقیدہ پر قائم نہ رہا۔

ان دونوں حوالوں سے یہ معلوم ہؤا کہ تریاق القلوب کے وقت آپ اپنے آپ کو مسیحؑ سے اس لئے افضل نہیں جانتے تھے کہ آپ اپنے آپ کو نبی خیال نہیں کرتے تھے اور نبی سے غیر نبی

افضل نہیں ہو سکتا اس لئے اپنی فضیلت کو جزئی فضیلت قرار دیتے تھے نہ تمام شان میں۔ اور حقیقۃ الوحی میں اپنے افضل ہونے کی یہ وجہ بتاتے ہیں کہ مجھے بار بار نبی کہا گیا ہے اس لئے میں نے جانا کہ میں افضل ہوں پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ افضلیت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ بدل گیا تھا تو یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ حضرت صاحب نے اپنے نبی ہونے کے متعلق بھی اعتقاد بدل لیا تھا اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ نہیں حضرت صاحب ہمیشہ اپنے آپ کو مسیح پر ایک ہی قسم کی فضیلت دیتے رہے ہیں تو یہ ایک دلیل ہوگی اس بات کے ثبوت میں کہ دعوائے نبوت کے متعلق حضرت صاحب کا خیال ایک سا رہا اور یہ مطلب تریاق القلوب کے حوالہ کے بدل دینے سے حاصل ہو گیا کیونکہ لکھ دیا گیا کہ "غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے" اور اس طرح ایک خاص مطلب حاصل ہو گیا۔ اور وہ یہ کہ کوئی شخص تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی کے حوالوں کو ملا کر کہہ سکتا تھا کہ حضرت صاحب نے خود لکھا ہے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہیں ہو سکتی ہاں جزئی فضیلت ہو سکتی ہے اور حقیقۃ الوحی میں اپنے افضل ہونے کا اعلان فرماتے ہیں معلوم ہؤا کہ دعوائے نبوت کرتے ہیں پس اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے اصل حوالہ کے الفاظ کو جو یہ تھے کہ "یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے" بدل کر یوں کر دیا کہ "غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے"۔ تاکہ حقیقۃ الوحی اور کشتی نوح میں یہ مضمون دیکھ کر کہ میں پہلے مسیح سے افضل ہوں کوئی اس طرف ہدایت نہ پا جائے کہ آپ نبی تھے اور اس مسخ شدہ اور محرف حوالہ کو یاد کر کے خیال کر لے کہ خیر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو مسیح پر تمام شان میں افضل قرار دے دیا تو کیا ہؤا آپ اس سے نبی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ آپ خود ہی لکھ چکے ہیں کہ "غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے" حالانکہ یہ بالکل غلط ہے حضرت مسیح موعودؑ نے ہرگز ایسا نہیں لکھا بلکہ یہ لکھا ہے کہ اس جگہ کوئی شخص یہ دھوکا نہ کھائے کہ میں نے اپنے آپ کو فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو نبی سے افضل قرار دیا جائے تو ضرور ہے کہ وہ نبی ہو۔ پس تریاق القلوب کے حوالہ سے جزئی کا لفظ مٹا دینے سے معنی بالکل بدل گئے اور بالکل خلاف نتیجہ پیدا ہؤا۔

پھر اسی پر بس نہیں ذرا آگے چل کر آپ فرماتے ہیں کہ "جس کے یہ معنی ہوئے کہ مئی ۱۹۰۲ء میں مسیح موعودؑ نے اعلان کیا کہ میرا جزوی نبوت کا دور ختم ہؤا۔ اور آج کامل نبوت کا دور شروع ہوتا ہے' اور ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو یعنی چھ سات ماہ بعد لکھا کہ میری فضیلت حضرت عیسیٰ پر ویسی ہی

ہے جیسے "غیرنبی کو نبی پر ہوتی ہے" اس خلاصہ سے بھی خوب پتہ چل سکتا ہے کہ کس طرز پر میری عبارات کو ڈھالا گیا ہے اس بحث پر میں مفصل بحث پہلے کر چکا ہوں ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ خلاصہ کس دیانت سے کیا گیا ہے۔

جناب مولوی صاحب ایک اور اعتراض بھی فرماتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میں تیئس سال کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب وحی یکساں ہے اس میں نسخ کوئی نہیں ہؤا مگر میاں صاحب نے اس کے خلاف لکھا ہے لیکن میں پہلے جواب دے آیا ہوں کہ یہ اعتراض جناب مولوی صاحب کے قلت تدبر کا نتیجہ ہے نہ میں نے یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے اور قسم کا نبی بنایا اور بعد میں اور قسم کا۔ اور نہ حضرت مسیح موعودؑ نے۔ بلکہ آپ نے اس اختلاف کو براہین والا اختلاف قرار دیا ہے۔ یعنی مسیح کی حیات کے متعلق۔ اور وہ واقعہ اس طرح نہیں ہؤا کہ پہلے تو اللہ تعالیٰ بار بار الہام کرتا رہا کہ مسیح زندہ ہے اور بعد میں فرمایا کہ نہیں وہ وفات یافتوں میں شامل ہے اسی طرح یہ اختلاف اس طرح نہیں ہؤا کہ پہلے تو آپ کو الہام ہوتا رہا کہ آپ جزوی نبی ہیں لیکن بعد میں الہام ہؤا کہ آپ نبی ہیں بلکہ ابتدائے ایام سے ایک ہی لفظ نبی اور رسول سے آپ کو پکارا گیا۔ ہاں پہلے آپ اپنے اجتہاد سے اس کو جزوی قرار دیتے رہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنی فضیلت بعض نبیوں پر جزوی سمجھتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے مزید علم بخشا تو پھر جزوی کی شرط اڑا دی جس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے اپنی فضیلت کو تمام شان میں تسلیم کیا اور جزئی فضیلت کا عقیدہ ترک کر دیا۔

جناب مولوی صاحب نے اپنے رسالہ کے پندرھویں صفحہ پر پھر کچھ سوالات کئے ہیں جن میں سے بعض چونکہ اس زیر بحث مسئلہ کے متعلق ہیں اس لئے ان کا جواب یہیں دیا جاتا ہے۔

۱۔ اول یہ کہ ۲۵ ؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے بعد آپ صرف ساڑھے پانچ برس زندہ رہے کیا ایک مخالف یہ نہیں کہہ سکتا کہ نعوذ باللہ آپ لَوْ تَقَوَّلَ والی آیت کے ماتحت پکڑے گئے کیونکہ آپ خود ہی اس سے پیشتر نبوت تامہ کاملہ کے دعویٰ کو افتراء قرار دے چکے تھے اور ایسی نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے مسدود ہونے کا اعلان کر چکے تھے۔

۲۔ دوسرا سوال یہ کہ ۲۵ ؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء تک آپ کے دعویٰ مسیحیت پر تیرہ سال سے زیادہ گذر چکے تھے جب تیرہ سال تک مسیح موعودؑ ایک مجدد اور محدث ہو سکتا ہے تو معلوم ہؤا کہ نبوت تامہ کی ضرورت مسیح موعودؑ ہونے کے لئے نہیں ہے بلکہ ایک جزوی نبی اور ایک مجدد بھی مسیح

موعود ہو سکتا ہے اور نبوت کا دعویٰ بالکل کوئی علیحدہ چیز ہے جس کا لازمی تعلق مسیح موعود کے دعویٰ سے کچھ نہیں۔

۳۔کیا آپ کے نزدیک یہ امر قابل اعتراض نہیں کہ ایک شخص موعود ہو کر جو کچھ کہتا رہا اور تیرہ سال تک اس کا سلسلہ جاری رہا اور وہ امر کوئی اجتہاد نہیں بلکہ اپنا دعویٰ ہے وہ سب غلط ثابت ہؤا وہ کہتا تھا کہ نبوت تامہ کاملہ کا دروازہ مسدود ہے مگر وہ مسدود نہ تھا وہ کہتا تھا کہ جزوی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔مگر وہ کھلا نہ تھا۔

یہ ایسے تین اعتراضات ہیں جن کا اس پہلی فصل سے تعلق ہے اس لئے میں ان کا جواب یہیں دیتا ہوں۔

پہلا اعتراض کہ اگر حضرت صاحب کا دعویٰ تریاق القلوب کے وقت سے بدلا تو کیا ایک مخالف اعتراض نہیں کر سکتا کہ آپ نعوذ باللہ لَوْ تَقَوَّلَ والی آیت کے ماتحت پکڑے گئے کیونکہ اس کے بعد آپ صرف ساڑھے پانچ سال زندہ رہے۔اس اعتراض کو مولوی صاحب نے بعض دوسری جگہ بھی بڑے زور سے پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر تم تریاق القلوب کے وقت سے تغیر مانو تو پھر اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہوں گے کہ مسیح موعود کو نعوذ باللہ کاذب قرار دو کیونکہ لَوْ تَقَوَّلَ والی آیت سے مفتری کا جلد ہلاک ہونا ثابت ہے پس تم جو عقیدہ رکھتے ہو اس سے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود کی تکذیب لازم آتی ہے اس لئے یہ عقیدہ باطل ہے۔

مجھے اس سوال کو پڑھ کر نہایت تعجب ہوتا ہے اور خصوصاً اس بات پر کہ ایسی معمولی بات پر اس قدر زور کیوں دیا جاتا ہے کیونکہ جس طرح میں اس سے پہلے مولوی صاحب کی چند غلطیاں لکھ آیا ہوں اسی طرح کی یہ بھی ایک غلطی ہے جو میرے رسالہ پر بلکہ خود قرآن کریم پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے اور در حقیقت اس کی اصلیت کچھ بھی نہیں چنانچہ ذیل میں مَیں اس سوال کے چند جوابات دیتا ہوں۔

۱۔اول یہ کہ جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں خدائے تعالیٰ کے کلام میں شروع سے آخر تک آپ کا ایک ہی نام رکھا گیا ہے یعنی نبی اور رسول۔پس دعویٰ میں کوئی فرق نہیں۔باقی رہا آپ کا اجتہاد سو جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعد میں اصل بات سے متنبہ کر دیا تو اس اجتہاد کی وجہ سے اصل الہام میں کوئی شک پیدا نہیں ہوتا۔اگر آپ آخر وقت تک اپنے خیال پر قائم رہتے تب بیشک ہمارا کوئی حق نہ تھا کہ نئے معنی کرتے۔لیکن جبکہ خود آپ نے بعد میں تشریح کر دی ہے تو آپ کے اصل

دعویٰ میں کوئی فرق نہ ثابت ہؤا تو وہ الہامات کی بناء پر ہے اور الہامات میں تبدیلی نہیں ہوئی اور جب سے آپ کو الہامات ہونے شروع ہوئے آخر وقت تک ان میں سے کسی پچھلے نام کو منسوخ کر کے نیا نہیں بتایا گیا کہ ہم کہیں کہ تیئس سال کی میعاد پوری نہیں ہوئی۔

۲- دوسرا جواب اس بات کا یہ ہے کہ آپ نے قرآن کریم پر کافی غور نہ کرنے کی وجہ سے یہ دھوکا کھایا ہے قرآن کریم کے الفاظ ہیں لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ (الحاقہ: ۴۵) اور لَوْ تَقَوَّلَ کے معنی کسی لغت میں بھی یہ نہیں کہ لَوْ تَنَبَّأَ یعنی اگر نبوت کا دعویٰ کرتا بلکہ الفاظ قرآن کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہم پر بعض باتیں جھوٹ بنا کر لوگوں کو سناتا کیونکہ تَقَوَّلَ قَوْلٌ سے باب تفعّل کا صیغۂ ماضی ہے اور قول کے معنی بیان کرنے اور کہنے کے ہیں اور باب تفعّل کا ایک خاصہ یہ ہے کہ وہ تکلّف اور بناوٹ کے معنی دیتا ہے پس تَقَوَّلَ کے معنی اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر کہہ دینے کے ہیں اور تَقَوَّلَ عَلٰٓى اَحَدٍ کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اپنی طرف سے ایک بات بنا کر کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کر کے سنا دینی۔

پس لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ کے یہ معنی ہوئے کہ اگر یہ شخص بعض باتیں اپنی طرف سے بنا کر ہماری طرف منسوب کرتا۔ اور لوگوں کو سناتا کہ خدا تعالیٰ نے اس طرح کہا ہے (تو ہم اس کو ہلاک کر دیتے) اب آپ غور فرمائیں کہ اس آیت کے کون سے لفظ سے یہ بات نکلتی ہے کہ صرف جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہلاک ہوتا ہے اگر جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا مراد ہوتا۔ تو لَوْ تَنَبَّأَ ہوتا۔ یعنی اگر یہ شخص جھوٹا نبی بن جاتا۔ مگر قرآن کریم میں لَوْ تَقَوَّلَ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے نبی کے لئے ہی یہ سزا مقرر نہیں فرمائی کہ وہ ہلاک کیا جاتا ہے بلکہ خواہ کوئی شخص صرف الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور مدّعی مأموریت ہو تب بھی وہ ہلاک کیا جاتا ہے جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی تو آپ کا اعتراض دور ہو گیا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے الہام کا دعویٰ ۱۸۸۰ء میں شائع کیا ہے۔ اور اس کے بعد آپ اٹھائیس سال تک زندہ رہے بلکہ زبانی طور پر تو اس سے بھی پہلے اپنے الہام شائع کر رہے تھے۔ اور قریباً چالیس سال متواتر اپنے الہامات کی اشاعت کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیاب و بامراد کیا۔ پس آپ پر لَوْ تَقَوَّلَ والی آیت کیونکر حجت ہو سکتی ہے یہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی تائید میں دلیل ہے۔ ہاں اگر قرآن کریم میں لَوْ تَنَبَّأَ ہوتا یعنی اگر کوئی جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرے تو اس کو ہلاک کر دیا جاتا ہے تب اس بناء پر بیشک حضرت صاحب پر اعتراض ہو سکتا تھا کہ ابتدائے زمانہ میں تو آپ نے دعویٰ نبوت نہ کیا تھا۔ اس لئے آپ کی زندگی کا

وہ زمانہ سچائی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صرف اس زمانہ کو ہم دیکھ سکتے ہیں۔ جس میں آپ نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور اسے تریاق القلوب کے بعد کا زمانہ فرض کر کے آپ پر الزام لگا دیا جاتا۔ لیکن جبکہ یہ بات نہیں۔ اور آپ کے اعلان شائع کرنے پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیئس سال سے زیادہ عمر دی۔ تو آپ کی صداقت ثابت ہے۔ اور اگر فی الواقعہ ایسا ہی ہو کہ آپ نے دعویٰ نبوت ۱۹۰۲ء میں ہی کیا ہو۔ تب بھی آپ پر کوئی الزام نہیں کیونکہ آپ کا خدا کی طرف سے ہونا تو پہلے ثابت ہو چکا تھا۔ پھر آپ کسی وقت بھی کوئی نیا دعویٰ کرتے اور جلد فوت ہو جاتے تو آپ پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

اگر کہو کہ نہیں ہم یہ نہیں مانتے۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تیئس سال کی عمر سے تو صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے اور ملہم تھے۔ نبوت تبھی ثابت ہو سکتی ہے کہ نبوت کے دعوے پر پھر تیئس سال گزر جاویں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات بھی باطل ہے اس لئے کہ یہ شرط تو تم نے اپنے پاس سے لگائی ہے جبکہ خدا تعالیٰ صرف تَقَوَّلَ کی شرط لگاتا ہے اور اس آیت کے ماتحت حضرت صاحب کی صداقت ثابت ہو چکی ہے تو اب یہ خیال کیسا مجنونانہ ہو گا۔ کہ بیشک آپ مأمور تو ثابت ہو جاتے ہیں لیکن آپ دعویٰ نبوت میں جھوٹے تھے۔ کیا مأمور اور خدا تعالیٰ کا ملہم بھی جھوٹا ہو سکتا ہے پس جب اسی آیت سے آپ کا مأمور اور ملہم اور خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہو گیا تو اب کسی وقت آپ کوئی نیا دعویٰ کریں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کے بعد بھی ضرور تیئس سال زندہ رہیں کیونکہ یہ آیت تو صداقت ثابت کرنے کی ایک علامت تھی۔ جب ایک دعوے کی صداقت اسی آیت کے ماتحت ثابت ہو گئی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دعوے پر اسی قدر عرصہ گزرے۔ جب ایک شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہو گیا تو اس کا ہر دعویٰ سچا ہے۔ خواہ کسی وقت کرے۔ کرشن ہونے کا دعویٰ بھی حضرت صاحب نے ۱۹۰۰ء کے بعد پیش کیا ہے۔ اب کیا ہم نعوذ باللہ آپ کو اس لئے کاذب کہیں کہ اس دعویٰ کے بعد آپ بہت کم مدت تک زندہ رہے۔ پھر اگر اس طرح اپنی طرف سے شرائط لگنی شروع ہو گئیں تو نہایت مشکل پیدا ہو جائے گی۔ اور شاید پھر اس بات کی بھی ضرورت پیش آئے کہ ہر ایک مأمور کو تیئس سال پہلے سے الہام ہونے بند ہو جائیں ورنہ لوگ کہہ دیں گے کہ گو پہلے الہامات میں تو یہ شخص سچا تھا۔ مگر دیکھو کہ فلاں الہام پر تیئس سال نہیں گذرے اس لئے معلوم ہُوا کہ وہ الہام اس نے خود بنا لیا تھا۔ اس لئے تیئس سال کے اندر ہلاک ہو گیا۔ جناب ذرا غور تو کریں کہ آپ کی ان کچی اور بے دلیل باتوں سے دین کیسا قابل اعتراض بن جاتا ہے۔ اور اسلام قابل مضحکہ قرار پاتا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ پھر اگر آپ

کہیں کہ نہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ نیا دعویٰ کرنے پر تیئس سال گزرنے چاہئیں نہ کہ ہر نئے الہام پر۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو آپ نے اپنی طرف سے بات بنائی ہے۔ قرآن کریم کی کس آیت سے یہ شرط ثابت ہے اور پھر میں کہتا ہوں کہ اس آیت کے لفظوں پر تو غور کرو۔ اس میں **تولَوْ تَقَوَّلَ** لکھا ہے۔ اگر ہر نئے دعوے کے بعد تیئس سال گزرنے کی شرط ہے تو اس سے زیادہ ہر الہام پر تیئس سال گزرنے کی ضرورت ہو گی۔ کیونکہ آیت کے اصل الفاظ میں جھوٹے الہام کا ہی ذکر ہے اور نبوت اس سے ضمناً ثابت ہوتی ہے اس وجہ سے کہ جو جھوٹا نبی بنے گا ضرور ہے کہ وہ جھوٹے الہام بھی بنائے۔ پس آپ کی لگائی ہوئی شرط اگر کوئی شرط ہے تو اصل الفاظ زیادہ مستحق ہیں کہ ان کا لحاظ رکھا جائے اور ضرور ہے کہ ہر الہام پر بھی تیئس سال گزر جائیں تب کوئی شخص اس میں سچا ثابت ہو۔ نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات۔ بات یہ ہے کہ ابتدائے الہام سے مدت گنی جاتی ہے نہ کہ درمیانی دعووں سے اگر ابتدائی الہام کے شائع کرنے کے بعد تیئس سال گزر جائیں۔ تو ایسا مأمور سچا ثابت ہو گیا۔ ضروری نہیں کہ اس کے ہر ایک دعوے پر بھی تیئس سال گزریں۔

اور جو شخص دعوے پر تیئس سال گزر جانے کی شرط لگاتا ہے۔ وہ یاد رکھے کہ وہ خاتم النبیّن پر بھی اعتراض کرتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیّن کا خطاب مدینہ میں ملا ہے۔ اور خاتم النبیّن سورۃ احزاب میں آپ کو کہا گیا ہے۔ جو مدینہ میں اتری ہے۔ اور چھٹے سال میں اتری ہے۔ جس کے چار سال بعد آنحضرت ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ لیکن کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ دیکھو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیّن قرار نہ دو۔ ورنہ نعوذ باللہ من ذالک آپ جھوٹے ثابت ہوں گے۔ کیا ایسے انسان کو آپ عقل و خرد سے کورا خیال نہیں کریں گے اگر ایسا ہی سمجھیں گے تو کیوں؟ کیا یہ بھی ایک نیا دعویٰ نہیں تھا بہت سے نبی دنیا میں گزر چکے تھے کسی نے یہ دعویٰ نہ کیا تھا۔ جس سے معلوم ہُوا کہ خاتم النبیّن ہونا نبوت کی شرط نہیں۔ بلکہ ایک الگ دعویٰ ہے اور آنحضرت ﷺ اس دعوے کے بعد چار سال میں فوت ہو گئے۔ پس کیا نعوذ باللہ آپ مورد اعتراض ٹھہرے؟ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ اس شرط پر زور دیں۔ تو جس مطلب کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے یہ دلیل دی ہے وہ خود باطل ہو جاتا ہے۔ آپ کی غرض تو اس اعتراض سے یہ ہے کہ مسیح موعود کا دعویٰ باطل نہ ہو۔ لیکن اگر آپ غور فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اگر اس اصل کو تسلیم کیا جائے جیسا کہ آپ کے مضمون سے ظاہر ہے کہ ہر نئے دعوے پر تیئس

سال گزرنے ضروری ہیں خواہ الہام پر اس قدر سال گزر بھی چکے ہوں۔ تو اس اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعود پر خطرناک حملہ ہوتا ہے اس لئے کہ حضرت مسیح موعود نے دعویٰ مسیحیت ۱۸۹۱ء میں فرمایا ہے۔ اب آپ کے مقرر کردہ اصل کے ماتحت یہ تو دیکھا نہیں جائے گا کہ آپ نے الہام کا اعلان کب سے کیا ہے۔ بلکہ یہ دیکھا جاوے گا کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کب کیا۔ اور وہ ۱۸۹۱ء میں ہؤا ہے۔ جس کے بعد حضرت اقدسؑ صرف سترہ سال اور چند ماہ زندہ رہے۔ اب بتائیں کہ اگر کوئی شخص آپ کے ہی الفاظ میں ذرا تغیر کر کے یہ اعتراض کرے کہ "۱۸۹۱ء کے بعد آپ صرف سترہ سال پانچ ماہ زندہ رہے کیا ایک مخالف یہ نہیں کہہ سکتا کہ نعوذ باللہ آپ لَوْ تَقَوَّلَ والی آیت کے ماتحت پکڑے گئے۔ کیونکہ آپ خود ہی اس سے پیشتر براہین احمدیہ میں لکھ چکے تھے کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا" افسوس! ان لوگوں نے میری مخالفت میں کہاں سے کہاں نوبت پہنچائی ہے۔ اور کیسی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور کن راہوں پر چلتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ ہم جو اصل بناتے ہیں اس سے خود مسیح موعود اور اس کے آقا آنحضرت ﷺ پر بھی حملہ ہوتا ہے۔

شاید کوئی شخص اس جگہ یہ اعتراض کرے کہ اصل بات یہ ہے کہ گو مسیح موعود نے مسیحیت کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں کیا ہے اور براہین کے وقت آپ کا یہی اعتقاد تھا کہ مسیح زندہ موجود ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو خود براہین احمدیہ میں ایسے الہامات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسیح ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب میں وہ الہامات درج ہیں۔ جن میں عیسیٰ کے نام سے آپ کو پکارا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ایسا ہی ہے لیکن ساتھ ہی اس وقت یہ بھی تو الہام ہو چکا تھا کہ "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا" جیسا کہ حضرت صاحب نے خود لکھا ہے کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا" والے الہام کی ایک قراءت یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اور اگر لفظ نذیر کو ہی قائم رکھیں تب بھی اس کے معنی نبی کے ہی ہیں۔ کیونکہ لغت میں نذیر کے معنی نبی کے ہی ہیں۔ اور قرآن کریم میں تو نذیر کا لفظ نبی ہی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور بیسیوں جگہ انہی معنوں میں استعمال ہؤا ہے پھر یہ الہام بھی اسی کتاب میں ہے کہ هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اور خود حضرت مسیح موعود نے براہین میں لکھا ہے کہ یہ مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے اور آپ خود ہی مسیح موعود ہیں۔ اسی طرح آپ کا الہام ہے۔ جَرِيُّ اللّٰهِ فِيْ حُلَلِ الْاَنْبِيَآءِ اور جری کے معنی لغت میں نبی کے موجود بھی ہیں جس کی تشریح فِيْ حُلَلِ الْاَنْبِيَآءِ نے خوب کر دی ہے۔ پس اگر عیسیٰ کے نام کے الہامات کی موجودگی سے

مسیح موعود ہونے کا دعویٰ براہین سے سمجھا جائے گا تو نبی کے لفظ سے نبوت کا دعویٰ بھی اسی وقت سے سمجھا جائے گا۔ اگر اس پر یہ کہا جائے کہ گو نبی یا رسول کے الفاظ براہین میں موجود ہیں۔ لیکن حضرت صاحب نے تو ان کو اپنے پر چسپاں کر کے اس کے معنی نبی اور رسول کے نہیں لئے تو یاد رکھنا چاہئے کہ اسی طرح عیسیٰ اور ابن مریم اور دیگر الفاظ جن سے حضرت اقدس کا مسیح موعود ہونا ثابت ہے ان کے معنی بھی حضرت صاحب نے براہین میں وہ نہیں کئے جو بعد میں ۱۸۹۱ء میں کئے۔ پس اگر وہ حجت نہیں تو یہ بھی نہیں۔ غرض کوئی پہلو لے لو۔ اس اصل کو مان کر مسیح موعود کو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ جھوٹا کہنا پڑتا ہے پس حق وہی ہے جو میں لکھ آیا ہوں اور جو الفاظ قرآن سے ثابت ہے یعنی اگر کسی شخص پر الہام کا دعویٰ کرنے کے بعد تیئس سال گزر جائیں تو اس کو مرتکب تَقَوَّلَ عَلَی اللّٰہِ نہیں کہہ سکتے۔ خواہ درمیان میں وہ اور کس قدر ہی نئے دعوے کرے۔ اگر اس کا مامور اور صادق اور راستباز ہونا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہزار ہا شہادتوں سے ثابت ہو جائے۔ اور تیئس سال کی وحی پا کر تَقَوَّلَ کے الزام سے بھی بری ہو جائے۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ اس کے ہر دعوے پر تیئس سال گزریں۔ ورنہ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ ایسا خیال کرنے والے کو خود حضرت مسیح موعود کے مسیح موعود ہونے اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیّن ہونے میں شک لانا پڑے گا۔

۲۔ اس کے بعد میں مولوی صاحب کا دوسرا اعتراض لیتا ہوں۔ اس میں مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء تک آپ کے دعویٰ مسیحیت پر تیرہ سال سے زیادہ گزر چکے تھے۔ جب تیرہ سال تک مسیح موعود ایک مجدد اور محدث ہو سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ نبوت تامہ کی ضرورت مسیح موعود ہونے کے لئے نہیں ہے بلکہ ایک جزوی نبی اور ایک مجدد بھی مسیح موعود ہو سکتا ہے۔ اور نبوت کا دعویٰ بالکل کوئی علیحدہ چیز ہے۔ جس کا لازمی تعلق مسیح موعود کے دعوے سے کچھ نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود شروع دن سے ہی مجدد اور محدث سے بڑھ کر تھے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو نبی (یعنی ایسا نبی جو کوئی نئی شریعت نہیں لایا اور جس کی نبوت آنحضرت ﷺ کی اتباع سے تھی) کا خطاب شروع سے ہی دیا ہوا تھا۔ پس یہ بات ہی غلط ہے کہ حضرت مسیح موعود تیرہ سال تک صرف مجدد اور محدث تھے آپ شروع دعوے سے ہی نبی تھے اور یہ سوال سرے سے ہی باطل ہے اور میرے مطلب کو غلط سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ میں نے یہ نہیں لکھا کہ ۱۹۰۲ء میں آپ کا پہلا عہدہ منسوخ ہو کر نیا ملا۔ بلکہ یہ لکھا ہے اور یہی حق ہے کہ آپ پر

بعض معاملات جو پہلے پوشیدہ تھے اس وقت کھولے گئے۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۵ پر لکھتے ہیں کہ "پھر جبکہ خدا نے اور اسکے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو"

اس حوالہ سے ثابت ہے کہ جو شخص آپ کی افضلیت بر مسیح کا قائل نہ ہو اس کے خیال کو حضرت مسیح موعود شیطانی وسوسہ ظاہر فرماتے ہیں۔ اب کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ جبکہ آپ خود ایک خیال کے مدت تک قائل رہے۔ تو پھر اسی خیال کو اب شیطانی وسوسہ کیوں ظاہر فرماتے ہیں۔ جب تیرہ سال تک آپ کو مسیح سے افضل نہ ماننے کے باوجود انسان حق پر رہ سکتا تھا۔ تو اب کیوں اسے شیطانی وسوسہ ظاہر کیا جاتا ہے سو اس کا صاف جواب یہ ہے کہ افضل تو آپ پہلے بھی تھے۔ اس وقت تک پورے طور پر بات نہ کھلی تھی۔ اس لئے آپ اس کی تاویل کرتے رہے اور بعد میں جب انکشاف ہؤا تو افضلیت کا اظہار فرمایا۔ اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے انکشاف ہؤا تو اب جو اس کے خلاف آواز اٹھائے وہ شیطانی وسوسہ میں گرفتار ہے اسی طرح حضرت اقدس نے پہلے خود مسیح کے آسمان سے آنے کا عقیدہ ظاہر فرمایا۔ اور بعد کی تحریروں میں لکھا ہے کہ یہ ایک شرک ہے اور جو اس عقیدہ کا ماننے والا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہے۔ تو کیا یہی اعتراض آپ پر نہیں پڑ سکتا کہ جب آپ اس عقیدہ کے اس قدر مدت تک قائل رہے تو خدا کے برگزیدہ اور ملہم رہے اب کیوں یہ عقیدہ شرک ہو گیا؟ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ایک معمولی عقیدہ ہے۔ سو اس کا جواب یہی دیا جائے گا کہ جب تک خدا تعالیٰ نے اس معاملہ کو کھولا نہیں یہ شرک نہ تھا۔ لیکن جب اس نے کھول دیا۔ تو اب یہ سخت شرک ہو گیا۔ یہی جواب نبوت کے متعلق ہے آپ نبی ابتداء سے تھے لیکن جب تک پورے طور پر انکشاف نہ ہؤا آپ اس عقیدہ کو جو لوگوں میں رائج تھا مانتے رہے۔ لیکن بعد میں جب انکشاف ہو گیا تو اس کو بدل دیا۔ اور اب اس عقیدہ کا ماننا ضروری ہو گیا اور چونکہ خدا کے نزدیک آپ شروع دعویٰ سے نبی تھے اس لئے مسیحیت کے دعوے کے ساتھ نبوت بھی لازم و ملزوم تھی اگر کہو کہ ایسی کھلی بات مسیح موعود کو پہلے کیوں نہ معلوم ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح معلوم نہیں ہوئی جس طرح مسیح کی حیات کا مشرکانہ عقیدہ معلوم نہ ہؤا۔ اور جس طرح باوجود خدا تعالیٰ کے فرمانے سب نبیوں کے اتفاق یہود و نصاریٰ کے اتفاق کے مسیح پر

اپنی فضیلت کا علم نہ ہو سکا۔

تیسرے سوال کا جواب بھی دوسرے سوال کے جواب میں آجاتا ہے کیونکہ آپ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا تیرہ سال تک مسیح موعود جو کچھ کہتا رہا غلط کہتا رہا۔ سو میں نے پہلے بتادیا ہے کہ ایسے اور بھی واقعات ہیں کہ مسیح موعود کو جن کی سمجھ بہت مدت کے بعد دی گئی اور جب تک کامل انکشاف نہ ہُوا۔ آپ عام عقیدہ کا اظہار کرتے رہے۔ اور میں انشاء اللہ آگے چل کر یہ بھی بتاؤں گا کہ باوجود ایک حد تک تاویل کرنے کے آپ کا دعویٰ شروع دن سے ایک ہی تھا اور تغیر ایک ایسی قسم کا تھا جس کے ہونے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دوسری فصل

اس باب میں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کس قسم کی تھی

ابتدائے مضمون میں میں نے جناب مولوی صاحب کے مضمون کا خلاصہ دو سوالوں میں کیا تھا۔ اول یہ کہ آیا حضرت صاحب کے دعوے پر دو زمانے آئے ہیں یا ہمیشہ آپ اپنی نبوت کو ایک ہی قسم کی خیال کرتے رہے۔ کیونکہ اسی سوال کے حل ہونے پر یہ فیصلہ ہو سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی کن تحریرات سے ہمیں اس امر کا فیصلہ کرنا چاہئے کہ آپ کا مذہب نبوت کے بارے میں کیا تھا کیونکہ بغیر اس کے دقت ہوتی ہے مثلاً کوئی شخص اگر حضرت صاحب کی کتاب سے وفات و حیات مسیح کا مسئلہ دریافت کرنا چاہے اور اس امر کا فیصلہ نہ کرے کہ اس مسئلہ میں آپ کے دو عقیدے تھے۔ تو وہ براہین احمدیہ کو دیکھ کر ٹھوکر کھائے گا۔ اور سمجھے گا کہ حضرت صاحب کی تحریروں میں اختلاف ہے یا یہ کہ براہین کو پہلی کتاب خیال کر کے اسے محکم قرار دے گا۔ اور بعد کی کتب کی تاویلات کرنی شروع کر دے گا۔ لیکن اگر اسے خود حضرت صاحب کی کتب سے معلوم ہو جائے گا کہ اس مسئلہ میں آپ کے دو عقیدے رہے ہیں۔ ایک پہلے رائج الوقت عقائد کی بناء پر۔ اور ایک بعد میں انکشافات سماویہ کی بناء پر۔ تو اسے اب کوئی دقت نہ رہے گی اور وہ براہین احمدیہ کے بعد کی کتب سے اس مسئلہ کی تحقیقات کرے گا۔ اور یہی حال تمام مسائل کا ہے۔ مثلاً نماز' نکاح' جنازہ وَغَیْرُھَا مِنَ الْمَسَائِلِ کا کہ ایک وقت میں ان کے متعلق اور فتویٰ دیا ہے۔ اور دوسرے وقت میں اور۔ پس جب تک انسان یہ نہ معلوم کرے کہ ان مسائل میں آپ نے دو مختلف اوقات میں مختلف احکام

دیئے ہیں تو وہ ضرور ٹھوکر کھائے گا۔ یا تو اختلاف کا الزام حضرت مسیح موعود پر دے گا یا پہلے احکام کو محکمات قرار دے کر خود غلطی میں پڑے گا۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں وقت سے فلاں مسئلہ میں تبدیلی حکم ہوئی ہے تو پھر اس مشکل سے بچ جائے گا۔ پس اسی مشکل سے بچنے کے لئے ہم نے سب سے پہلے اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ حضرت مسیح موعود کا عقیدہ نبوت کے متعلق شروع سے ایک ہی رہا ہے یا اس میں کبھی تبدیلی بھی پیدا ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت کیا ہے کہ اس عقیدہ میں ۱۹۰۰ء کے بعد تبدیلی ہوئی ہے اور سب سے آخری کتاب جس میں پہلے عقیدہ کا اظہار کیا گیا تھا۔ تریاق القلوب ہے جو ۱۸۹۹ء کی ہے اور جو بعض موانعات کی وجہ سے ۱۹۰۲ء میں شائع ہو سکی۔ پس مسئلہ نبوت کے متعلق جب بحث ہو۔ تو ہمیں ان تحریرات کو اصل قرار دینا ہو گا۔ جو ۱۹۰۱ء سے لے کر وفات تک شائع ہوئیں اور پہلی تحریرات جو (۱) بعد کی تحریرات کے خلاف ہوں۔ یا (۲) جن میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہوں کہ ان سے حضرت مسیح موعود کی نبوت میں کوئی نقص ثابت ہوتا ہو۔ اور حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ کو ۱۹۰۱ء سے ترک کر دیا ہو۔ انہیں منسوخ قرار دینا پڑے گا (یعنی وہ تحریرات جو مسئلہ نبوت کے متعلق ہوں۔ کیونکہ ان کے متعلق خود حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں فیصلہ کر دیا ہے) پہلے سوال پر تو میں بحث کر چکا ہوں۔ اب دوسرا سوال باقی ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے یا نہیں۔ اگر تھے تو آپ کی نبوت کس قسم کی تھی؟۔

اس سوال کے حل کرنے کے لئے میں پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نبوت کیا شے ہے؟ کیونکہ اس بیان سے یہ مسئلہ بہت کچھ صاف ہو جائے گا اور کوئی دقت نہ رہ جائے گی۔

سواے عزیزو! یاد رکھو کہ نبی نبأ سے نکلا ہے جس کے معنی راغب جو قرآن کریم کی لغات کے معنی بیان کرنے میں نہایت ماہر مانا جاتا ہے یہ بیان کرتا ہے۔ کہ نبأ اس خبر کو کہتے ہیں جس سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہو۔ اور جس سے علم حاصل ہو اور جو سچی ہو اور جھوٹ سے بکلی پاک ہو۔ اور نبی کے معنی لغت والے یہ لکھتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے خبر دینے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی توحید سے خبردار کیا ہو۔ اور غیب کی باتیں بتائی ہوں اور اسے کہا ہو کہ تو نبی ہے۔ اور اس لفظ میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے کیونکہ یہ فعیل کے وزن پر ہے۔ اور نبی وہی ہو سکتا ہے جو کثرت سے خبریں پانے والا اور خبریں دینے والا ہو۔ اور چونکہ نبی ایک عربی لفظ ہے اس لئے اس کی تحقیقات کے لئے عربی لغت ہی سند ہو سکتی ہے۔ اور جو معنی میں اوپر بتا آیا ہوں اس کے مطابق نَبِئُ اللّٰہِ اس کو کہیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر کثرت سے امور غیبیہ ظاہر کرے جو معمولی

واقعات پر ہی مبنی نہ ہوں بلکہ اہم واقعات کی ان میں اطلاع دی گئی ہو۔ اور صرف چند خبریں دینے سے ہی کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ضروری ہے کہ کثرت سے اسے امور غیبیہ پر مطلع کیا جائے۔ کیونکہ یہ فعیل کے وزن پر ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یہ وہ تعریف ہے جو لغت کے معنوں کی رو سے ہوتی ہے اور اس کے سوا کوئی اور تعریف عربی زبان کے رو سے نبی کی نہیں۔ جس میں یہ بات پائی جائے کہ وہ عظیم الشان واقعات کے متعلق خدا تعالیٰ سے خبر پا کر لوگوں تک پہنچائے اور اس کا نام اللہ تعالیٰ نبی بھی رکھے تو وہ نبی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کی شرط اس لئے ہے کہ اس امر کا فیصلہ کہ اخبار غیبیہ جو کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ بتائے ان کی اہمیت اور عظمت اور کثرت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے علاوہ ازیں اگر اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کے سوا انسان آپ ہی ایک دوسرے کو نبی قرار دیا کریں۔ تو ایک خطرناک نقص اور تباہی کا اندیشہ ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے لئے بعض انعامات اور خصوصیات مقرر فرمائی ہیں۔ پس اگر انسان آپ ہی اس بات کا فیصلہ کر لیا کریں کہ کس پر اس قدر اظہار غیب ہوتا ہے کہ وہ نبی کہلا سکے۔ تو بہت سے لوگ چند خوابوں یا چند الہامات کی بناء پر اپنے آپ کو نبی قرار دے کر ان خصوصیات کے وارث بن جائیں۔ اور ایک خطرناک تباہی آجائے۔ مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء:٦٥) یعنی جو رسول بھی دنیا میں آتا ہے۔ اس کی بعثت کی غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ لوگ اس کی فرمانبرداری کریں۔ اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انبیاء چونکہ اللہ تعالیٰ سے ایک گہرا تعلق رکھتے ہیں اور کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے ان کا دل ہر ایک قسم کے شک و شبہ سے پاک کر کے ان کو خاص معرفت اور نور عطا ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے اعمال دنیا کے لئے ایک بہترین نمونہ ہوتے ہیں۔ پس جب کوئی نبی دنیا میں بھیجا جائے تو اس وقت کے سب لوگوں کو اس کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ایک یقینی ذریعہ ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص تعلق ہوتا ہے۔ وہ کسی غلطی پر اپنی وفات تک قائم نہیں رکھا جاتا پس اس کی اطاعت سب انسانوں پر واجب ہوتی ہے۔ اور اگر نبی کا نام خدا تعالیٰ نہ رکھے تو بہت سے لوگ جن کو چند رؤیا ہو چکی ہوں۔ اپنے آپ کو نبی قرار دے کر دنیا پر اپنے قول کو حجت قرار دے دیں۔ اور شریعت کے فہم اور اس کی تفسیر میں اپنے آپ کو قابل اتباع قرار دے کر شریعت میں بہت سی غلطیاں پیدا کر دیں۔

پس چونکہ امور شرعیہ میں پوری اتباع سوائے انبیاء کے جو معاملات شریعت میں حکم و عدل

ہوتے ہیں دوسرے لوگوں کی موجب خطرہ و نقصان ہے اس لئے اس نقصان کو روکنے کے لئے ضروری تھا کہ نبی وہی ہو جس کو خود اللہ تعالیٰ نبی قرار دے ورنہ انسانوں کا کام نہیں کہ آپ ہی کسی کو نبی قرار دیں۔ نبوت ایک موہبت الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بتا سکتا ہے کہ کسی شخص کو میں نے امور غیبیہ پر اس قدر اطلاع دی ہے یا نہیں کہ وہ نبی کہلا سکے اور یہ کہ ایک خبر دینے والے کی اخبار ایسی مہتم بالشان ہیں یا نہیں کہ ان کی وجہ سے اسے نبی کہہ سکیں۔ پس جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں نبی وہی ہوتا ہے اور وہی ہو سکتا ہے جو ایسے امور غیبیہ پر کثرت سے مطلع کیا جائے۔ جو خاص اہمیت اور عظمت رکھتے ہوں اور جس کا نام خود اللہ تعالیٰ نبی رکھے۔

قرآن کریم کا جب ہم غور سے مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بھی ہمیں نبی کی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ (الانعام: ۴۹) یعنی رسول جو ہم بھیجتے ہیں تو ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ بعض افراد اور جماعتوں کے لئے خوشخبریاں دیتے ہیں اور بعض کو ڈراتے ہیں یعنی ان کی اخبار معمولی نہیں ہوتیں بلکہ ایک قوم کی ترقی اور ایک دوسری قوم کی تباہی کی خبر لے کر وہ آتے ہیں اسی طرح کثرت مکالمہ و مخاطبہ کی نسبت فرمایا ہے کہ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: ۲۶-۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کو جن سے خوش ہوتا ہے یعنی رسولوں کو اپنے غیب پر غالب کرتا ہے یعنی امور غیبیہ اس کثرت سے ان پر ظاہر فرماتا ہے کہ گویا انہیں غیب پر غالب کر دیتا ہے۔ غرض کہ قرآن کریم نے بھی نَبِیُّ اللّٰہِ کی وہی تعریف کی ہے جو لغت کے رو سے ثابت ہے۔

نبی کی تعریف کرنے کے بعد میں ہر ایک اس شخص کی توجہ جو حق طلبی کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے اس طرف پھیرتا ہوں کہ قرآن کریم میں اور قرآن کریم سے پہلے دیگر کتب میں **نبی** کا لفظ بہت دفعہ استعمال ہؤا ہے اور ایک جگہ بھی ایسی نہیں کہ جہاں نبی کے ساتھ کوئی اور لفظ ملا کر لکھا گیا ہو بلکہ قرآن کریم ہمیشہ نبی کا لفظ خالی ہی استعمال کرتا ہے۔ اور اسی طرح پہلے انبیاء بھی اس لفظ کو خالی ہی استعمال کرتے رہے ہیں اور پہلی کتب میں ایک جگہ بھی ایسی نہیں دیکھو گے کہ نبی کے ساتھ کوئی اور لفظ استعمال کیا گیا ہو۔ پس قرآن کریم۔ احادیث رسول اللہ ﷺ اور دیگر کتب سماویہ کے محاورہ میں نبی ایک نام ہے جو بعض افراد بنی آدم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔ لیکن جب ہم انبیاء کے حالات کو دیکھتے ہیں تو وہ مختلف اقسام کے پائے جاتے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے بلا حجاب کلام کیا۔ بعض دوسرے ایسے ہیں جن سے اس رنگ میں کلام نہیں ہؤا۔ پھر بعض ایسے ہیں جو

صرف ایک قبیلہ کی طرف مبعوث ہوئے اور بعض ایک قوم کی طرف۔ اور بعض ایک ملک کی طرف۔ اور ہمارے آنحضرت ﷺ کل دنیا کی طرف۔ پس اس بات سے معلوم ہوا کہ انبیاء کے حالات میں فرق ہوتا ہے اور بہت بہت فرق ہوتا ہے لیکن باوجود ان فرقوں کے اللہ تعالیٰ ان سب کا نام نبی رکھتا ہے اور نہیں فرماتا کہ یہ فلاں قسم کا نبی ہے اور وہ فلاں قسم کا نبی۔ یا یہ کہ فلاں خصوصیت فلاں نبی میں پائی جاتی ہے اس لئے اسے ایسا نبی خیال کرو۔ اور فلاں خصوصیت فلاں نبی میں پائی نہیں جاتی اس لئے اسے فلاں قسم کا نبی خیال کرو۔ اور نہ یہ فرماتا ہے کہ جو شریعت لانے والے نبی ہیں ان کو سچے نبی اور حقیقی نبی سمجھو۔ اور جو شریعت نہیں لائے ان کو غیر حقیقی نبی خیال کرو۔ بلکہ جن جن افراد میں وہ باتیں جو میں اوپر لکھ آیا ہوں پائی جاتی ہیں ان کا نام اللہ تعالیٰ نبی بیان فرماتا ہے اور نبی کے نام سے ان کو پکارتا ہے اور گو ان کے مدارج میں فرق رکھا ہے لیکن ان کے نبی ہونے میں فرق نہیں رکھا۔ اور سب کو ہی نبی کہہ کر پکارا ہے۔ اور پھر ہم جب آنحضرت ﷺ کو دیکھتے ہیں جو قرآن کریم کے بہترین فہم رکھنے والے تھے۔ اور جو قرآن کریم کے سمجھنے والوں کے خاتم تھے اور ان سے بڑھ کر کوئی انسان قرآن کریم کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو آپ بھی باوجود انبیاء کی حالتوں اور ان کے کاموں کے فرق کے سب کو نبی کہہ کر ہی پکارتے ہیں اور جن کو خدا تعالیٰ نے نبی کہا ہے ان کی نبوت کا انکار نہیں کرتے۔ بلکہ جسے خدا تعالیٰ نے نبی کہہ دیا اس کی نبوت کے مقر ہیں اور نبی ہی کہہ کر پکارتے ہیں۔ موسیٰؑ جو شریعت لانے والے تھے۔ ان کو بھی نبی کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ اور مسیح جو کوئی جدید شریعت نہیں لائے ان کو بھی نبی کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ زکریا اور یحییٰؑ جو صرف ایک محدود جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے تھے ان کو بھی نبی ہی کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ پس اس بات کو دیکھ کر ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ کسی کے نبی ہونے کے لئے شریعت کا لانا یا نہ لانا ایک قوم کی طرف مبعوث ہونا یا ایک ملک کی طرف ہرگز شرط نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں ہر ایک وہ شخص جسے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی اور اہم امور کے متعلق اس نے پیشگوئیاں کیں اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھا وہ نبی کہلایا اور واقعہ میں نبی تھا اور اس کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

قرآن کریم سارے کا سارا کھول کر دیکھ جاؤ اس میں ایک آیت بھی ایسی نہ ملے گی جس میں یہ بتایا ہو کہ نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت لائے بلکہ اس کے خلاف قرآن کریم سے تو یہ ثابت ہے کہ ایسے بہت سے نبی گزرے ہیں جو شریعت نہیں لائے بلکہ پہلے انبیاء کے تابع تھے اور توریت پر عمل

کرنے والے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ (المائدہ: ۴۵) یعنی ہم نے توریت اتاری ہے اس میں ہدایت اور نور کی باتیں ہیں۔ کئی نبی جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے اس کے ذریعہ سے یہودیوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور ربانی بھی بوجہ اس کے کہ انہیں کتاب اللہ یاد کرائی گئی تھی اور وہ اس پر نگران تھے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ بہت سے ایسے نبی گزرے ہیں جو کوئی نئی شریعت نہیں لائے بلکہ توریت کے مطابق ہی وہ فیصلہ کیا کرتے تھے اور ان کا کام توریت کو منسوخ کرنا نہ تھا بلکہ اس کی نگرانی اور حفاظت تھا۔ انجیل میں حضرت مسیح کا قول تو مشہور ہی ہے کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ قرآن کریم میں تو حضرت ابراہیم کی نسبت بھی آتا ہے کہ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ یعنی حضرت نوحؑ کی جماعت میں سے حضرت ابراہیمؑ بھی تھے۔ پس گو ہر ایک نبی پر کلام اترتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتوں اور نذر کے صحف ملتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ صاحب شریعت بھی ہوں بلکہ مفید نصائح اور امور غیبیہ اور ہدایت و معرفت کی باتیں ان پر الہام ہوتی ہیں پس قرآن کریم سے صاف ثابت ہے کہ ایسے نبی بہت سے گذرے ہیں جو نبی تھے لیکن صاحب شریعت نہ تھے اور ان کے شریعت نہ لانے کی وجہ سے ان کی نبوت میں کسی قسم کی کمی نہیں آگئی وہ بھی نبوت کے لحاظ سے ویسے ہی نبی تھے جیسے کہ دوسرے۔ گو بعض میں ایک نئی خصوصیت پیدا ہو گئی تھی۔ اور علاوہ اصلاح مفاسد کے کام کے شریعت کا پہنچانا بھی ان کے سپرد کیا گیا تھا اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہ تھی کہ جس زمانہ میں وہ مبعوث ہوئے اس وقت پہلی شریعت یا تو مٹ گئی تھی یا ایسی مسخ ہو گئی تھی کہ اس کی اصلاح فضول تھی۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ نے نئی شریعت دے کر بھیجا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"خدا کے احکام جو امر اور نہی کے متعلق ہوں وہ عبث طور پر نازل نہیں ہوتے بلکہ ضرورت کے وقت خدا کی نئی شریعت نازل ہوتی ہے یعنی ایسے زمانہ میں نئی شریعت نازل ہوتی ہے جبکہ نوع انسان پہلے زمانہ کی نسبت بد عقیدگی اور بد عملی میں بہت ترقی کر جائے اور پہلی کتاب میں ان کے لئے کافی ہدایتیں نہ ہوں" (چشمۂ معرفت صفحہ ۷۲، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۸۰)

پس شریعت اسی وقت بھیجی جاتی ہے جب پہلی شریعت خراب ہو جائے۔ اور ہر ایک نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کوئی شریعت بھی لائے اور اگر ایسا ضروری ہوتا تو چاہئے تھا کہ وہ لوگ جو

کوئی شریعت نہیں لائے۔ مثلاً یوسف، سلیمان، زکریا، یحییٰ علیہم السلام ان کو نبی نہ کہا جاتا۔ یا ناقص نبی ان کا نام رکھا جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کا نام بھی نبی ہی رکھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ بھی ان کو نبی کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں کہ:

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے" (بدر نمبر ۹ جلد ۷، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

پھر سارے قرآن کو غور سے پڑھ جاؤ ایک آیت بھی اس میں ایسی نہ ملے گی جس کا یہ مضمون ہو کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جسے بلاواسطہ نبوت ملی ہو۔ پس نبی کے لئے یہ شرط لگانی کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو بلاواسطہ نبی بنا ہو۔ ایک ایسی بات ہے جس کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں قرآن کریم میں تو یہ بھی نہیں لکھا کہ ایسا نبی کوئی نہیں گزرا جسے بالواسطہ نبوت ملی ہو یہ بات تو ہم صرف اپنی عقل سے معلوم کرتے ہیں ورنہ قرآن کریم نے صریح الفاظ میں ہرگز کہیں نہیں فرمایا کہ کل نبیوں کو نبوت بلاواسطہ ملی ہے اگر کہیں ہے تو اس آیت کو پیش کرو یہ بات تو ہم صرف اس بناء پر مانتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کوئی ایسا نبی نہیں ہؤا یا کوئی ایسی کتاب نہیں گزری جسے خاتم النبیّین اور خاتم الکتب کہا جا سکے (اور اگر ایسا ہوتا تو پھر قرآن کریم کا نزول ہی کیوں ہوتا) اس لئے پہلے نبیوں کو نبوت براہ راست ہی ملتی ہو گی نہ کسی دوسرے نبی کی اتباع سے۔ اور ضرور بعض انعامات ایسے ہوتے ہوں گے جو پہلے انبیاء یا پہلی کتب کی پیروی سے حاصل نہ ہو سکتے ہوں گے ورنہ جس نبی کی اتباع سے اور جس کتاب پر چل کر انسان نبی بن سکتا ہو اس نبی اور اس کتاب کے بعد کسی اور صاحب شریعت نبی کی ضرورت نہ رہتی اور وہی خاتم النبیّین کہلاتا اور اس کی کتاب خاتم الکتب کہلانے کی مستحق ہوتی۔ پس پہلے نبیوں اور کتابوں کے بعد اور نبیوں کا مبعوث ہونا اور دیگر کتابوں کا نازل ہونا ثابت کرتا ہے کہ ابھی تک دین ایسا کامل نہ ہؤا تھا کہ اس پر چل کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات حاصل کر سکے اور ضرور ہے کہ پہلے انبیاء انعام نبوت براہ راست حاصل کرتے ہوں گے۔ اور یہ قیاس ایسے دلائل پر مبنی ہے کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ ہمارا قیاس ہے اور قرآن کریم نے کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں فرمایا کہ پہلے کل انبیاء براہ راست نبوت حاصل کرتے تھے یا یہ کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو براہ راست نبوت پائے۔

اور عقل صحیح بھی کبھی اس لغو شرط کی اجازت نہیں دیتی کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو براہ راست نبوت حاصل کرے۔ جب نبوت ایک شخص کو حاصل ہو گئی تو پھر اس قول کے کیا معنی ہوئے کہ یہ نبی

تب ہی کہلا سکتا ہے جب اسے کسی اور نبی کی اتباع سے نبوت نہ ملے بلکہ براہ راست نبوت ملے خدا تعالیٰ کے کام تو لغو نہیں ہوتے اور نہ اس کا جسمانی سلسلہ روحانی سلسلہ کے خلاف چلتا ہے۔ کیا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پانی صرف اسی کی پیاس بجھاتا ہے جو اسے خود کنویں سے نکال کر پئے اور جو دوسرے کا نکالا ہؤا پی لے اس کی پیاس نہیں بجھاتا۔ یا مثلاً یہ کہ کھانا اسی کا پیٹ بھرتا ہے جو خود پکا کر کھائے ورنہ دوسرے کا پکا کر دیا ہؤا کھانا سیر نہیں کرتا تو کیا اس کی بات کو کوئی تسلیم کر سکتا ہے؟ پھر اس بات کو عقل سلیم کس طرح تسلیم کر سکتی ہے کہ نبی صرف وہی ہوتا ہے جو براہ راست نبوت پائے ورنہ جس کو نبوت واسطہ سے ملی اس کی نبوت نبوت ہی نہیں اور جبکہ قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور چھوٹے بڑے سب امور میں حَکَم ہے وہ اس مسئلہ میں خاموش ہے اور آنحضرت ﷺ جو قیامت تک کے لئے دنیا کے ہادی ہیں ایسی شرط کوئی نہیں لگاتے تو اپنے پاس سے یہ شرط لگانے والا کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو براہ راست شریعت لائے اپنے انجام پر غور کرے کہ ہدایت کے آجانے کے بعد ضلالت پر قائم رہنا خطرناک نتائج کا پیدا کرنے والا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ لغت عرب اور قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق رسول اور نبی وہی ہوتے ہیں جو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائیں اور مہتم بالشان تغیرات کی جو قوموں کی تباہی اور ان کی ترقی کے متعلق ہوں خبر دیں اور خدا تعالیٰ ان کا نام نبی رکھے اور جس انسان میں یہ بات پائی جائے وہ نبی ہے اور کوئی چیز اس کے نبی ہونے میں روک نہیں۔

اس امر کے سمجھ لینے کے بعد ہم حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کی نبوت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو نبی اللہ کے لئے لغت و قرآن و محاورہ انبیائے گزشتہ سے لازمی معلوم ہوتی ہیں یعنی آپ کو کثرت سے امور غیبیہ سے خبر دی گئی اور پھر اہم تغیرات کے متعلق دی گئی جو انذار و بشارت دونوں حصوں پر مشتمل تھی اور پھر یہ کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے نبی رکھا۔ پس آپ قرآن کریم و لغت و محاورہ انبیائے گذشتہ کی مطابق نبی تھے اور آپ کی صداقت کے ثابت ہو جانے کے بعد کوئی شخص آپ کی نبوت میں شک نہیں لا سکتا۔

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ اگر قرآن کریم اور لغت عرب اور محاورہ انبیائے گذشتہ کے رو سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ثابت ہے اور جو تعریف نبوت کی ہے وہ آپ پر صادق آتی ہے اور نفس نبوت کے لئے شرائط مذکورہ بالا سے زائد کی شرط کی اجازت نہیں تو آپ نے کیوں نبیوں کے ساتھ مختلف الفاظ لگا دیئے۔ ان الفاظ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید بعض حالات میں بعض شخص نبی

نہیں کہلا سکتے۔ سو یاد رہے کہ ہر ایک چیز کی کچھ شرائط ہوتی ہیں اور کچھ خصائص ہوتی ہیں۔ خصائص بعض شاملہ ہوتی ہیں اور بعض غیر شاملہ۔ جب تک شرائط نہ پائی جائیں اس چیز کا وجود پایا جانا ناممکن ہوتا ہے مثلاً ایک انسان کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ حیوان ناطق ہو اگر کوئی شئے حیوان ناطق نہیں تو وہ انسان نہیں کہلا سکتی۔ اسی طرح نبی کے لئے بھی بعض شرائط ہیں اگر وہ شرائط کسی انسان میں پورے طور پر نہ پائی جائیں تو انسان نبی نہیں کہلا سکتا اور وہ شرائط میں پہلے بتا آیا ہوں یعنی (۱) وہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے۔ (۲) وہ امور مہمّہ کے متعلق جو انذار و تبشیر کے متعلق ہوں خبر دے۔ (۳) اس کا نام خدا تعالیٰ نبی رکھے۔ اور ان کے علاوہ اور کوئی شرط نہیں جو شرائط میں سے کہی جائے بلکہ اور خاصے ہیں یعنی ایسی باتیں ہیں جنہیں شرائط نہیں کہا جا سکتا۔ اور وہ نفس نبوت سے متعلق نہیں ہیں بلکہ بعض خاصہ غیر شاملہ ہیں اور ضروری نہیں کہ ہر نبی میں پائے جائیں۔ مثلاً یہ کہ شریعت لانا ایک خصوصیت ہے جو بعض نبیوں کو حاصل ہے سب کو نہیں۔ پس اسے نبوت کی شرائط میں سے نہیں قرار دے سکتے کیونکہ اس طرح بہت سے نبیوں کو نبوت سے معزول کرنا پڑے گا یہ ایک خصوصیت ہے جو بعض نبیوں کو حاصل تھی اسی طرح بعض اور ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو بعض حالات کی مجبوری کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں ورنہ وہ اصل میں کوئی شئے نہیں ہوتیں اور ان کو شرائط میں نہیں داخل کر سکتے مثلاً آنحضرت ﷺ سے پہلے نہ تو دنیا اس امر کے لئے تیار تھی کہ ایک نبی سب دنیا کے لئے آئے اور نہ کوئی انسان اس درجہ کو پہنچا تھا کہ اسے سب دنیا کی طرف نبی کر کے بھیج دیا جائے۔ پس ان دونوں حالات کے ماتحت آپ سے پہلے جس قدر انبیاء آئے وہ سب ایک خاص ملک اور خاص قوم کی طرف مبعوث ہو کر آئے۔ اب کوئی شخص اس بات کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر اعتراض نہیں کر سکتا کہ دیکھو سب نبی آپؐ سے پہلے ایک خاص قوم کی طرف آئے تھے۔ اس لئے نبی وہی ہو سکتا ہے جو ایک خاص قوم کی طرف آئے۔ ایسا نبی ہو ہی نہیں سکتا جو سب دنیا کی طرف آئے کیونکہ پہلے ایسا کوئی نبی نہیں گزرا۔ اور اگر کوئی شخص ایسا اعتراض کرے تو اسے احمق قرار دیا جائے گا۔ کہ اس نے اتنا غور نہیں کیا کہ نبوت کے ساتھ اس بات کا کیا تعلق ہے کہ سب دنیا کی طرف آئے یا ایک قوم کی طرف جیسے جیسے حالات تھے ان کے ماتحت انبیاء آتے رہے۔ جب ایک قوم کی طرف نبی آنا ضروری تھا تو ایک قوم کی طرف نبی آیا۔ اور جب سب دنیا کی طرف ضروری تھا تو سب دنیا کی طرف آیا پہلے نبیوں کی نظیر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر ایک ویسا ہی ہونا چاہئے جیسے کہ پہلے نبی۔ کیونکہ جو چیز شرائط نبوت میں داخل نہیں وہ مختلف

حالات کے ماتحت بدل سکتی ہے۔ اسی طرح جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں آنحضرت ﷺ سے پہلے کسی ایسے فرد کامل کی غیر موجودگی میں جو افاضہ نبوت کر سکتا ہو نبوت بلاواسطہ ملا کرتی تھی لیکن کوئی نادان اس بات کو دیکھ کر کہ پہلے سب انبیاء بلاواسطہ نبی تھے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو شخص بلاواسطہ نبوت نہ پائے وہ نبی ہی نہیں کیونکہ نبوت کے مفہوم میں بالواسطہ نبوت کا پانا یا بلاواسطہ پانا داخل ہی نہیں اور یہ نبوت کی شرائط سے باہر ہے ان حالات کی مجبوری کی وجہ سے اور خاتم النبیّن کی غیر موجودگی کی وجہ سے بلاواسطہ نبوت کا افاضہ کرنا پڑتا تھا۔ جب حالات بدل گئے اور وہ فرد کامل پیدا ہو گیا جس کی اطاعت میں نبوت مل سکتی تھی تو نبوت کے حصول کا ذریعہ اسے قرار دیا گیا۔ پس ایسے نبی کو جس نے آنحضرت ﷺ کی اطاعت اور غلامی سے نبوت حاصل کی ہو اس بناء پر کہ یہ پہلے نبیوں کی طرح براہ راست نبی نہیں بنا نبیوں کی جماعت میں شامل نہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار اس بناء پر کر دے کہ آپ پہلے نبیوں کے خلاف سب جہان کی طرف نبی ہو کر کیوں آئے ہیں۔ غرض نبی ہونے کے ساتھ ان دونوں باتوں کا کوئی تعلق ہی نہیں اور یہ صرف انسان کے اپنے یا دنیا کے یا انسان کامل کے حالات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ پس ان کے ہونے یا نہ ہونے سے نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

جن لوگوں نے اس مضمون کو اچھی طرح سمجھ لیا ہو کہ کسی شئے کے لئے بعض شرائط ہوتی ہیں اور بعض اس کی خصوصیتیں ہوتی ہیں اور شرائط کے نہ پائے جانے سے وجود باطل ہو جاتا ہے لیکن بعض خصائص کے نہ پائے جانے سے جو خاص حالات سے تعلق رکھتی ہوں وجود باطل نہیں ہوتا۔ ان کے لئے یہ سمجھنا بالکل آسان ہو گا کہ جب کہا جائے کہ فلاں انسان میں فلاں خصوصیت ہے اور فلاں میں فلاں خصوصیت۔ تو اس کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ وہ انسان نہیں بلکہ اس کے معنی صرف یہ ہوں گے کہ لوگوں کو اچھی طرح پتہ لگ جائے کہ یہ فلاں خصوصیت رکھتا ہے اور وہ فلاں خصوصیت نہیں رکھتا۔ مثلاً اگر یہ کہو کہ زید توپ خانہ کا افسر ہے اور بکر پیادہ کا۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہو گا کہ زید افسر ہے تو بکر نہیں۔ بلکہ یہ مطلب ہو گا کہ زید کا تعلق توپ خانہ سے ہے اور بکر کا پیادہ فوج سے۔ یا مثلاً یہ کہ اگر کہا جائے کہ زید فارسی کا مدرّس ہے تو بکر عربی کا۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ زید مدرّس ہے اور بکر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ زید اور بکر دونوں مدرّس تو ہیں لیکن ایک فارسی پڑھاتا ہے اور ایک عربی۔ یا مثلاً یہ کہا جائے کہ زید نے پرائیویٹ بی اے پاس کیا ہے اور بکر نے کالج میں پڑھ کر۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ زید تو بی اے ہے اور بکر بی اے نہیں۔ بلکہ یہ

مطلب ہے کہ دونوں کے امتحان پاس کرنے کے طریقوں میں فرق ہے یا مثلاً یہ کہا جائے کہ زید نے بلاکسی کی سفارش کے نوکری کے لئے درخواست دی تھی اور اسے نوکری مل گئی۔ اور بکر فلاں شخص کی سفارش سے نوکر ہؤا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ زید تو نوکر ہو گیا لیکن بکر نہیں ہؤا بلکہ یہ مطلب ہے کہ نوکر تو دونوں ہیں لیکن دونوں کے نوکر ہونے کے طریق مختلف ہیں۔

مذکورہ بالا سوالات کے جو نتائج میں نے نکالے ہیں وہ کیوں درست ہیں اسی لئے کہ افسر کے لئے توپ خانہ کا یا پیادہ فوج کا افسر ہونا شرط نہیں بلکہ افسر ہونے کی شرائط اور ہیں۔ اور توپ خانہ یا پیادہ کا نام لینے سے ہماری مراد صرف ان کی خصوصیات بتانا تھی اور اسی لئے کہ مدرّس کے لئے فارسی یا عربی کا مدرس ہونا شرط نہیں جو لوگوں کے پڑھانے پر مقرر ہو وہ مدرّس ہے خواہ کسی علم کے پڑھانے پر لگا دیا جائے اور کسی کو فارسی یا عربی کا مدرّس کہنا صرف اس کی خصوصیت بتاتا ہے کہ اسے کیا خصوصیت حاصل ہے نہ یہ کہ وہ مدرّس ہے یا نہیں ہے۔ اسی طرح دوسری مثالوں کا حال ہے۔ اب نبوت کے مسئلہ کو لو۔ جس طرح میں نے پہلے مثالیں دیں ہیں۔ اسی طرح اب مختلف قسم کی نبوتوں کی مثالیں لو۔ کسی کو اگر کہیں کہ یہ صاحب شریعت نبی ہے۔ اور ایک دوسرے کو یہ کہیں کہ یہ صاحب شریعت تو نہیں لیکن اس نے نبوت بلاواسطہ حاصل کی ہے۔ اور ایک تیسرے کو کہیں کہ یہ نہ صاحب شریعت نبی ہے اور نہ اس نے نبوت بلاواسطہ حاصل کی ہے بلکہ اس نے نبوت کسی اور نبی کے فیض سے حاصل کی ہے تو ان فقرات کے یہ معنی نہیں کہ ان تین آدمیوں میں سے صرف پہلا آدمی نبی ہے یا پہلے دو نبی ہیں اور دوسرا اور تیسرا یا تیسرا نبی نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب بھی ان فقرات کی طرح جو میں اوپر لکھ آیا ہوں یہی ہو گا کہ پہلا نبی ایک اور قسم کا نبی ہے دوسرا ایک اور قسم کا۔ اور تیسرا نبی ایک اور قسم کا۔ نہ یہ کہ ان تینوں میں سے کوئی ایک نبی ہے ہی نہیں۔ اور یہ نتیجہ کیوں درست ہو گا اس لئے کہ نبی کی شرائط میں سے یعنی ان باتوں میں سے جو اگر نہ پائی جائیں تو کوئی شخص نبی ہو ہی نہیں سکتا یہ باتیں نہیں ہیں بلکہ شرائط اور ہیں اور چونکہ وہ شرائط ان تینوں میں پائی جاتی ہیں اس لئے تینوں نبی کہلائیں گے گو ایک شرعی نبی ایک بلاواسطہ نبوت پانے والا نبی۔ اور ایک بالواسطہ نبوت پانے والا یا امتی نبی کہلائے گا۔ اس کی مثال ایک اور سمجھ لو کہ انسانوں میں مختلف قومیں ہیں ایک سید ایک مغل ایک پٹھان۔ جب ہم کہیں کہ فلاں شخص سید ہے فلاں مغل فلاں پٹھان تو اس کے یہ معنی نہیں کہ سید آدمی ہیں اور مغل۔ پٹھان آدمی نہیں بلکہ صرف یہ کہ ایک انسانوں میں سے اس قسم میں شامل ہے جو آنحضرت ﷺ کی اولاد ہونے کی خصوصیت

رکھتی ہے اور ایک اس قسم میں شامل ہے جو وسط ایشیا میں بستی تھی اور ایک اس میں جو افغانستان میں رہتی ہے یا رہتی تھی اور انسان تو تینوں ہی ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے جو نبی کے ساتھ بعض لفظ لگائے ہیں تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ آپ نے نبی کے لئے بعض نئی شرائط مقرر فرمائی ہیں بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ فلاں فلاں قسم کے نبی ہوتے ہیں اور میں فلاں قسم کے نبیوں میں شامل ہوں۔ اور جس طرح انسان کے ساتھ مغل یا سید یا پٹھان لگا دینے سے کوئی انسان انسانیت سے نہیں نکل جاتا اسی طرح نبی کے ساتھ تشریعی غیر تشریعی، غیر امتی اور غیر تشریعی امتی کے الفاظ بڑھا دینے سے یہ مراد نہیں کہ ان تینوں قسموں کے نبیوں میں سے بعض نبی ہیں اور بعض نبی نہیں ہیں۔

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ جب قرآن کریم نے نبی کا لفظ عام طور پر بلا کسی زیادتی یا اظہار خصوصیت کے استعمال کیا ہے تو حضرت مسیح موعود نے کیوں بلا وجہ زائد الفاظ اس لفظ کے ساتھ شامل کر دیئے ہیں اگر قرآن کریم میں حقیقی یا مستقل یا تشریعی یا غیر امتی کے الفاظ انبیاء کے ساتھ نہیں بڑھائے گئے تو آپ نے کیوں بڑھائے۔ آپ کے ان الفاظ کے بڑھا دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاید اپنی نبوت کو نبوت خیال نہیں کرتے ہوں گے سو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کا قاعدہ ہے کہ وہ کوئی بات بلا وجہ نہیں بتاتا۔ اور اسی قدر بات کرتا ہے جس کی ضرورت ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب نبی نبی ہی ہیں اور بعض خصوصیات سے ان کی نبوت میں فرق نہیں آجاتا گو قسم میں فرق آجاتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے ہر جگہ نبی کے ساتھ ان الفاظ کو استعمال نہیں کیا بلکہ صرف نبی کا لفظ استعمال فرمایا آنحضرت ﷺ کو ایک خاص خصوصیت حاصل تھی جو اور نبیوں کو حاصل نہ تھی اور اس میں آپ کی خاص عظمت کا اظہار تھا اور اس کا اظہار کر دینا ضروری تھا اس لئے آپ کے لئے نبی کا لفظ بولتے ہوئے خاتم النبیّن کا لفظ استعمال فرمایا۔ کیونکہ بغیر اس کے کہ قرآن کریم اس خصوصیت کو بتاتا اس کا معلوم ہونا ناممکن تھا اگر یہ لفظ نہ ہوتے تو آنحضرت ﷺ کو کس طرح معلوم ہوتا کہ مجھے ایسا عظیم الشان درجہ عطا کیا گیا ہے اور پھر آپ کی امت کو کیونکر معلوم ہوتا کہ ان کے نبی کی کیا شان ہے۔ پس چونکہ ختم نبوت کا مسئلہ بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ خود بتائے کوئی انسان نہیں بتا سکتا۔ اس لئے اسے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔ باقی خصوصیات کے ذکر کی چونکہ ضرورت نہ تھی ہر نبی خود اپنی حالت کو سمجھ سکتا تھا۔ اسے صرف نبی کے لفظ سے پکارا کہ لو ہم نے تم کو نبی بنا دیا۔ اب اگر اسے شریعت ملے گی تو وہ آپ سمجھ لے گا کہ میں صاحب شریعت ہوں اور اگر بلا واسطہ نبوت ملے گی تو بھی خود معلوم کر لے گا کہ نبوت بلا واسطہ ملی ہے اور اگر بالواسطہ

ملے گی تو بھی اسے معلوم ہو جائے گا کہ مجھے یہ نبوت فلاں نبی کے فیضان سے ملی ہے اور لوگوں کو خود بتا دے گا کہ میں کیسا نبی ہوں چنانچہ اس کی میں ایک مثال دیتا ہوں۔ حضرت مسیح کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف نبی کر کے پکارا ہے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ یہ ایسے نبی تھے جو شریعت موسویہ کی پابندی کرنے والے تھے اور قرآن کریم کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو جو الہام ہوئے ان میں بھی صرف نبی کا لفظ تھا غیر تشریعی غیر امتی کے الفاظ نہ تھے اور نہ ان کی ضرورت تھی کیونکہ خود حضرت مسیح اپنی وحی سے معلوم کر سکتے تھے کہ مجھ پر شریعت نازل نہیں ہوتی بلکہ صرف توریت کے بعض پوشیدہ اسرار کا انکشاف ہو رہا ہے اس لئے وہ آپ اپنی نبوت کی قسم بتا سکتے تھے۔ اور انہوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ متی باب ۵ آیت ۱۷، ۱۸ آئیں لکھا ہے:

" یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے کو آیا۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شعشہ توریت سے ہرگز نہ مٹے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے" ان دونوں آیتوں کے ابتدائی الفاظ سے ثابت ہے کہ چونکہ لوگوں میں یہ غلطی پھیلنے کا خوف تھا یا یہ کہ پھیل گئی تھی کہ شاید مسیح نئی شریعت کا دعویٰ کرے گا۔ اور کوئی نئی شریعت لائے گا اس لئے حضرت مسیح نے اعلان کیا کہ میں ان نبیوں میں سے نہیں ہوں جو شریعت لاتے ہیں بلکہ ان میں سے ہوں جو پہلی شرائع کو پورا کرنے اور کمال تک پہنچانے کے لئے آتے ہیں اور بد عملوں کو نیک اعمال والے بنانے کے لئے آتے ہیں۔ اب اس تشریح کو سن کر کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ مسیح نے اپنی نبوت سے انکار کیا یا یہ کہ خدا تعالیٰ کے الہام پر اس نے زائد بات لگا دی بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ اس نے بتایا ہے کہ میں کس قسم کا نبی ہوں اور چونکہ اس وقت تک صرف دو قسم کے نبی تھے ایک وہ جو صاحب شریعت ہوں اور ایک وہ جو غیر تشریعی غیر امتی ہوں اس لئے مسیح نے اپنے الفاظ میں لوگوں کو بتا دیا کہ میری نبوت سے یہ دھوکا نہ کھانا کہ یہ کوئی نئی شریعت لانے والی نبوت ہے بلکہ میں ایسا نبی ہوں جو پہلی شریعت کو پورا کرنے اور اس کی خدمت کرنے کے لئے آیا ہوں۔

اسی طرح ہمارے امام حضرت مسیح موعود کو بھی اللہ تعالیٰ نے صاف طور سے نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے اور اسی طرح پکارا ہے جس طرح حضرت موسیٰ و عیسیٰ کو قرآن کریم میں رسول کر کے پکارا ہے اور خود آنحضرت ﷺ نے بھی آپ کو اسی طرح نبی کے لفظ سے یاد فرمایا ہے جس طرح اور انبیاء کو۔ لیکن آپ کو معلوم تھا کہ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ اور یہ بھی کہ میری نبوت

ؔ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ ۱۹۲۲ء

حضرت نبی کریم ﷺ کے طفیل سے ہے۔ پس چونکہ لوگوں میں اس بدظنی کے پھیلنے کا خطرہ تھا یا یوں کہو کہ مخالف یہ خیال پھیلا رہے تھے کہ آپ کوئی جدید شریعت لائے ہیں یا یہ کہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت سے باہر ہو کر آپ نے دعوائے نبوت کیا ہے یا نبوت پائی ہے اس لئے ضرور تھا کہ آپ بھی لوگوں کو سمجھانے کے لئے اپنی نبوت کی قسم بتلادیتے اور اعلان کردیتے کہ میں کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں اور چونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص براہ راست نبی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ آپ خاتم النبیّن تھے اس لئے اب یہ بھی ضروری تھا کہ آپ اس بات کا بھی اعلان کرتے کہ میں پہلے انبیاء کے خلاف ایک نبی کی اتباع سے نبی ہؤا ہوں اور مجھے جو کچھ ملا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے فیض سے ملا ہے۔ اگر آپ یہ نہ فرماتے تو لوگوں کو دھوکا لگنے کا خطرہ تھا اور اگر وہ آپ کے طریق عمل سے یہ معلوم کرلیتے کہ آپ نئی شریعت نہیں لائے تب بھی آپ کے بتائے بغیر لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ آپ نے بلاواسطہ نبوت پائی ہے یا بالواسطہ اس لئے دور و نزدیک کے لوگوں کو واقف کرنے کے لئے آپ نے اعلان فرمادیا کہ میری نبوت تشریعی نبوت نہیں بلکہ میں قرآن کریم کا تابع ہوں اور یہ کہ مجھے بلاواسطہ نبوت نہیں ملی بلکہ آنحضرت ﷺ کے واسطہ سے آپ کی اطاعت سے آپ میں فناء ہو کر آپ کی غلامی سے ملی ہے۔ اور اس مطلب کے سمجھانے کے لئے آپ نے فقروں کی بجائے چند اصطلاحات مقرر فرمائیں تاکہ لوگ ایک لفظ میں بات کو سمجھ جائیں کہ آپ کی اس سے فلاں قسم کی نبوت مراد ہے اور یہ ہمارے مسیح کی پہلے مسیح پر ایک فضیلت ہے کہ اس نے ایک فقرہ میں ایک بات کو ادا کیا جس کا دہرانا ہمیشہ مشکل ہوتا ہے مگر ہمارے مسیح نے اپنی جماعت کی آسانی کے لئے ایک ایک لفظ میں فقرات کا مضمون ادا کرکے خاص اصطلاحات قرار دیں تا جماعت کو اپنا مفہوم سمجھانے میں آسانی ہو ورنہ ان اصطلاحات کے بنانے سے یہ بات بتانا ہرگز مقصود نہیں تھا کہ آپ نبی نہیں بلکہ صرف اس قدر بتانا مدنظر تھا کہ آپ شریعت جدیدہ نہیں لائے اور یہ کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نبوت پائی ہے ورنہ آپ نبی ہیں اور خدا نے اور اس کے رسولؐ نے انہی الفاظ میں آپ کو نبی کہا جن میں قرآن کریم اور احادیث میں پچھلے نبیوں کو نبی کہا گیا ہے افسوس ہے کہ جو اصطلاحات غیر احمدیوں کو سمجھانے کے لئے مسیح موعود نے بنائی تھیں ان کے معانی اور ان کی مراد کو نہ سمجھ کر ہماری ہی جماعت کے بعض آدمی ابتلاء میں پڑ گئے۔ ورنہ ان اصطلاحات میں جن چیزوں کی نفی حضرت مسیح موعود نے اپنے نفس

سے کی ہے وہ شرائط نبوت میں داخل نہیں ہیں۔ اور ان کے بغیر بھی ایک انسان نبی بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں سب شرائط نبوت پائی جائیں اور شرائط نبوت جن کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں سب کی سب مسیح موعود میں پائی جاتی ہیں۔ اور آپ کے سوا امت محمدیہ میں سے ایک شخص بھی آج تک ایسا نہیں گذرا جس نے ان تینوں شرطوں کو اپنے اندر جمع کیا ہو اور وہ نبی کہلا سکے۔ گو قرآن کریم احادیث نبویہ اور لغت عرب کی صریح شہادت کے بعد اس بات کا خیال کر لینا بالکل آسان ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بھی نبوت کی وہی تعریف فرمائی ہوگی جو لغت نے بیان کی ہے جو قرآن کریم سے ثابت ہے جس پر احادیث نبی کریم ﷺ شاہد ہیں لیکن چونکہ لوگوں کی طبائع مختلف ہیں اور بعض لوگ اس بات کو معلوم کرنا پسند کریں گے کہ حضرت مسیح موعود نے نبی کی کیا تعریف فرمائی ہے اس لئے میں ذیل میں چند حوالہ جات نقل کرتا ہوں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک بھی نبی کی تعریف وہی ہے جو میں اوپر قرآن کریم و احادیث اور لغت کے رو سے ثابت کر آیا ہوں اور ان شرائط سے آپ نے ایک شرط بھی نہیں بڑھائی اور نہ گھٹائی ہے جو میں لکھ چکا ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

(۱) نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۱۸۰، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۸۹)

(۲) آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

(۳) خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں" (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۵، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۱)

(۴) "جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے" (الوصیت صفحہ ۱۴، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱)

(۵) "اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے.... ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور

رسول اور محدث ک کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۳' روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۵)

یہ حوالہ تو بہت ہی صاف ہے اور دو پہلی شرائط نبوت جن کے پائے جانے سے انسان نبی کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کا نام نبی رکھتا ہے نہایت وضاحت سے اس میں مذکور ہیں۔ اول یعنی کثرت مکالمات و مخاطبات کا پایا جانا جس کی تشریح حوالہ نمبر ۳ میں حضرت مسیح موعود نے خود فرمادی ہے کہ اس سے مراد وہ مکالمات ہیں جن میں کثرت سے غیب کی خبریں پائی جائیں دوم ان اخبار غیبیہ کا انذار و تبشیر کا رنگ رکھنا جسے حضرت مسیح موعود نے خوارق کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ اور اس طرح ان لوگوں کی خوابوں یا الہاموں کو الگ کر دیا ہے۔ جنہیں بعض غیب کی خبریں تو بتائی جاتی ہیں لیکن وہ خوارق نہیں کہلا سکتیں۔ مثلاً کسی کو رؤیا ہو جائے کہ تیرے ہاں بیٹا پیدا ہو گا یا یہ کہ فلاں شخص مرجائے گا۔ اور یہ بات اسی طرح واقع بھی ہو جائے تو یہ رؤیا وحی نبوت کے ماتحت نہیں آئے گی جب تک ایسے آدمی کو اس قسم کے الہامات نہ ہوں جو اپنے اندر خارق عادت نشانات کی خبریں نہ رکھتے ہوں جس کا نام قرآن شریف نے تبشیر و انذار رکھا ہے یعنی ایک طرف تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے متبعین کی ترقیوں اور ان کے بڑھانے کے وعدے دے اور باوجود دنیا کی مخالفت کے وہ خارق عادت طور پر پورے ہوں اور دوسری طرف اس کے مخالفین اور منکروں کی ہلاکت اور تباہی کی خبریں دے جو باوجود مخالفوں کی کثرت اور قوت اور شوکت کے بڑے زور سے پوری ہوں اور جو اس کا مقابلہ کرے وہی انذاری پیشگوئیوں کے ماتحت ہلاک ہو جائے اور جو اس کی باتوں کو سچے دل سے قبول کرے اور راست بازی سے ان پر عمل کرے اس کی تبشیری پیشگوئیوں کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ہاتھ دیکھے اور یہ دونوں باتیں ظاہر واقعات و اسباب و علل کی مخالفت میں پوری ہوں اور ان میں ایک خارق عادت نصرت الٰہی کا نشان پایا جائے۔

غرض کہ اس حوالہ سے بڑے روشن طور سے ثابت ہے کہ اسلام کی اصطلاح میں نبی وہی ہوتا ہے جو محبت الٰہی میں فنا ہو کر شفقت علیٰ خلق اللہ کا سبق سیکھتا ہے اور پھر اس پر نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ یعنی کثرت سے امور غیبیہ کی اطلاع اسے دی جاتی ہے اور وہ اپنے اندر انذار و تبشیر کا رنگ رکھتی ہیں اور خارق عادت طور پر ان کا ظہور ہوتا ہے اور عام ملہموں کے الہامات اہمیت میں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

(۶) "عربی و عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا ہو اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے" (مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء)[؎]

(۷) "جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔" (ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۸) اس حوالہ سے ثابت ہے کہ قرآن کریم میں بھی نبی کی وہی تعریف کی گئی ہے جو میں اوپر لکھ آیا ہوں اور حضرت مسیح موعود بھی اسی آیت سے استدلال فرماتے ہیں۔ جس سے میں نے استدلال کیا تھا۔

(۸) "ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں"۔

(۹) "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اسکی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر...... اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۰، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۱۲)

اس حوالہ سے بھی صاف ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں (یعنی نبی کی یہی تعریف ہے اور کوئی تعریف نہیں جس کی بناء پر کسی ایسے نبی کی نبوت کا انکار کر دیا جائے جس پر یہ تعریف صادق آتی ہو) (۱) جس پر خدا کا کلام یقینی اور قطعی طور پر بکثرت نازل ہو (۲) جو غیب پر مشتمل ہو (۳) اسی لئے خدا نے آپ کا نام نبی رکھا اور یہی وہ تعریف ہے جو میں اس سے پہلے نبی کی کر آیا ہوں (۱) یعنی کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں (۲) جو انذار و تبشیر کا پہلو رکھتے ہوں (۳) خدائے تعالیٰ اس کا نام نبی رکھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس جگہ انذار و تبشیر کی جگہ یقینی اور قطعی کے الفاظ رکھے ہیں لیکن ان کا مطلب وہی ہے اس لئے کہ یقینی اور قطعی وحی وہی

؎ بحوالہ بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱

ہوتی ہے جو تبشیر و انذار پر مشتمل ہو دوسری کوئی وحی یا الہام یا رؤیا ایسی یقینی اور قطعی نہیں کہی جا سکتی کہ اس پر قرآن کریم کی طرح ایمان رکھا جائے اس کی یہ وجہ ہے کہ اگر کسی انسان کو الہام یا رؤیا میں بتایا جائے کہ تیرے ہاں ایک بیٹا ہو گا اور وہ ہو جائے۔ یا اسے بتایا جائے کہ فلاں شخص مر جائے گا اور وہ مر جائے تو ظن غالب کہتا ہے کہ وہ رؤیا یا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گی۔ لیکن یہ امکان بھی ضرور موجود ہے کہ شاید حدیث النفس ہی ہو یا یہ کہ شیطانی خواب ہو کہ ایسی خوابیں ہی گو اکثر غلط ہوتی ہیں لیکن کبھی درست بھی ہو جاتی ہیں لیکن وہ وحی جس میں تبشیر و انذار کا پہلو ساتھ ہوتا ہے یقینی ہوتی ہیں اس لئے کہ حدیث النفس اور شیطان کو قدرت اور طاقت حاصل نہیں ہے۔ انسان کے خیالات یا شیطانی وساوس انسان کی نظروں کے سامنے ایک نقشہ کھینچ سکتے ہیں جو کبھی پورا بھی ہو جائے لیکن وہ قدرت و جلال کا اظہار نہیں کر سکتے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قادرانہ قضاء کا رنگ نہیں پیدا ہو سکتا لیکن انبیاء کی وحی انذار و تبشیر کا پہلو اپنے ساتھ رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی معرفت دنیا کو بتاتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی پناہ کی جگہ نہیں سوائے اس کے کہ اس انسان کی اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر رکھ لو اور اگر دنیا اس کی باتوں کو نہ مانے گی تو اسے تباہ کر دیا جائے گا اور جو مانیں گے ان کی نصرت و مدد ہو گی اور خدائے تعالیٰ اس وقت فرماتا ہے کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" غرض کہ قادرانہ رنگ میں وہ شخص غیب کی خبریں دنیا کو سناتا ہے اور وقت پر ویسا ہی ہو جاتا ہے اور یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ اس کی وحی یقینی اور قطعی ہے اور اس پر ایمان لانا ایسا ہی فرض ہوتا ہے جیسا اور دوسری الہامی کتابوں پر۔ اور اس پر ایمان نہ لانا یا اس میں شک کرنا ایسا ہی کفر ہوتا ہے جیسے اور کتابوں پر ایمان نہ لانا یا ان میں شک کرنا۔ کیونکہ شیطان کو پراگندہ خیالات کو قادرانہ کام دکھانے کی طاقت نہیں جیسے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے" (دیکھو تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۰) غرض کہ وحی کا ایسا یقینی اور قطعی ہونا اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اس میں انذار و تبشیر کا رنگ پایا جائے پس حضرت مسیح موعودؑ کے نبی کی وحی کے لئے یقینی اور قطعی ہونے کی شرط لگانے کے یہی اور صرف یہی معنی ہیں کہ اس میں انذار و تبشیر کا رنگ ہو اور مذکورہ بالا حوالہ میں وہ تینوں شرائط نبوت بیان کی گئی ہیں جو میں نے لغت عرب اور قرآن کریم سے ثابت کی تھیں یعنی (۱) کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانا (۲) اس کا یقینی اور

قطعی ہونا یعنی عظیم الشان اخبار پر جو انذار و تبشیر کا پہلو رکھتی ہوں مشتمل ہونا (۳) خدائے تعالیٰ کا نبی کے نام سے پکارنا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ نبی اسی شخص کو کہتے ہیں نہ کسی اور شخص کو جس میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں۔

گو میں نے بعض حوالوں میں سے فرداً فرداً تینوں شرائط نبوت یا ان میں سے دو دو شرائط بھی ثابت کی ہیں لیکن ایک دفعہ سب پر نظر مار کر دیکھ لو حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبی کے لئے وہی شرائط ہیں جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپ یہی نہیں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک نبی کی یہ شرائط ہیں بلکہ حوالہ نمبر ۲ میں اس تعریف کی نسبت یہ فرماتے ہیں کہ یہ تعریف میں نے خدا کے حکم کے ماتحت سمجھی ہے اور حوالہ نمبر ۳ میں فرماتے ہیں کہ خدا کی اصطلاح کے مطابق بھی نبی اسی کو کہتے ہیں جس میں یہ باتیں پائی جاتی ہوں اور حوالہ نمبر ۴ میں سب نبیوں کا اس تعریف پر اتفاق ظاہر فرماتے ہیں پھر حوالہ نمبر ۵ میں اسلام کی اصطلاح کے مطابق بھی نبی اسی کو قرار دیتے ہیں پھر حوالہ نمبر ۶ میں لغت کو بھی اس تعریف سے متفق بتاتے ہیں اور پھر حوالہ نمبر ۷ میں آپ نے قرآن کریم کے مطابق جو تعریف نبی کی بیان فرمائی ہے وہ بھی اسی کے مطابق ہے پس ان حوالہ جات کو ملا کر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو تعریف نبی کی میں نے لغت و قرآن سے سمجھ کر اوپر بیان کی تھی وہی حضرت صاحب کے خیال میں درست ہے وہی تعریف خدا تعالیٰ کے نزدیک درست ہے وہی جملہ انبیاء کے نزدیک درست ہے وہی اسلام بیان فرماتا ہے وہی قرآن کریم ظاہر فرماتا ہے پس اب اس تعریف میں کیا شک ہو سکتا ہے اور مندرجہ بالا قاضیوں کے علاوہ اور کون سا قاضی ہے جس کا فیصلہ اس قضیہ میں فیصلہ کن ہو سکتا ہے؟ جبکہ لغت جو ہمارے خیالات کے اظہار کا واحد ذریعہ ہے اور خدائے تعالیٰ جو نبیوں کا بھیجنے والا اور قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے معلوم کرنے کا یقینی ذریعہ ہے اور انبیاء جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں اور اس کے کلام کے معنی سمجھنے کی سب سے زیادہ لیاقت رکھتے ہیں اور اس زمانہ کا مأمور اور مسیح موعود اور حَکَم و عدل جسے اس وقت تمام جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے لئے خدا نے بھیجا ہے یہ سب نبی کی مذکورہ بالا تعریف پر متفق ہیں تو بتاؤ کہ اب اس تعریف کے قبول کرنے میں کسی مؤمن کو کیا تردد ہو سکتا ہے جاہل اور نادان انسان نبی کی جو چاہے تعریف کرے اور اپنے پاس سے انبیاء کی بعض تعریفیں قرار دے اور وہ کام جو خدائے تعالیٰ کا ہے اسے اپنے ہاتھ میں لے لے لیکن وہ شخص جس کا دل نور ایمان سے بکلی محروم نہیں ہُوا جس کے دل میں محبت الٰہی کی چنگاری ابھی تک سلگ رہی ہے جس کی سعادت اور رُشد پر موت

نہیں آگئی اسے اس تعریف کے قبول کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔

شاید اس جگہ کوئی شخص کہہ دے کہ بیشک نبی کی یہی تعریف ہے جو تم نے اوپر بیان کی ہے لیکن یہ آج کل کی تعریف ہے قرآن کریم سے پہلے نبیوں کی یہ تعریف نہیں بلکہ ان کے نبی کہلانے کی اور وجہ ہے جو اس کے خلاف ہے تو اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ دین کو کھیل اور تماشا مت بناؤ۔ اگر پہلے نبیوں کو کسی اور وجہ سے نبی کہتے تھے تو ہمارے سامنے وہ وجہ پیش کرو اور قرآن کریم سے ثابت کرو کہ مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے ان کو نبی کہا جاتا تھا اگر تم ایسا نہ کر سکو اور یقیناً نہیں کر سکتے تو خدائے تعالیٰ سے ڈرو کہ جو شخص بلا دلیل کسی دینی بات پر اڑ جاتا ہے اور اپنے فعل سے دین میں رخنہ ڈالتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت کے نیچے ہے اور اسے چاہئے کہ جلد توبہ کرے۔

دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ مذکورہ بالا شرائط کے علاوہ کسی اور وجہ سے پہلے نبیوں کا نبی کہلانا قرآن کریم اور احادیث سے ثابت نہیں پس کسی کا حق نہیں کہ ایسا دعویٰ کرے بلکہ حضرت مسیح موعود نے خود ہی اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے اور فرماتے ہیں "منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے" (ایک غلطی کا ازالہ) اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ سے پہلے جس قدر انبیاء گذرے ہیں ان کے نبی کہلانے کی بھی یہی وجہ تھی کہ کثرت سے امور غیبیہ پر ان کو اطلاع دی جاتی تھی پس جس شخص میں یہ بات پائی جائے گی وہ بلحاظ نبوت کے ویسا ہی نبی ہو گا جیسے پہلے بزرگ تھے گو مراتب کے لحاظ سے یا بعض خصوصیتوں کے لحاظ سے وہ اور قسم کا نبی ہو مثلاً ہر آدمی آدمی تو ہے لیکن ایک پڑھا ہوا آدمی ایک خصوصیت رکھتا ہے جو سب دنیا کے آدمی نہیں رکھتے اور گو آدمیت کے لحاظ سے وہ شخص جو پڑھا ہوا ہے اور وہ جو نہیں پڑھا ہوا ایک سے ہیں کیونکہ پڑھنا آدمی ہونے کی شرط نہیں ہاں پڑھے ہوئے آدمی کو ایک فضیلت ہے جو اَن پڑھ کو حاصل نہیں یا ایک خصوصیت ہے جس میں ان پڑھ اس کا شریک نہیں لیکن آدمیت کے لحاظ سے دونوں ایک سے آدمی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح وہ شخص جس میں آج وہ شرائط نبوت جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں پائی جائیں وہ نبی کہلائے گا اور نبی ہو گا اور نبوت کے لحاظ سے ایسا ہی نبی ہو گا جیسے کہ پہلے نبی تھے کیونکہ پہلے نبی بھی اسی شرط یا شرائط کے پائے جانے کی وجہ سے نبی کہلاتے تھے گو ممکن ہے کہ بعض پہلے نبی اس شخص پر کوئی فضیلت رکھتے ہوں یا کوئی ایسی خصوصیت رکھتے ہوں جو اس میں

نہیں پائی جاتی۔

اب میں نبوت کی ایک جامع مانع تعریف کر چکا ہوں جس تعریف کی بناء پر کسی نبی کی نبوت سے انکار نہیں کرنا پڑتا اور سب نبی اس تعریف میں جمع ہو جاتے ہیں اسی طرح یہ تعریف ایسی ہے کہ کوئی غیر نبی اس تعریف کے ہوتے ہوئے نبیوں کے گروہ میں ناجائز طور سے شریک نہیں ہو سکتا۔ پس یہ تعریف جامع اور مانع ہے اور جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں خدائے تعالیٰ نے' قرآن کریم نے' کل نبیوں نے' اسلام نے' حضرت مسیح موعودؑ نے اور لغت نے نبی کی یہی تعریف کی ہے اور جس پر یہ تعریف صادق آئے اس کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں اور جو اس تعریف کے صادق آنے کے باوجود پھر بھی ایک شخص کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ نادانی کے انتہائی نقطہ کو پہنچا ہوا ہے۔

میں اس جگہ ایک اور شبہ کا ازالہ کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے اس سے یہ تو ثابت ہو جاتا ہے کہ نبی کے لئے وہ شرائط ہیں جو تم نے اوپر بیان کیں لیکن یہ کیونکر ثابت ہو کہ ان کے علاوہ اور کوئی شرط نہیں۔ ممکن ہے کہ شریعت کا لانا یا بلاواسطہ نبوت کا ملنا بھی نبی ہونے کے لئے شرط ہو۔ لیکن یہ شبہ بھی پہلے شبہ کی طرح بے بنیاد ہوگا اس لئے کہ جو تعریف نبی کی میں اوپر کر چکا ہوں اس سے ثابت ہے کہ امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا غیر نبی میں پایا ہی نہیں جاتا پس جب ایک شخص کی نسبت ثابت ہو جائے کہ اسے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی ہے تو وہ بہر حال نبی ہوگا کیونکہ یہ بات مطابق ارشاد الٰہی غیر نبی میں پائی ہی نہیں جاتی جس سے معلوم ہوا کہ یہ شرط جہاں پائی جائے (مع اس تفصیل کے جو اس کے ساتھ مذکور ہوئی) وہاں نبوت ضرور پائی جائے گی۔ پس جس شخص کو اظہار علی الغیب کا رتبہ ملے اسے کسی اور بناء پر نبیوں کی جماعت سے خارج نہیں کر سکتے۔

دوسرے یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ـــــــ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۶)

پھر فرماتے ہیں "نبی کا شارع ہونا شرط نہیں یہ صرف موہبت ہے جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ) اسی طرح شہادت القرآن صفحہ ۴۴ میں فرماتے ہیں "بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاء

کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں" اسی طرح فرماتے ہیں۔ "بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے" (بدر ۵ / مارچ ۱۹۰۸ء) ان تینوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبی کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ کوئی شریعت بھی لائے بلکہ آپ کے نزدیک بنی اسرائیل میں ایسے کئی نبی گزرے ہیں جو شریعت نہیں لائے تھے۔ اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے کہ نبی کے لئے بلاواسطہ نبوت پانا بھی کوئی شرط نہیں۔ پس نبی وہی ہے جو مذکورہ بالا شرائط کے مطابق نبی ہو جو خدا اور اس کے رسولوں کی بیان کردہ شرائط ہیں اور کسی کے نبی ہونے کے لئے جو ایک آسمانی عہدہ اور خطاب ہے اتنا ہی کافی ہے کہ اس میں وہ شرائط پائی جائیں نہ یہ کہ دنیا کے ہر فرد بشر کی خود ساختہ تعریفِ نبوت کے مطابق بھی وہ نبی ہو۔

نبوت کی تعریف اور اس کی بعض خصوصیات کا ذکر کرنے کے بعد میں جناب مولوی صاحب کے ان حوالہ جات کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جن سے آپ نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ مسیح موعود کی نبوت نبیوں کی نبوت نہ تھی بلکہ محدثوں کی سی نبوت تھی۔ لیکن اس سے پہلے پھر ایک دفعہ پچھلی تمہیدوں کا خلاصہ بیان کر دیتا ہوں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اس تمہید کو جو میں نے اوپر لکھی ہے اچھی طرح سمجھ لے تو مسئلہ نبوت کا سمجھنا اس کے لئے ایسا آسان ہو جائے گا جیسے ٹھنڈے پانی کا حلق سے اترنا۔ اور نہ صرف یہ کہ وہی حوالہ جات حل ہو جائیں گے جو جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ میں دیئے ہیں بلکہ جو شخص ان باتوں کو یاد کرلے۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اگر کوئی نئے سے نیا اور مشکل سے مشکل حوالہ بھی اس کے سامنے پیش کیا جائے گا تو اس کے لئے اس کا حل کرنا مشکل نہ ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ خلاصہ یہ کہ میں اب تک یہ بتا چکا ہوں کہ نبی لغت عرب اور قرآن کریم کے رو سے اسے کہتے ہیں جو (۱) اللہ تعالیٰ سے کثرت سے امور غیبیہ کی اطلاع پائے (۲) جن غیب کی خبروں کی اطلاع اسے دی جائے وہ نہایت عظیم الشان قومی تباہیوں یا ترقیوں پر مشتمل ہوں (۳) یہ کہ خدا تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھا ہو۔ اور جس شخص میں یہ تین باتیں پائی جائیں وہ ضرور نبی ہو گا۔ ہاں اس بات سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے کہ شرائط نبوت کے علاوہ بعض خصوصیات بھی ہیں۔ جن کی وجہ سے نبیوں کی کئی اقسام ہو جاتی ہیں۔ لیکن سب نبی ہی ہوتے ہیں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ بعض باتوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نبیوں میں پائی جاتی ہیں اور بعض میں

نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان کے بغیر بھی انسان نبی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی کہ جن باتوں کا مفہوم نبوت سے کوئی تعلق نہیں مثلاً یہ کہ بلاواسطہ نبی ہونا۔ اگر وہ سارے نبیوں میں پائی جائیں لیکن ایک شخص میں نہ پائی جائیں۔ تب بھی اس کی نبوت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ اور آخر میں یہ کہ اگر خصوصیات کے اظہار کے لئے بعض الفاظ زائد کر دیئے جائیں۔ تو ان سے یہ مطلب نہیں ہوا کرتا کہ نفس درجہ میں کوئی فرق آگیا بلکہ صرف خصوصیت بتانی مدنظر ہوتی ہے اور ان باتوں کی تائید کے لئے میں نے حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے بعض حوالے بھی نقل کر دیئے ہیں جن سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک بھی نبی کی وہی تعریف ہے جو میں نے قرآن کریم اور لغت عرب سے استنباط کر کے لکھی ہے۔ اور آپ اسی تعریف کو خدا تعالیٰ کی تعریف، قرآن کریم کی تعریف، نبیوں کی تعریف، اسلام کی تعریف، لغت کی تعریف قرار دیتے ہیں۔ اور یہ تعریف خدا کے حکم کے مطابق کرتے ہیں اور چونکہ پہلے نہایت وسعت سے میں یہ سب مضمون بیان کر آیا ہوں۔ اس لئے اس جگہ ان ہی مختصر الفاظ میں ان کا ذکر کر دینا کافی ہوگا۔ اور جو شخص ان باتوں کو سمجھ لے گا اس کے لئے نبوت کا مسئلہ بالکل آسان ہو جائے گا۔

اب میں مولوی صاحب کے وہ حوالے نقل کرتا ہوں۔ جن سے ان کے خیال میں حضرت مسیح موعود کی نبوت نبیوں کی سی نبوت نہیں رہتی بلکہ محدثین کی سی نبوت ثابت ہوتی ہے اور جن حوالوں سے انہوں نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ شروع سے ایک ہی قسم کی نبوت کا رہا ہے کبھی تبدیل نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ نے جو کچھ توضیح مرام میں جو آپ کی دعویٰ مسیحیت کے بعد پہلی کتاب ہے۔ لکھا ہے وہی آخری کتابوں میں لکھا ہے۔ اس بات کے متعلق تو میں پہلے مفصل جواب دے آیا ہوں کہ حضرت صاحب نے اپنے مذہب میں کوئی تبدیلی کی ہے یا نہیں۔ ہاں اس بات کا جواب کہ وہ کیا تبدیلی تھی آگے چل کر انشاء اللہ دوں گا۔ بہر حال جناب مولوی صاحب حوالہ جات پیش کرتے ہیں: (صفحہ ۴ پر کتاب توضیح مرام سے)

"ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے* کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں

* گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔

باآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے- اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں- اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے- اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے میں کہتا ہوں کہ نہ من کُلِّ الْوُجُوہ بابِ نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے- مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا- نبوت تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں- وہ صرف ایک جزئی [۲] نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے- جو انسان کامل کے اقتداء سے ملتی ہے- جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے- یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ فَاعْلَمْ اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَّ النَّبِیَّ مُحَدَّثٌ وَالْمُحَدَّثُ نَبِیٌّ بِاعْتِبَارِ حُصُوْلِ نَوْعٍ مِّنْ اَنْوَاعِ النُّبُوَّۃِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ اَیْ لَمْ یَبْقَ مِنْ اَنْوَاعِ النُّبُوَّۃِ اِلَّا نَوْعٌ وَّاحِدٌ وَّ ھِیَ الْمُبَشِّرَاتُ .... بَلِ الْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ النُّبُوَّۃَ التَّامَّۃَ الْحَامِلَۃَ لِوَحْیِ الشَّرِیْعَۃِ قَدِ انْقَطَعَتْ وَلٰکِنَّ النُّبُوَّۃَ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْھَا اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَھِیَ بَاقِیَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا انْقِطَاعَ لَھَا اَبَدًا .... حَاصِلُ کَلَامِنَا اَنَّ اَبْوَابَ النُّبُوَّۃِ الْجُزْئِیَّۃِ مَفْتُوْحَۃٌ اَبَدًا وَ لَیْسَ فِیْ ھٰذَا النَّوْعِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ وَ الْمُنْذِرَاتُ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُغَیَّبَۃِ اَوِ اللَّطَائِفِ الْقُرْاٰنِیَّۃِ وَ الْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّۃِ وَ اَمَّا النُّبُوَّۃُ الَّتِیْ تَامَّۃٌ کَامِلَۃٌ جَامِعَۃٌ لِجَمِیْعِ الْکَمَالَاتِ الْوَحْیِ فَقَدْ اٰمَنَّا بِاِنْقِطَاعِھَا" (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰-۶۱- توضیح مرام صفحہ ۱۲-۱۳)

عربی حصہ کا ترجمہ یہ ہے:

جان لے- اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے کہ نبی محدث ہوتا ہے اور محدث نبی ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ اسے نبوت کی قسموں سے ایک قسم حاصل ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے مبشرات کے نبوت سے کچھ باقی نہیں رہا- یعنی نبوت کے انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے- اور وہ مبشرات ہیں.... بلکہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ نبوت [۳] تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہے- وہ منقطع ہو چکی ہے- لیکن وہ نبوت کہ جس میں سوائے مبشرات کے کچھ بھی نہیں- وہ قیامت کے دن تک باقی ہے- اور کبھی منقطع نہیں ہوگی- حاصل کلام یہ ہے کہ جزئی نبوت کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں- اور اس نوع میں کچھ نہیں سوائے مبشرات اور

منذرات کے جو امور غیبیہ سے ہوتے ہیں۔ یا قرآنی لطائف اور علوم لدنیہ کے اور وہ نبوت جو تامہ ہے کاملہ ہے۔ اور جس میں وحی کے سب قسم کے کمالات جمع ہوتے ہیں۔ ہم اس کے منقطع ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔

صفحہ ۹ پر کتاب چشمۂ معرفت سے

"ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں۔ اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں۔ یعنی اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو۔ اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔ مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔" (روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۸۹۔ چشمۂ معرفت صفحہ ۱۸۰۔ ۱۸۱)

"قرآن شریف مکالمہ الٰہیہ کے سلسلہ کو بند نہیں کرتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ یعنی خدا جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی مؤمنوں کے لئے مبشر الہام باقی رہ گئے ہیں گو شریعت ختم ہو گئی ہے کیونکہ عمر دنیا ختم ہونے کو ہے پس خدا کا کلام بشارتوں کے رنگ میں قیامت تک باقی ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۸۸۔ چشمۂ معرفت صفحہ ۱۸۰ حاشیہ)

تمام [۴] نبوتیں اس پر ختم ہیں.... مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۰)

"اور خدا کا پیار یہ ہے کہ... اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے... یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے... نبوت [۵] اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں" (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۵ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۰۔ ۳۴۱)

مولوی صاحب نے اسی قدر حوالہ دیا ہے اس سے آگے کی عبارت ترک کر دی ہے۔ لیکن ہم وہ ذیل میں درج کر دیتے ہیں۔

"اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ لِكُلٍّ اَنْ يَّصْطَلِحَ [۶] سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے

[۵] چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴

یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔ اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت ﷺ کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے۔ مگر یہ نبوت آنحضرت ﷺ کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے" (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۵ ——— روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۱)

صفحہ ۲ا پر کتاب حقیقۃ الوحی سے:

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ۔ "یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے [۱۷] زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی۔ اور ایک پہلو سے امتی [۱۸]۔ اور میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظل [۱۹] ہے نہ کہ اصلی نبوت"۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۴ حاشیہ)

ضمیمہ حقیقۃ الوحی (عربی) صفحہ ۶۸۹ "وَمَا عَنَى اللّٰهُ مِنْ نُبُوَّتِيْ اِلَّا كَثْرَةَ [۲۰] الْمُكَالَمَةِ وَالْمُخَاطَبَةِ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ اَرَادَ فَوْقَ ذٰلِكَ" (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۸۹)

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے میری نبوت کے معنی سوائے کثرت مکالمت اور مخاطبت کے اور کچھ نہیں رکھے۔ اور اللہ کی لعنت اس پر ہو جو اس سے بڑھ کر ارادہ کرے"

حقیقۃ الوحی ضمیمہ عربی صفحہ ۶۸۹ وَسُمِّيْتُ نَبِيًّا مِنَ اللّٰهِ عَلٰى طَرِيْقِ الْمَجَازِ [۲۱] لَا عَلٰى وَجْهِ الْحَقِيْقَةِ" (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۸۹) (ترجمہ) اور میرا نام نبی اللہ کی طرف سے مجازی طور پر رکھا گیا ہے۔ نہ حقیقی طور پر"

صفحہ ۱۱ پر کتاب مواہب الرحمٰن سے:

مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۷۔ "ہر کہ دعویٰ نبوت کند۔ وایں اعتقاد ندارد۔ کہ او از امت آنحضرت ﷺ است و ہرچہ یافت از فیضان او یافت۔ و او یک ثمرہ ایست از باغ او و یک قطرہ از بارش او و سایہ تنک از روشنی او۔ پس او لعنتی است و لعنت خدا بر انصار او و بر اتباع او و بر اعوان او۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۸۷) (ترجمہ) جو شخص دعویٰ نبوت کرے اور یہ اعتقاد نہ رکھے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی امت سے ہے اور جو کچھ اس نے پایا۔ اس کے فیضان سے پایا۔ اور کہ وہ اس باغ [۲۲] میں سے ایک پھل ہے۔ اور اس کی بارش میں سے ایک قطرہ ہے۔ اور اس کی

روشنی میں سے ایک ہلکا سایہ ہے۔ سو وہ لعنتی ہے۔ اور خدا کی لعنت اس پر اور اس کے انصار پر اور اس کی پیروی کرنے والوں پر اور اس کے مددگاروں پر"

صفحہ ۱۱ پر کتاب الوصیت سے:

الوصیت صفحہ ۱۳، ۱۴ "اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے۔ جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں...... پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا" (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱-۳۱۲)

ان حوالہ جات کے ساتھ ہی میں کچھ اور ایسی ہی عبارتیں جن سے نبوت کے خلاف استدلال کیا جاتا ہے۔ نقل کر دیتا ہوں تاکہ سب کا جواب ایک ساتھ ہو جائے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالہ جات جو

حضرت مسیح موعودؑ کے نبی ہونے کے خلاف پیش کئے جاتے ہیں

"اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر (دہلی) کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی۔ ملائک کا منکر۔ بہشت دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبویؐ سے بکلی منکر ہے لہذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ

وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو گئی"۲۴ (اشتہار ۲/ اکتوبر ۱۸۹۱ء - مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۲۳۰ - ۲۳۱)

"کل انسانوں کے کمالات بہ ہیئت مجموعی ہمارے رسول اللہ ﷺ میں جمع ہیں اور اسی لئے آپ کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے - اور رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کہلائے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ میں بھی اسی مجموعہ کمالات انسانی کی طرف اشارہ ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ پر نبوت کاملہ کے کمالات ختم ہوئے - یہ ایک مسلم بات ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس کی علت غائی کے اختتام پر ہوتا ہے - جیسے کتاب کے جب کل مطالب بیان ہو جاتے ہیں تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اسی طرح پر رسالت اور نبوت کی علت غائی رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی - اور یہی ختم نبوت کے معنی ہیں - کیونکہ یہ ایک سلسلہ ہے جو چلا آیا ہے اور کامل انسان پر آکر اس کا خاتمہ ہو گیا - صفحہ ۷ اسطر ۱۶ -

"اللہ تعالیٰ نے جو کمالات سلسلہ نبوت میں رکھے ہیں مجموعی طور پر وہ ہادی کامل پر ختم ہو چکے اب ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے مجددین کے ذریعہ سے دنیا پر اپنا پر توڈالتے رہیں گے ۲۵ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو قیامت تک رکھے گا" (دین الحق صفحہ ۶۷ از تقریر نمبر ا صفحہ ۲۲ جو ۱۸۹۹ء میں دوبارہ شائع ہوئی)

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ امّابعد تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں - سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے - جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ جلشانہ خوب جانتا ہے - اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت ﷺ نے مکلم مراد لئے ہیں یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے - ۲۶

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ

فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رِجَالٌ یُکَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَکُوْنُوْا اَنْبِیَاءَ فَاِنْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِیْ مِنْھُمْ اَحَدٌ فَعُمَرُ (بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب مناقب عمر بن الخطاب) از مجموعہ اشتہارات فروری ۱۸۹۲ء) "اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں- اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت [۲۷] کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۳ ——— روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۱۳)

"منصفو! سوچ کر جواب دو کہ کیا قرآن کریم میں کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی وقت کوئی حقیقی طور پر صلیبوں کو توڑنے والا- اور ذمیوں کو قتل کرنے والا اور قتل خنزیر کا نیا حکم لانے والا اور قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرنے والا ظہور کرے گا اور آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور آیت حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ (التوبہ: ۲۹) اس وقت منسوخ ہو جائے گی- اور نئی وحی قرآنی وحی پر خط نسخ کھینچ دے گی اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو- اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو- اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے [۲۸]" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۲۵' روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۳۵)

"دوم یہ کہ میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں- معجزات کا منکر اور لیلۃ القدر سے انکاری اور نبوت کا مدعی اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت کرنے والا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا [۲۹]" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۳۷' روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۴۷)

"نہ مجھے دعویٰ نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں- اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں- اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا ہو اور قرآن کریم کا ایک شُعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہو گا ہاں محدّث آئیں گے جو اللہ جلّشانہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلّی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں- اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے مَیں ایک ہوں [۳۰]-" (نشان آسمانی صفحہ ۳۰ - ۳۱ - روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۹۰ - ۳۹۱)

"یہی امت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہو جاتی ہے اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں[۳۱] کی مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور روحانی زندگی کے دریا اس میں بہتے ہیں۔ اور کوئی نہیں کہ اسکا مقابلہ کر سکے۔ کوئی ہے کہ جو برکات اور نشانوں کے دکھلانے کے لئے مقابل میں کھڑا ہو کر ہمارے اس دعوے کا جواب دے" (آئینہ کمالات اسلام ——— روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۲۴)

"جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے۔ اور انبیاء[۳۲] اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کے ملفوظات مبارکہ اشارت فرما رہے ہیں کہ محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے۔ اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر یک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ اَلْمُحَدَّثُ نَبِیٌّ جیسا کہ کہہ سکتے ہیں۔ اَلْعِنَبُ خَمْرٌ نَظْرًا عَلَی الْقُوَّۃِ وَالْاِسْتِعْدَادِ وَمِثْلُ ھٰذَا الْحَمْلِ شَائِعٌ مُتَعَارَفٌ فِیْ عِبَارَاتِ الْقَوْمِ وَقَدْ جَرَتِ الْمُحَاوَرَاتُ عَلٰی ذٰلِکَ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی کُلِّ ذَکِیٍّ عَالِمٍ مُطَّلِعٍ عَلٰی کُتُبِ الْاَدَبِ وَالْکَلَامِ وَالتَّصَوُّفِ اور اسی حمل کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہ نے اس قراءت کو جو وَمَآ اَرْسَلْنَا* مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ ہے مختصر کرکے قراءت ثانی میں صرف یہ الفاظ کافی قرار دیئے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ"

(الحج: ۵۳) (آئینہ کمالات اسلام ——— روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۳۷ تا ۲۳۹)

"قولہ۔ میرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین نے پرلے درجے کی افراط اور تفریط کی ہے جو شخص یہ کہتا ہو کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں۔ اور لوگوں کو اسلام سکھاتا ہوں اس کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ مگر ایک عالم کے رتبہ سے بڑھا کر پیغمبری تک پہنچانا بھی نہیں۔

* مِنْ قَبْلِکَ

اقول- صاحب انصاف طلب کے بیان میں یعنی ان کے پہلے ہی قول شریف میں تناقض پایا جاتا ہے- کیونکہ ایک طرف تو وہ بہت ہی حق پسند بن کر نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا زیبا نہیں اور پھر دوسری طرف اسی منہ سے میری نسبت رائے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت در حقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے اور گویا میں نے در حقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں- تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں- اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں- کیا ایسا[۳۳] بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے- قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے- اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں- صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اسکو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مأمور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا- لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے[۳۴]- وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے- اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤوس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں- اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا- نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا- وَمَنْ قَالَ بَعْدَ رَسُوْلِنَا وَسَيِّدِنَا اِنِّيْ نَبِيٌّ اَوْ رَسُوْلٌ عَلٰى وَجْهِ الْحَقِيْقَةِ وَالْاِفْتِرَاءِ وَتَرَكَ الْقُرْاٰنَ وَاَحْكَامَ الشَّرِيْعَةِ الْغَرَّاءِ فَهُوَ كَافِرٌ كَذَّابٌ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت ﷺ کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نَبِیُّ اللّٰہِ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا- پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی[۳۵] ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں- ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں

کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے۔

”لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدائے تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبویؐ سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا“[۳۶] (انجام آتھم ــــــ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۶ تا ۲۸ حاشیہ)

”یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی[۳۷] معنی مراد ہیں۔ ان سب مقامات کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ بیس برس سے تمام پنجاب و ہندوستان کے علماء ان الہامات کو براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور عبد العزیز کے“۔ (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۴ حاشیہ ــــــ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۶)

۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالہ جات

جو حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے خلاف پیش کئے جاتے ہیں

اِنَّا مُسْلِمُوْنَ نُؤْمِنُ بِکِتٰبِ اللّٰہِ الْفُرْقَانِ. وَنُؤْمِنُ بِاَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا نَبِیُّہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّہٗ جَاءَ بِخَیْرِ الْاَدْیَانِ. وَنُؤْمِنُ بِاَنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ اِلَّا الَّذِیْ رُبِّیَ مِنْ فَیْضِہٖ وَاَظْہَرَہٗ وَعْدُہٗ[۳۸]. وَلِلّٰہِ مُکَالَمَاتٌ وَمُخَاطَبَاتٌ مَعَ[۳۹] اَوْلِیَآئِہٖ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاِنَّھُمْ یُعْطَوْنَ صِبْغَۃَ الْاَنْبِیَاءِ وَلَیْسُوْا بِنَبِیِّیْنَ فِی الْحَقِیْقَۃِ. فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ اَکْمَلَ وَطَرَ الشَّرِیْعَۃِ وَلَا یُعْطَوْنَ اِلَّا فَہْمَ الْقُرْاٰنِ وَلَا یَزِیْدُوْنَ عَلَیْہِ وَلَا یَنْقُصُوْنَ مِنْہُ وَمَنْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَاُولٰٓئِکَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ الْفَجَرَۃِ وَنَعْنِیْ بِخَتْمِ النُّبُوَّۃِ[۴۰] خَتْمَ کَمَالَاتِہَا عَلٰی نَبِیِّنَا الَّذِیْ

ھُوَ اَفْضَلُ رُسُلِ اللّٰہِ وَ اَنْبِیَآئِہٖ وَ نَعْتَقِدُ بِاَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ مِنْ اُمَّتِہٖ وَ مِنْ اَکْمَلِ اَتْبَاعِہٖ۔ اَلَّذِیْ وَجَدَ الْفَیْضَ کُلَّہٗ مِنْ رُوْحَانِیَّتِہٖ وَ اَضَآءَ بِضِیَآئِہٖ۔ فَھُنَاکَ لَا غَیْرُ وَ لَا مَقَامَ الْغَیْرَۃِ وَ لَیْسَتْ بِنُبُوَّۃٍ اُخْرٰی۔ (مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۹-۷۰ ــــ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۸۵)

" اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک [۱] اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے۔"

(الوصیت صفحہ ۱۳ ــــ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱))

" باوجود اس [۲] کے یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت ﷺ کے بالکل مسدود ہے۔ اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے۔"

(الوصیت ص۱۳ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱)

" اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افتراء ہے۔ بلکہ جس نبوت [۳] کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں۔ اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں [۴]۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن [۵] جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ــــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶)

" وَلَیْسَ مُرَادُہٗ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا کَثْرَۃَ [۶] مُکَالَمَۃِ اللّٰہِ وَ کَثْرَۃَ اَنْبَآءٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ کَثْرَۃَ مَا یُوْحٰی وَ یَقُوْلُ [۷] مَا نَعْنِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ مَا یُعْنٰی فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی بَلْ ھِیَ دَرَجَۃٌ لَا

تُعْطٰی اِلَّا مِنْ اِتِّبَاعِ نَبِیِّنَا خَیْرِ الْوَرٰی (ضمیمہ حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۳۷)

" ثُمَّ مَعَ ذٰلِکَ ذَکَرْتُ غَیْرَ مَرَّۃٍ اَنَّ اللّٰہَ مَا اَرَادَ مِنْ نُبُوَّتِیْ اِلَّا کَثْرَۃَ ۴۸ الْمُکَالَمَۃِ وَ الْمُخَاطَبَۃِ وَھُوَ مُسَلَّمٌ عِنْدَ اَکَابِرِ اَھْلِ السُّنَّۃِ۔ فَالنِّزَاعُ لَیْسَ اِلَّا نِزَاعًا لَفْظِیًّا فَلَا تَسْتَعْجِلُوْا یَا اَھْلَ الْعَقْلِ وَالْفِطْنَۃِ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنِ ادَّعٰی خِلَافَ ذٰلِکَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ وَمَعَھَا لَعْنَۃُ النَّاسِ وَالْمَلٰئِکَۃِ۔" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۳۷)

"اب جبکہ ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنے والا عیسیٰ امتی ہے تو کلام الٰہی میں اس کا نام نبی رکھنا ان معنوں سے نہیں ہے۔ جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ بلکہ اس جگہ صرف یہ مقصود ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا۔ اور غیب کی باتیں اس پر ظاہر کرے گا۔ اس لئے باوجود امتی ہونے کے وہ نبی ۴۹ بھی کہلائے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۵۴)

"کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکا نہ کھاوے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا۔ مگر میں امتی ہوں۔ پس یہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیسیٰ سے تکمیل مشابہت ۵۰ ہو۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ——— روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۰)

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں ۵۱۔ اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلا شبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کمالات متعدیہ کے اظہار اور اثبات ۵۲ کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت ۵۳ کا رنگ پیدا کر دے۔ سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی۔ اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت ﷺ کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۰)

اب جبکہ میں وہ سب حوالہ جات جنہیں جناب مولوی صاحب نے اپنے بیان کی تائید میں پیش

کیا ہے نقل کر چکا ہوں۔ اور ان کے ساتھ اور وہ حوالہ جات جو ان کے بیان کی تائید میں مل سکتے تھے وہ بھی نقل کر چکا ہوں۔ تو میں اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے یہ امر ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سب حوالہ جات ہرگز ہرگز ہمارے دعوے کے خلاف نہیں۔ ان سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت رد نہیں ہوتی بلکہ ثابت ہوتی ہے۔ اور آپ کا دعویٰ باطل نہیں ہوتا بلکہ قائم ہوتا ہے لیکن میں اس قدر بیان کر دینا اور ضروری خیال کرتا ہوں کہ جیسا کہ میں نے تمہید فصل میں بیان کیا ہے۔ میں بجائے فرداً فرداً ہر ایک حوالہ کا جواب دینے کے سب حوالہ جات کا اکٹھا جواب دینا چاہتا ہوں تاکہ ہماری جماعت کے لوگوں کو ایک ایسا اصل معلوم ہو جائے جس سے وہ ہر ایک اعتراض کا جواب آئندہ خود ہی دے لیا کریں۔ اور اس کے لئے میں نے لغت عرب قرآن کریم محاورہ انبیائے سابقین اور حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کے مطابق نبی کی ایک جامع مانع تعریف کی تھی جس تعریف کے ہوتے ہوئے نہ کوئی نبی نبیوں کی جماعت سے خارج ہوتا ہے اور نہ کوئی غیر نبی نبیوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے پس ان حوالہ جات کے نقل کرنے کے بعد میں طالبان حق کو پھر اسی تمہید کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ ان حوالوں سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ردّ نہیں بلکہ ثابت ہوتی ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ ان حوالہ جات میں جہاں جہاں حضرت مسیح موعود نے اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال کرنے سے انکار کیا ہے۔ اس سے کوئی شخص دھوکا نہ کھائے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود ہی ایسے تمام حوالوں کا جواب دے دیا ہے۔ اور آپ کے اپنے جواب کے بعد کسی کا حق نہیں کہ اس انکار کے کوئی اور معنی کرے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶،۷، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰۔۲۱۱)

اس عبارت نے سب جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اور جہاں جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا

ہے کہ میں نبی نہیں ہوں یا یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا یا یہ کہ آپ ؐ کے بعد نبوت کا دروازہ بالکل مسدود ہے۔ اس کے صرف اور صرف یہ معنی ہیں کہ آپ نے شریعت جدیدہ لانے کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ کی نبوت آنحضرت ﷺ کے فیض سے ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے یا آپ کے واسطہ کے بغیر نبوت حاصل کرے۔ پس ایسی تمام عبارتوں کا تو حضرت مسیح موعود نے ایک ہی جگہ فیصلہ کر دیا ہے۔ اور جو حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے سے اس لئے انکار کرتا ہے کہ آپ نے کسی جگہ لکھا ہے کہ میں نبی نہیں اسے یاد رکھنا چاہئے کہ آپ ہی نے دوسری جگہ اس کے یہ معنی بھی کر دیئے ہیں کہ اس سے میری مراد یہ ہے کہ میں نئی شریعت لانے والا نبی نہیں۔ اور نہ بلا واسطہ نبوت پانے والا نبی ہوں۔ اور یہ مراد نہیں کہ میں نبی ہی نہیں۔ پس ایسے حوالوں سے آپ کی نبوت کا انکار نہیں ہو سکتا۔ انکار تو اسی صورت میں ہو گا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص نئی شریعت نہ لائے۔ یا براہ راست نبوت نہ پائے نبی نہیں ہو سکتا۔ مفصل جواب اس بات کا کہ حضرت مسیح موعودؑ پہلے زمانہ میں اپنے نبی ہونے سے کیوں انکار کرتے رہے۔ آگے دیا جائے گا۔ اور سردست میں اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

یاد رہے کہ جناب مولوی صاحب نے صرف وہی حوالہ جات دیئے ہیں جن سے مسیح موعود کی نبوت کے خلاف استدلال ہو سکے۔ اور ان حوالہ جات کو بالکل ترک کر دیا ہے جن سے نبوت ثابت ہوتی ہو۔ اور ہمیشہ فیصلہ اسی طرح ہوتا ہے کہ دونوں قسم کی باتوں کو لے کر ان پر بحث کی جائے۔ لیکن میں نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے انہی حوالوں کو لے لیا ہے جو جناب مولوی صاحب نے پیش کئے ہیں بلکہ ان کے ساتھ وہ حوالہ جات جو ان کی تائید میں پیش کئے جاتے ہیں۔ انہیں بھی شامل کر لیا ہے تا سب کا فیصلہ ایک ہی دفعہ ہو جائے۔

ہر ایک صاحب بصیرت جس نے اوپر کے حوالہ جات کو غور سے پڑھا ہو گا۔ اس نے اس بات کو معلوم کر لیا ہو گا کہ ان میں جگہ بہ جگہ یہ فقرات پائے جاتے ہیں۔

"نبوت تامہ جو وحی شریعت لانے والی ہو بند ہو چکی ہے" لیکن "وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے اور کچھ نہیں وہ باقی ہے۔ قیامت تک وہ کبھی بند نہیں ہو سکتی"۔ "ہمارا حاصل کلام یہ ہے کہ نبوت جزویہ ہمیشہ کے لئے کھلی ہے۔ اور اس نبوت میں نہیں ہوتے مگر امور غیبیہ جو بشارتوں اور انذار پر مشتمل ہوتے ہیں"۔ "اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی

جائیں۔ یعنی اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو۔ اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں"۔ "مؤمنوں کے لئے مبشر الہام باقی رہ گئے ہیں گو شریعت ختم ہو گئی ہے"۔ "تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے"۔ "نبوت اور رسالت کا لفظ جو خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں۔ اور غیب پر مشتمل ہیں"۔ "اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملتی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں"۔ "میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔ "اور میری نبوت سے اللہ تعالیٰ کی مراد صرف کثرت مکالمات و مخاطبات ہے۔ اور جو اس سے زیادہ سمجھے اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہو"۔ "جو شخص دعوائے نبوت کرے۔ اور یہ اعتقاد نہ رکھے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی امت سے ہے... خدا کی لعنت اس پر"۔ "مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ ہاں امتی اور نبی"۔ "اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو (جو قرآن کریم کو منسوخ کر دے جیسا کہ ما قبل سے ظاہر ہے)"۔ "وَنُؤْمِنُ بِاَنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ اِلَّا الَّذِیْ رُبِّیَ مِنْ فَیْضِہٖ وَاَظْہَرَہٗ وَعْدُہٗ"۔ "خدا تعالیٰ اس سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا۔ اور غیب کی باتیں اس پر ظاہر کرے گا اس لئے باوجود امتی ہونے کے وہ نبی کہلائے گا"۔ "یہ وہ نبوت نہیں جو مستقل نبوت کہلاتی ہے"۔ "ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی طور پر اس پر صادق آسکتے ہیں"۔ "خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت ﷺ کے بالکل مسدود ہے"۔ "جس نبوت کا دعویٰ قرآن شریف کے رو سے منع ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا"۔ "میری نبوت سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ مراد ہے"۔ "آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں"

ان سب عبارات پر غور کرو۔ کیا ان کا یہی خلاصہ نہیں نکلتا کہ وحی شریعت بند ہو چکی ہے۔ اب صرف مبشرات اور منذرات کا دروازہ کھلا ہے۔ یہ دعویٰ کرنا کہ کسی انسان کو آنحضرت ﷺ کے واسطہ کے بغیر نبوت ملی ناجائز ہے۔ آپ کی نبوت امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانے کا نام ہے آپ ایسے نبی ہیں جو امتی بھی ہیں۔ اب میری تمہید کو یاد کرو اور ان حوالہ جات کو دیکھو کہ کیا اس کے خلاف اس میں کوئی بات ہے۔ اگر ہمارا یہ دعویٰ ہوتا کہ حضرت صاحب ایسے نبی ہیں جو نئی شریعت لائے یا وحی شریعت اب تک جاری ہے۔ یا یہ کہ آپ کی نبوت بلا واسطہ تھی یا یہ کہ آپ

امتی نبی نہیں تھے بلکہ اطاعت آنحضرت ﷺ سے آزاد تھے یا یہ کہ آپ کی نبوت سے مراد امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا نہیں۔ بلکہ اور کچھ ہے۔ تو بیشک یہ حوالہ جات میرے خلاف استعمال ہو سکتے تھے۔ لیکن جبکہ میرا مذہب یہی ہے کہ آپ غیر تشریعی امتی نبی تھے۔ تو پھر یہ حوالہ جات میرے خلاف کیونکر استعمال ہو سکتے ہیں اگر تشریعی نبی یا غیر امتی نبی ہونا شرائط نبوت سے ہوتا۔ تب بیشک ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا کہ آپ میں شرائط نبوت نہیں پائی جاتی تھیں لیکن جبکہ تشریعی نبی یا غیر امتی نبی ہونا نبی کی شرائط میں سے نہیں۔ تو پھر ان حوالوں کا کیا اثر؟ نبی کے لئے صرف تین امور ضروری ہیں۔ اول یہ کہ امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پائے۔ دوم یہ کہ اس کی پیشگوئیاں انذاری و تبشیری رنگ رکھتی ہوں اور مہتم بالشان ہوں۔ سوم اسے خدا تعالیٰ نے نبی کہا ہو۔ اور مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ کو کثرت سے امور غیبیہ سے اطلاع بھی دی گئی۔ اور آپ نے انذار و تبشیر کے لئے مہتم بالشان خبریں بھی دیں۔ اور آپ کا نام بھی خدا نے الہام میں نبی رکھا۔ پس نبی کی تعریف کے مطابق آپ نبی ہوئے۔

جس قدر حوالہ جات نبوت کے رد میں دیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک بھی تو ایسا حوالہ نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے۔ بلکہ قریباً ان سب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نبی تھے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے ابتدائے دعوائے مسیحیت موعودہ سے برابر اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ آپ پر خدا تعالیٰ کثرت سے امور غیبیہ ظاہر فرماتا ہے۔ اور حضرت صاحب کے الہاموں کو ابتداء سے دیکھ جاؤ۔ وہ کسی خاص ملک کے لئے نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے بشارت و انذار کا پہلو رکھتے ہیں۔ اور سب دنیا کو ان میں انذار و تبشیر کیا گیا ہے۔ پھر ابتدائے دعوے سے آپ کے الہامات میں آپ کو نبی کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ نبی کے لئے یہی تین شرائط ہیں۔ جس میں یہ تین شرائط پائی جائیں۔ وہ یقیناً نبی ہے۔

جو شخص حضرت صاحب کا یہ دعویٰ نکال کر کہ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ بلکہ میرا تو صرف یہی دعویٰ ہے کہ مجھ پر کثرت سے امور غیبیہ ظاہر کئے جاتے ہیں۔ یا یہ دعویٰ نکال کر کہ میں نے جو کچھ پایا ہے آنحضرت ﷺ کی اتباع سے پایا ہے۔ یہ کہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ آپ نبی نہ تھے۔ اسے یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم میں تو ہم یہ آیت لکھی پاتے ہیں کہ لَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں کثرت سے صرف اپنے رسولوں پر ہی ظاہر فرماتا ہے۔ پھر ہم حضرت مسیح موعود کی کسی ایسی تحریر کا جس میں آپ لکھتے ہوں کہ میں کوئی

شریعت نہیں لایا- بلکہ میں تو صرف بکثرت امور غیبیہ پر خبر پانے والا ہوں یہ مطلب کیونکر لے سکتے ہیں کہ آپ نبی نہیں کیونکہ یہ بات تو نبی ہونے کی شرائط میں سے ہے- کیا شرائط نبوت کے پائے جانے سے نبوت ثابت ہوتی ہے یا نبوت کا رد ہوتا ہے- اسی طرح اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں لکھا ہو کہ اب نبوت سے باقی نہیں رہا مگر مبشرات و منذرات- تو اس کا یہ مطلب لینا کہ آپ نبی نہ تھے نادانی ہے- کیونکہ یہ تو نبوت کی شرائط میں سے ہے- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ - (الانعام:۴۹) ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں تو ان کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ مبشرات و منذرات لاتے ہیں- اب کیسے تعجب کی بات ہے کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے- اسی کو نبوت کے انکار کی دلیل قرار دیا جائے یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شخص کہے فلاں شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ لکڑی سے میز بنا رہا تھا جس سے ثابت ہُوا کہ وہ نجار نہیں- اور فلاں شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ ہل چلا رہا تھا- معلوم ہُوا کہ اسے ہل چلانا نہیں آتا- فلاں شخص کو دیکھا کہ وہ لڑکوں کو پڑھا رہا تھا ثابت ہُوا کہ وہ استاد نہیں- کیا ایسی بات کوئی دانا کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں- پس حضرت صاحب کی ایسی تحریرات سے جن میں آپ نے یہ لکھا ہے کہ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا- بلکہ صرف کثرت سے امور غیبیہ پانے کا دعویٰ ہے- اور ان تحریرات سے جن میں آپ لکھیں کہ اب نبوت سے صرف مبشرات و منذرات باقی رہ گئے ہیں- یہ نتیجہ نکالنا کہ آپ نبی نہ رہے- ایک ایسی بات ہے جس کی غلطی خود ہی ظاہر ہے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں- لغت اور قرآن کریم اور پہلے انبیاء کے عقائد اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے تو نبوت کی شرائط ہی یہ معلوم ہوتی ہیں کہ کثرت سے امور غیبیہ ظاہر ہوں جو انذار و تبشیر کی عظیم الشان خبروں پر مشتمل ہوں- اور خدا تعالیٰ نبی نام رکھے- پس جب یہ شرائط نبوت ہیں تو حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ کرنا کہ صرف یہ باتیں مجھ میں پائی جاتی ہیں اس کے یہ معنی کس طرح ہوئے کہ آپ نبی نہیں- اگر یہ باتیں آپ میں پائی جاتی ہیں تو آپ نبی تھے- حضرت مسیحؑ ناصری کیوں نبی تھے؟ کیا صرف انہی تین باتوں کی وجہ سے نہیں؟ حضرت سلیمانؑ نبی تھے- کیا ان کی نبوت ان تین شرائط کے سوا کسی اور شرط کی وجہ سے ثابت تھی؟ حضرت یحییٰؑ و زکریاؑ و الیاسؑ و ایوبؑ و ہارونؑ و یوسفؑ نبی تھے- پھر کیا ان کی نبوت کسی نئی بات کی وجہ سے تھی؟ ان تین باتوں سے زیادہ اور کونسی بات تھی جس کی وجہ سے وہ نبی ثابت ہوئے؟ حضرت موسیٰ و حضرت نوح علیہما السلام نبی تھے پھر کیا ان کی نبوت کسی اور وجہ سے تھی؟ نہیں اسی وجہ سے تھی کہ ان میں یہ تین شرائط پائی جاتی تھیں- یہ سب انبیاء ہیں- اور ان کو نبی صرف

اس لئے کہا جاتا ہے کہ (۱) ان کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی تھی (۲) وہ غیب کی خبریں جو ان پر ظاہر ہوتی تھیں معمولی نہ ہوتی تھیں بلکہ وہ عظیم الشان خوشخبریوں اور خطرناک عذابوں کی خبریں تھیں (۳) خدا نے ان کو نبی کے نام سے پکارا ہے یہی اور صرف یہی تین باتیں ہیں۔ جن کے پائے جانے سے پہلے سب انبیاء نبی کہلائے جیساکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے لکھ دیا ہے کہ پہلے نبی بھی اسی وجہ سے نبی کہلائے (جو حوالہ کہ حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ میں پہلے گذر چکا ہے) پس اگر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں ان تینوں باتوں کا دعویٰ ہے۔ تو وہ نبی ہیں اور اگر ان تین باتوں کا دعویٰ نہیں تو پھر وہ نبی نہیں ہیں مگر میں نے بتایا ہے۔ اور وہ حوالے جو جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تائید میں پیش کئے ہیں ان حوالوں کے علاوہ جس قدر حوالہ جات ان کے عقیدہ کی تائید میں پیش کئے جاتے ہیں یا کئے جاسکتے ہیں۔ درج کر دیئے ہیں۔ ان کو ایک ایک کرکے پڑھو۔ پھر حضرت مسیح موعود کی وہ تمام کتب جو دعوائے مسیحیت سے بعد کی ہیں۔ ان کو پڑھو۔ ان سب میں یہ تینوں دعوے موجود پاؤ گے۔ یا ان کے خلاف کوئی بات نہ دیکھو گے۔ حضرت مسیح موعود نے کہیں یہ بات نہیں لکھی کہ مجھ پر خدا تعالیٰ کثرت سے امور غیبیہ نہیں ظاہر کرتا۔ اور نہ یہ کہیں لکھا ہے کہ میرے الہامات میں عظیم الشان انقلابات کی خبریں نہیں۔ جو تمام دنیا کے متعلق ہوں بلکہ یہی فرمایا ہے کہ یہ دونوں باتیں میرے الہامات میں ہیں۔ اور کثرت کے ساتھ ہیں اور کبھی کہیں نہیں لکھا کہ میرے کسی الہام میں میرا نام نبی نہیں رکھا گیا بلکہ جب فرمایا یہی فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ پس جبکہ فتح اسلام کے زمانہ سے لے کر وفات تک کی سب کتب میں یہ تینوں دعوے موجود ہیں یا یہ کہ کسی کتاب میں ان کے خلاف نہیں لکھا۔ تو بتاؤ کہ آپ نبی کیوں نہ ہوئے؟ جیساکہ میں پہلے تمہید میں بتا آیا ہوں۔ لغت عرب' قرآن کریم' اصطلاح باری تعالیٰ' عقائد جمیع انبیاء اور حضرت مسیح موعود کے مذہب کے رو سے تو نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو ان تینوں شرائط کو پورا کرے۔ اور حضرت مسیح موعود ان تینوں شرائط کو پورا کرتے ہیں۔ پس آپ نبی ہیں۔ ہاں یہ سوال رہ جاتا ہے کہ نبیوں کی کس قسم میں داخل ہیں۔ سو آپ غیر تشریعی امتی نبی ہیں۔ یعنی نہ تو کوئی نئی شریعت آپ لائے۔ اور نہ بغیر واسطہ رسول اللہ ﷺ کے آپ نے نبوت پائی۔ اور یہ دونوں خصوصیتیں ایسی نہیں ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں نبی نہ ہو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یحییٰ میں شریعت لانے کی خصوصیت نہ تھی۔ اور وہ نبی تھے۔ اور بالواسطہ نبی ہونے کی خصوصیت نبوت کے معنوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ اور نہ نقل بتاتی ہے کہ نبی وہی ہے جو براہ راست نبوت

پائے قرآن کریم و حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اور نہ عقل بتاتی ہے کہ جو شخص کسی کے واسطہ سے نبی ہؤا ہو۔ اس کو باوجود شرائط نبوت پورا کرنے کے نبی نہیں کہنا چاہئے۔ اور وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ پس جب یہ دونوں باتیں ہر ایک نبی میں نہ قرآن کریم کے رو سے نہ احادیث کے رو سے نہ لغت عرب کے رو سے نہ عقل کے رو سے پائی جانی ضروری ہیں۔ تو پھر اگر حضرت مسیح موعودؑ ان دونوں باتوں سے انکار کریں۔ اور کہیں کہ مجھ میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں تو اس سے آپ کے نبی نہ ہونے پر کیا حجت قائم ہوئی۔ کیا قرآن کریم یا حدیث یا لغت عرب سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ جس میں یہ دو باتیں نہ پائی جائیں وہ نبی نہیں؟ پھر کیوں ایک ایسا دعویٰ کرتے ہو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ نبی کے لئے جو شرائط ہیں اور جن کے بغیر نبی نہیں ہو سکتا۔ وہ تو تین ہی ہیں۔ اور سب نبی ان باتوں میں مشترک ہیں اور لغت سے اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ وہی شرائط قرار دیتے ہیں۔ اسلام اور باقی کل نبیوں کی اصطلاح میں بھی ایسے ہی لوگوں کو نبی کہتے ہیں۔ جن میں وہ تین باتیں پائی جائیں۔ اور وہ تینوں باتیں حضرت مسیح موعود میں پائی جاتی ہیں اور کبھی بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اندر ان تین باتوں کے پائے جانے یا ان میں سے ایک کے پائے جانے سے انکار نہیں کیا پس آپ کی کل کتب سے جو دعوائے مسیحیت کے وقت سے لکھی گئیں ثابت ہے کہ آپ اپنے عہدہ کی کیفیت کی جو تفصیل بیان کرتے رہے ہیں وہ آپ کی نبوت کی گواہ اور شاہد ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نبی تھے۔ اور یہ کہ جہاں آپ نے انکار کیا ہے اس بات سے انکار کیا ہے کہ میں کسی ایسی نبوت کا لانے والا نہیں ہوں۔ جس میں شریعت جدیدہ ہو۔ اور نہ اس بات کا مدعی ہوں کہ مجھے نبوت بلاواسطہ ملی ہے۔ پس ان حوالوں سے نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور اگر دس ہزار ایسے حوالے بھی پیش کر دیئے جائیں۔ تو حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف کوئی ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں باتیں تو شرائط نبوت میں ہیں ہی نہیں۔ بلکہ ایسی خصوصیات ہیں جو بعض میں پائی گئیں اور بعض میں نہیں۔ پہلی شرط تو بہت سے پچھلے نبیوں میں بھی نہیں پائی جاتی یعنی نئی شریعت کا لانا۔ اور دوسری بات نفس نبوت سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ نہ قرآن کریم نے اسے شرط نبوت قرار دیا ہے' نہ لغت نے' نہ عقل چاہتی ہے کہ نبی وہی ہونا چاہئے جو براہ راست نبی ہو۔ نہ پہلے انبیاء میں سے کسی نے ایسا کہا ہے نہ احادیث میں یہ شرط مذکور ہے۔ پس اے عزیزو! تم ان حوالوں سے کبھی مت گھبراؤ۔ بلکہ جب کوئی شخص تمہارے سامنے ایسے حوالے پیش کرے۔ جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی نسبت لکھا ہے کہ میں نئی شریعت نہیں لایا۔

تو اسے کہہ دو کہ ہم آنحضرت ﷺ کے بعد شریعت جدیدہ کے لانے کے مدعی کو لعنتی خیال کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آ سکتی۔ اور اگر کوئی ایسا حوالہ دکھائے جس میں یہ لکھا ہو کہ میں نے براہ راست نبوت نہیں پائی۔ تب فوراً کہہ دو کہ ہم ایسے شخص کو جو آنحضرت ﷺ کے بعد براہ راست نبوت پانے کا دعویٰ کرے جھوٹا اور فریبی خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد براہ راست نبوت ملنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی اور جو کچھ مل سکتا ہے آپ ہی کے واسطہ سے اور طفیل سے مل سکتا ہے۔ پھر اگر وہ کوئی ایسا حوالہ دکھائے کہ جس میں حضرت صاحب نے لکھا ہو کہ میرا تو صرف یہ دعویٰ ہے کہ میں کثرت سے غیب کی خبروں پر اطلاع پاتا ہوں اور بڑے بڑے اہم معاملات جو دنیا کی تباہی یا ترقی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کی خبر پاتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے انہی معنوں میں مجھے نبی کہا ہے۔ تو تم جواب دو کہ ہم اس سے زیادہ آپ کو کچھ نہیں مانتے اور اسی دعوے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کو نبی کہتے ہیں اور کہنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ لغت عرب میں نَبِیُّ اللّٰہِ کی یہی تعریف ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے اور پچھلے انبیاء اور خود حضرت مسیح موعود کا بھی اسی پر اتفاق ہے جبکہ تم خود تسلیم کرتے ہو کہ حضرت مسیح موعود نے ان تین باتوں کا دعویٰ کیا ہے تو اسی کا نام نبوت ہے۔ اس سے زیادہ کسی چیز کا نام نبوت نہیں۔ باقی جو کچھ ہے خصوصیات ہیں جو بعض نبیوں کو چھوڑ کر بعض میں پائی جا سکتی ہیں اور ان خصوصیات میں سے حضرت مسیح موعودؑ نے دو خصوصیات کا اپنی نسبت انکار کیا ہے یعنی تشریعی نبی ہونے کا۔ اور براہ راست نبوت پانے کا۔ اور ہم بھی اقرار کرتے ہیں کہ آپ کی نبوت ایسی نبوت نہ تھی۔

اور اگر کوئی شخص تم سے کہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ تو جواب دو کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ اس سے ایک انچ ادھر ادھر ہونا کفر ہے۔ یہ حدیث تو ہماری تائید کرتی ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ نبوت میں سے مبشرات والی نبوت باقی ہے یعنی گو ایسی نبوت اب نہیں آ سکتی جس میں نئی شریعت ہو۔ لیکن یہ نہ خیال کرنا کہ نبی بھی کوئی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ کے ماتحت مبشرات جاری رہیں گی۔ اگر کوئی کہے کہ اس حدیث سے وہ تینوں شرائط کس طرح نکلتی ہیں تو اسے جواب دو کہ مبشرات سے تو مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ کی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اور بشارت کے ساتھ انذار ضروری ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کو لکھ کر حضرت مسیح موعودؑ نے توضیح مرام

میں اس کی تشریح میں مبشرات کے ساتھ منذرات بھی لگا دیا ہے۔ پس مبشرات کا لفظ ثابت کرتا ہے کہ منذرات بھی ہوں گی کیونکہ کسی مأمور کی قوم کی ترقی کی خبر اپنے اندر یہ خبر بھی رکھتی ہے کہ اس کے مخالف ہلاک ہوں گے اور سب مأموروں کی خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔ پس مبشرات کے لفظ سے منذرات خود نکل آتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے بھی یہ استنباط کیا ہے اور پھر مبشرات کے لفظ سے امور غیبیہ کی اطلاع بھی نکل آتی ہے کیونکہ مبشرات ہمیشہ آئندہ کی خبروں کو کہتے ہیں۔ ورنہ اگر کسی امیر کو کوئی شخص جا کر کہے کہ تم امیر ہو تو یہ کوئی بشارت نہیں وہ اسے پہلے ہی جانتا ہے بشارت کہتے ہی اس خوش خبر کو ہیں جسے انسان پہلے نہ جانتا ہو اور نبوت کی مبشرات ہمیشہ آئندہ واقعات کے متعلق ہوتی ہیں۔ پس مبشرات میں ایک طرف تو تبشیر و انذار کی شرط ثابت ہے۔ دوم اظہار علی الغیب کی شرط بھی ثابت ہے باقی رہی تیسری شرط تو وہ صاف الفاظ میں موجود ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ یعنی نبوت سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ نبوت تو ہے لیکن بعض اقسام کی نبوت آئندہ کے لئے بند کی گئی ہے۔ اور صرف نبوت میں سے وہ نبوت باقی ہے جو بلا خصوصیت شریعت جدیدہ ہوتی ہے۔ پس اے دوستو! یہ حدیث تمہارے موافق ہے نہ مخالف۔ اور حضرت صاحب نے اپنی کل کتب میں اپنے دعوے کی کیفیت کی جو تفصیل بتائی ہے وہ ہمیشہ ایک ہی رہی ہے اور وہی مفصل کیفیت آپ اپنے دعوے کی بتاتے رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم و محاورہ انبیائے گذشتہ لغت عرب اور خود اپنی بیان کردہ تعریف کے رو سے آپ نبی تھے۔ پس اے عزیزو! جن کے دل میں مسیح موعود کی سچی محبت ہے اور جو اس کے حقیقی دعوے کو دنیا میں ثابت شدہ دیکھنا چاہتے ہو۔ اور اس کے کمالات کے چہرہ پر پردہ پڑا ہؤا دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ یاد رکھو کہ مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے کی جو مفصل کیفیت بیان فرمائی ہے وہ ہمیشہ آپ کی نبوت پر گواہ رہی ہے اور اس میں کبھی بھی نبوت کے خلاف کوئی امر نہیں اور کوئی ایسی بات اس میں بیان نہیں جس کے ہونے سے انسان نبی نہ بن سکے یا نبی نہ کہلائے اور نہ آپ نے کبھی کسی شرط نبوت سے انکار کیا ہے جس کی کمی سے آپ کے نبی ہونے میں شک پیدا ہو جائے۔ پس حضرت مسیح موعود کی تحریرات کو پڑھتے ہوئے اس اصل کو یاد رکھو جو میں نے ابتداء میں تمہارے سامنے پیش کیا ہے کہ نبی کی صرف تین ہی شرائط ہیں اس سے زیادہ نہیں اور باقی سب باتیں خصوصیات کے طور پر ہیں جن میں سے اگر بعض نہ پائی جائیں تو نبی نبی ہی رہتا ہے اس کی نبوت میں فرق نہیں آتا۔ اور یہ میرا دعویٰ اپنا نہیں بلکہ لغت عرب کی سب

سے زیادہ مستند کتاب تاج العروس کے حوالہ سے اور قرآن کریم کی شہادت سے اور پہلے انبیاء کی نظیر سے اور حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریرات سے وہی اصل ثابت ہے اس کے خلاف نہیں۔ پس تم کبھی فروعات کی بحث میں نہ پڑو بلکہ اس اصل کو مضبوط پکڑ کر معترضین کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر خدمت سلسلہ میں لگے رہو پھر کوئی دشمن تمہارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ تم ان سے یہ دریافت کرو کہ نبوت کی مفصل کیفیت میں جو حضرت مسیح موعود نے اپنی مختلف کتب میں بیان کی ہے کہاں اور کن شرائط نبوت سے انکار کیا ہے۔ اگر وہ تم کو کہیں کہ حضرت مسیح موعود تو لکھتے ہیں کہ آپ صرف لغوی نبی ہیں۔ تو ان سے کہو کہ ذرا لغت[۵۴] کھول کر دیکھو۔ نَبِیُّ اللّٰہِ کی تعریف اس میں کیا لکھی ہے؟ لغت کی تعریف تو یہی ہے کہ نبی وہ ہے جو کثرت کے ساتھ اور غیب کے اہم امور کی خبریں دے۔ اور اس کا نام اللہ تعالیٰ نے نبی رکھا ہو۔ اور قرآن کریم بھی یہی تعریف فرماتا ہے۔ پس لغت کے مطابق نبی ہونے کے یہ معنی نہیں کہ آپ نبی نہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ کیونکہ لغت میں انبیاء کے لئے جو شرائط آئی ہیں وہی شرائط قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ اور انہیں شرائط کی رو سے پہلے انبیاء نبی ہؤا کرتے تھے اور وہی تعریف حضرت مسیح موعود بیان فرماتے ہیں۔ پس اگر لغت کوئی اور تعریف کرتی۔ تو بیشک شک کا مقام تھا لیکن لغت تو وہی تعریف نبی کی کرتی ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے اور جس کی رو سے پہلے انبیاء نبی تھے۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح موعود قرآن کریم کے معنوں کے رو سے بھی نبی ہیں۔ اور لغت کے معنوں کے رو سے بھی نبی ہیں۔ اور کیا نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ لغت کے خلاف کسی اور معنوں کے رو سے نبی ہو۔ نہیں ایسا نہیں۔ فیصلوں کی اصل حَکَم تو لغت ہے۔ اور اس کے بعد اصطلاحات خاص۔ پس جبکہ لغت میں نبی کے معنی اور قرآن کی اصطلاح ایک ہی ہیں تو اب کسی کا کیا حق ہے کہ اپنی طرف سے نئی شرائط تجویز کرے۔ غرض کہ جو تین شرائط میں نے ابتداء میں نبی کے لئے بتائی ہیں وہی شرائط ایسی ہیں کہ جس میں ہوں وہ نبی ہو گا۔ اور جس میں وہ تینوں یا ان میں سے ایک نہ ہو وہ نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور جس میں وہ تین شرائط پائی جائیں اور کوئی شخص اس کے نبی ہونے سے انکار کرے۔ تو وہ شخص قرآن کریم کی ہتک کرنے والا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے ان شرائط سے زیادہ اور کوئی شرط مقرر نہیں فرمائی۔ اسی طرح وہ پہلے نبیوں کی نبوت سے انکار کرنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ اگر ان شرائط کو تسلیم نہ کیا جائے تو بہت سے نبیوں کی نبوت کے انکار کرنا پڑے گا۔ اور ایسے شخص کو لغت سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ لغت میں نبی اسی انسان کا نام بتایا ہے جس

میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں۔ اور اس سے زائد کوئی اور شرط نہیں بتائی۔ پس جس میں یہ شرائط پائی جاویں اس کے نبی ہونے کا انکار کرنے والا لغت بھی چھوڑتا ہے۔ اور جو لغت کو چھوڑتا ہے۔ اس سے بحث کرنا ہی فضول ہے۔ کیونکہ ممکن ہے وہ کل کو کہہ دے کہ کتاب فرشتوں کو اور فرشتہ رسول کو کہتے ہیں۔ اور لغت دکھائے جانے سے کہہ دے کہ میں لغت کا اعتبار نہیں کرتا۔

اب میں جناب مولوی صاحب کے کل نقل کردہ حوالہ جات کا جواب ایک ہی جواب میں دے چکا ہوں یعنی یہ کہ نبی قرآن کریم کی اصطلاح اور پہلے نبیوں کی نبوت اور لغت عرب کے مطابق اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں۔

۱۔ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے۔

۲۔ اسے جو خبریں غیب کی بتائی جائیں وہ امور مہمہ پر مشتمل ہوں اور منکروں کی تباہیوں اور ماننے والوں کی ترقیوں کی اطلاع ان میں دی جائے۔

۳۔ خدائے تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھا ہو۔

اور جو حوالے جناب مولوی صاحب نے دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک میں بھی میں یہ لکھا نہیں پاتا کہ ان تین باتوں میں سے فلاں بات مجھ میں نہیں ہے۔ اور نہ ان کے سوا حضرت مسیح موعودؑ کی کسی اور تحریر میں۔ بلکہ ان سب میں یہ بات لکھی ہے کہ یہ باتیں مجھ میں موجود ہیں۔ پس جب ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپ کو ان تین شرائط کا پورا کرنے والا بتاتے ہیں۔ تو پھر آپ کے نبی ہونے میں کیا شک ہے۔ اگر حضرت صاحب کی نبوت کے خلاف ثبوت دینا ہو تو ہم کو وہ حوالہ جات دکھائیں جن میں ان تین امور میں سے کسی امر کا انکار کیا گیا ہو۔ لیکن ہمارے سامنے تو ایسے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں جن میں حضرت مسیح موعودؑ ان تین شرائط کا اقرار کرتے ہیں۔ ہاں کسی جگہ یہ لکھتے ہیں کہ وحی شریعت بند ہو گئی۔ کسی جگہ لکھتے ہیں کہ کوئی شریعت جدید لانے والا نبی نہیں آسکتا۔ کسی جگہ لکھتے ہیں کہ بلاواسطہ نبوت پانے والا نبی آنا اب ناممکن ہے۔ اور ان باتوں کو تو ہم مانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کوئی جدید شریعت نہیں لائے اور یہ کہ آپ کی نبوت فیض محمدیؐ سے تھی۔ پس ان حوالوں کے پیش کرنے سے کیا فائدہ؟ وہ تو ہمارے خیالات کی تائید کرتے ہیں۔ ہمارے خلاف تو وہی حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اندر شرائط نبوت پورا ہونے سے انکار کیا ہو۔ جو باتیں ہر ایک نبی میں پائی جانی نہ قرآن کریم کے مطابق نہ لغت کے مطابق نہ حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریرات کے

مطابق ضروری ہوں۔ اگر ان میں سے بعض کا حضرت مسیح موعود انکار کر دیں اور کہیں کہ یہ میرے اندر نہیں ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نبی بھی نہیں ہیں۔ جو باتیں نبی ہونے کے لئے ضروری ہیں حضرت مسیح موعود ان کا دعویٰ شروع سے آخر تک برابر کرتے رہے ہیں اور اس کے خلاف کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت صاحب نے کہیں لکھا ہو کہ:

۱۔ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع نہیں دی جاتی۔

۲۔ جن امور کی مجھے اطلاع دی جاتی ہے وہ معمولی باتیں ہوتی ہیں نہ تبشیر و انذار کے متعلق۔

۳۔ خدا تعالیٰ نے مجھے نبی کے لفظ سے کبھی نہیں پکارا۔

مگر میں یقیناً کہتا ہوں کہ یہ بات کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ اور خواہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب ہوں یا پہلے کی۔ کسی میں بھی ان باتوں سے انکار نہیں بلکہ ان باتوں کے پائے جانے کا دعویٰ ہے۔ اور نبی اسی کو کہتے ہیں جس میں یہ باتیں پائی جائیں۔

میں آخر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دینا چاہتا ہوں کہ میری اس تحریر سے کہ بعض انبیاء میں جو خصوصیات ہوتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ دوسرے انبیاء میں بھی پائی جائیں کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ انعامات نبوت بھی نبیوں سے جدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً یہ انعام کہ ہر نبی اپنے زمانہ کے لوگوں کا مطاع ہو۔ یا یہ کہ اس کے منکر اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے دور کئے جائیں۔ یہ انعامات نبوت ہیں۔ خصوصیات انبیاء سے نہیں ہیں۔ اور ضروری ہے کہ ہر ایک شخص جب نبی بنے۔ تو ان انعامات کا مستحق ہو۔ اور شرعی نبی ہونا یا بلاواسطہ نبوت پانا انعامات نبوت میں سے نہیں۔ کیونکہ بعض نبی شریعت نہیں بھی لاتے۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ انعام نبوت نہیں ورنہ سب کو ملتا۔ اور بلاواسطہ نبوت پانا اس لئے انعامات نبوت میں سے نہیں ہے کہ انعام کسی شئے کا اس کے حاصل ہونے کے بعد ملتا ہے۔ اور بلاواسطہ نبوت کا پانا یا نہ پانا تو نبوت کے ملنے کے وقت کا کام ہے اس لئے انعام نبوت نہیں کہلا سکتا۔

نبوت کے متعلق اختلافات کا اصل سبب

اب میں یہ بات ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب تریاق القلوب لکھنے کے بعد اپنے نبی ہونے کے متعلق ایک تبدیلی فرمائی ہے۔ اور یہ کہ جون کے پرچہ ریویو میں جو مضمون ہے وہ تریاق القلوب کی تحریر کا ناسخ ہے اور اس کے بعد میں نے نبی کی تعریف از روئے قرآن کریم و

اصطلاح ربانی و عقیدہ انبیائے سابقین و مذہب حضرت مسیح موعودؑ و لغت عرب کے بیان کر کے بتایا ہے کہ یہ تعریف من کل الوجوہ حضرت مسیح موعود پر صادق آتی ہے۔ اور جس قدر شرائط نبی ہونے کے لئے ہیں۔ وہ سب آپ میں پائی جاتی ہیں۔ اور آپ شروع دعویٰ مسیحیت سے اس بات کا اقرار فرماتے رہے ہیں کہ وہ شرائط آپ کے اندر پائی جاتی ہیں۔ پس آپ نبی ہیں۔ اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی جگہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ میں کوئی شریعت نہیں لایا۔ یا یہ کہ میں نے جو کچھ پایا ہے آنحضرتؐ کے طفیل سے پایا ہے۔ اس کا یہ مطلب نکالنا کہ آپ نبی نہ تھے غلط ہے کیونکہ یہ باتیں شرائط نبوت سے نہیں ہیں۔ اور جو باتیں شرائط نبوت سے ہیں۔ ان کا انکار حضرت مسیح موعود نے کبھی نہیں کیا۔

اس کے بعد میں ایک اور ضروری امر پر بھی کچھ تحریر کرنا ضروری خیال کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود اس بات کے مقر تھے کہ آپ کے اندر سب شرائط نبوت پائی جاتی ہیں تو کیوں آپ اپنی بعض تحریرات میں نبی ہونے سے انکار کرتے رہے ہیں اور صاف لکھتے رہے ہیں کہ آپ نبی نہیں بلکہ محدث ہیں۔ اور یہ کہ آپ کی نبوت صرف محدثوں والی نبوت ہے نہ کہ کسی اور قسم کی۔ گو یہ ممکن تھا کہ میں صرف یہ کہہ کر اس مضمون کو ختم کر دیتا کہ حضرت مسیح موعود خود لکھ چکے ہیں کہ میرے انکار سے صرف شریعت جدیدہ اور نبوت بلاواسطہ مراد ہے۔ لیکن چونکہ میں چاہتا ہوں کہ حتی الامکان اس رسالہ میں ایسے کل امور کا جو مسیح موعود کی نبوت کے متعلق ہیں۔ اصولی طور پر فیصلہ کیا جائے۔ اس لئے میں صرف اس جواب پر کفایت کرنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ اس اصل سبب کو کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو اس اختلاف کا باعث ہؤا ہے۔ اور اس غلطی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں جس میں پڑ کر بعض لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ اس غلطی کو اچھی طرح سمجھ لیں گے۔ وہ معلوم کر لیں گے کہ موجودہ اختلاف کس طرح اور کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ایک لحاظ سے تو حضرت مسیح موعود کی ابتدائی تحریرات اور آخری تحریرات میں اختلاف ہے اور ایک طور سے بالکل کوئی اختلاف نہیں۔ اور اسی نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔

چونکہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے وہ حوالے جن سے آپ کی نبوت کے خلاف استدلال کیا جاتا ہے۔ اوپر نقل کر دیئے ہیں اور ان کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے ایک ۱۹۰۱ء سے پہلے کے۔ اور ایک ۱۹۰۱ء کے بعد کے۔ اس لئے ہر ایک شخص بآسانی اس بات کو معلوم کر سکتا ہے کہ جن

کتب میں آپ نے اپنے نبی ہونے سے صریح الفاظ میں انکار کیا ہے اور اپنی نبوت کو جزئی اور ناقص اور محدثوں کی نبوت قرار دیا ہے وہ سب کے سب بلا استثناء ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب ہیں (اور یہ میں ثابت کرچکا ہوں کہ تریاق القلوب بھی انہی کتب میں سے ہے) اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب میں سے ایک کتاب میں بھی اپنی نبوت کو جزئی قرار نہیں دیا اور نہ ناقص اور نہ نبوت محدثیت۔ اور نہ صاف الفاظ میں کہیں لکھا ہے کہ میں نبی نہیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ میں شریعت والا نبی اور براہ راست نبوت پانے والا نبی نہیں ہوں۔ ہاں ایسا نبی ضرور ہوں جس نے نبوت کا فیضان بواسطہ آنحضرت ﷺ پایا ہے۔ اس اختلاف سے اتنا تو ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے عقیدہ میں ایک تبدیلی ضرور کی ہے۔ یعنی پہلے اپنی نبوت کو محدثیت قرار دیتے تھے۔ لیکن بعد میں اس کا نام نبوت ہی رکھتے ہیں۔ اور نبوت کا انکار نہیں کرتے بلکہ شریعت جدیدہ لانے اور براہ راست نبوت پانے کا انکار کرتے ہیں۔ پھر جب ہم آپ کی کتاب حقیقۃ الوحی کو دیکھیں تو اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں آپ نے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی ضرور کی ہے کیونکہ آپ اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۳-۱۵۴)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ پہلے اپنے آپ کو اس بناء پر کہ مسیح نبی ہے اور آپ غیر نبی۔ مسیح سے افضل نہیں سمجھتے تھے لیکن خدا تعالیٰ کی وحی میں بار بار آپ کا نام نبی رکھا گیا تو آپ نے اس عقیدہ میں تبدیلی کرلی اور اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دیا یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اپنی نبوت کا اقرار کیا کیونکہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا اور چونکہ تریاق القلوب کے زمانہ تک آپ نے اپنے آپ کو مسیح سے کلی طور پر افضل ہونے کا انکار کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان

برزخ کے طور پر حد فاصل ہے پس ایک طرف آپ کی کتابوں سے اس امر کے ثابت ہونے سے کہ ۱۹۰۱ء سے آپ نے نبی کا لفظ بار بار استعمال کیا ہے اور دوسری طرف حقیقۃ الوحی سے یہ ثابت ہونے سے کہ آپ نے تریاق القلوب کے بعد نبوت کے متعلق عقیدہ میں تبدیلی کی ہے یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔

اب ایک اعتراض رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ جب یہ ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ شروع دعویٰ سے اپنے اندر نبیوں کی سب شرائط کے پائے جانے کے مدعی تھے تو پھر آپ کیوں اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے تھے اور اگر پہلے آپ انکار کرتے تھے تو بعد میں اسی دعوے کی بناء پر پھر دعوائے نبوت کیوں کیا؟ اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ آپ نے اپنے دعوے میں بھی کوئی تبدیلی کرلی تھی تب تو یہ مانا جاسکتا تھا کہ پہلے آپ کا دعویٰ وہ تھا جو غیر نبیوں کا ہوتا ہے اور بعد میں آپ نے وہ دعویٰ کیا جو نبیوں کا ہوتا ہے اسلئے نبی ہونے کا بھی اعلان کر دیا لیکن جبکہ کام اور درجہ ایک رہا تو پھر نام کے تبدیل کرنے کی کیا وجہ تھی۔ اگر اس دعویٰ کے ہوتے ہوئے آپ ۱۹۰۱ء سے پہلے نبی تھے تو بعد میں بھی تھے اور اگر ۱۹۰۱ء سے پہلے اس دعوے کی موجودگی میں آپ نبی نہ تھے تو ۱۹۰۱ء کے بعد کونسی بات پیدا ہوگئی تھی کہ آپ اس کی وجہ سے نبی ہوگئے۔ اور پھر یہ بھی اعتراض پڑتا ہے کہ جب شروع دعویٰ سے آپ میں نبی ہونے کی کل شرائط پائی جاتی تھیں تو کیوں آپ نبی ہونے سے انکار کرتے رہے۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف ایک نہایت چھوٹی سی بات سے پیدا ہوا ہے اور بہت سی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں کہ ان کے نتائج بہت بڑے نکلتے ہیں۔ اس تمام اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود دو مختلف اوقات میں نبی کی دو مختلف تعریفیں کرتے رہے ہیں۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور بعد میں آپ نے جب اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی پر غور فرمایا اور قرآن کریم کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی چونکہ جو تعریف نبی کی آپ پہلے خیال فرماتے تھے اس کے مطابق آپ نبی نہ بنتے تھے اس لئے باوجود اس کے کہ سب شرائط نبوت آپ میں پائی جاتی تھیں آپ اپنے آپ کو نبی کہنے سے پرہیز کرتے تھے اور اپنے الہامات میں جب نبی کا نام دیکھتے اس کی تاویل کر لیتے اور حقیقت سے ان کو پھیر دیتے کیونکہ آپ جب اپنے نفس پر غور فرماتے تو اپنے اندر وہ باتیں نہ دیکھتے تھے جن کا انبیاء میں پایا جانا آپ ضروری خیال فرماتے تھے

لیکن بعد میں جب آپ کو الہامات میں بار بار نبی اور رسول کہا گیا اور آپ نے اپنی پچھلی تیئس سالہ وحی کو دیکھا تو اس میں برابر ان ناموں سے آپ کو یاد کیا گیا تھا پس آپ کو اپنا عقیدہ بدلنا پڑا۔ اور قرآن کریم سے آپ نے معلوم کیا کہ نبی کی تعریف وہ نہیں جو آپ سمجھتے تھے بلکہ اس کے علاوہ اور تعریف ہے اور چونکہ وہ تعریف جو قرآن کریم نبی کی کرتا ہے اس کے مطابق آپ نبی ثابت ہوتے تھے اس لئے آپ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔

نبی کی وہ تعریف جس کے رو سے آپ اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے ہیں یہ ہے کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو کوئی نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلا واسطہ نبوت پائی ہو اور کسی دوسرے نبی کا تبع نہ ہو اور یہ تعریف عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی۔ چونکہ انبیاء کی یہ سنت ہے کہ وہ اس وقت تک کسی کام کو نہ شروع کرتے ہیں نہ چھوڑتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ آئے اس لئے اسی احتیاط انبیاء سے کام لے کر حضرت مسیح موعود بھی اسی عقیدہ پر قائم رہے کہ نبی میں مذکورہ بالا تین باتیں پائی جانی ضروری ہیں اور چونکہ آپ میں ان باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جاتی تھی اس لئے آپ اپنے الہامات کی یہ تاویل فرماتے کہ نبی سے مراد محدث ہے اور آپ کا درجہ محدثیت کا ہے نہ کہ نبوت کا۔ اور نبی آپ کا نام صرف بعض جزئی مشابہتوں کی وجہ سے رکھ دیا گیا ہے یا صرف لغت کے معنوں کے لحاظ سے کیونکہ نبوت کے معنی خبر دینے کے ہیں۔ پس جو شخص خبر دے وہ جزئی طور پر نبی کہلا سکتا ہے اور رسول کا نام پا سکتا ہے۔ لیکن بعد میں آپ نے معلوم کیا کہ نبی کے لئے شرط نہیں کہ وہ ضرور شریعت جدیدہ لائے یا بعض پچھلے حکم منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبوت پائے بلکہ اس کے لئے اور شرائط ہیں جو آپ میں دعوائے مسیحیت کے وقت سے پائی جاتی ہیں اس لئے آپ نے اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کر دیا اور اس کے بعد کبھی اپنے نبی ہونے سے انکار نہیں کیا۔ اگر کیا تو صرف اس بات سے کہ میں کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں اور نہ ایسا نبی ہوں کہ میں نے بلا واسطہ نبوت پائی ہے۔ پس سارا اختلاف نبوت کی تعریف کے اختلاف سے پیدا ہؤا ہے جب تک آپ نبی کی یہ تعریف کرتے رہے کہ اس کے لئے شریعت جدیدہ لانا یا بلا واسطہ نبی ہونا شرط ہے تب تک تو آپ اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اور گو ان باتوں کا اقرار کرتے رہے جو نبی ہونے کی اصلی شرائط تھیں اور جب آپ نے معلوم کیا کہ نبی کی شرائط کوئی اور ہیں وہ نہیں جو پہلے سمجھتے تھے اور وہ آپ کے اندر پائی جاتی ہیں تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اقرار کیا چنانچہ حقیقۃ الوحی کی مذکورہ بالا تحریر سے بھی یہ امر ثابت ہے کیونکہ اس

میں آپ لکھتے ہیں کہ میں پہلے تو مسیح سے اپنے آپ کو ادنیٰ خیال کرتا رہا کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ نبی ہے اور میں غیر نبی۔ لیکن بعد میں جب بار بار مجھ پر وحی نازل ہوئی اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا تو مجھے اپنا عقیدہ بدلنا پڑا۔ اب یہ بات تو ظاہر ہے کہ نبی کے نام سے تو حضرت مسیح موعود کو براہین کے زمانہ سے یاد کیا جاتا تھا۔ پس صریح طور سے نبی کا خطاب دیا گیا کہ یہ معنی تو ہو نہیں سکتے کہ آپ کو پہلے نبی کا خطاب نہ دیا گیا تھا۔ بعد میں دیا گیا اس لئے فضیلت کا عقیدہ بدل دیا بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے بھی نبی کے نام سے آپ کو پکارا تو جاتا تھا لیکن آپ اس کی تاویل کرتے رہتے تھے لیکن جب بار بار الہامات میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول کے نام سے پکارا تو آپ کو معلوم ہؤا کہ آپ واقعہ میں نبی ہی ہیں غیر نبی نہیں۔ جیسا کہ پہلے سمجھتے تھے اور نبی کا لفظ جو آپ کے الہامات میں آتا ہے صریح ہے قابل تاویل نہیں۔ پس اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو نبی کا خطاب نیا دیا گیا بلکہ یہ مطلب ہے کہ بار بار کی وحی نے آپ کی توجہ کو اس طرف پھیر دیا کہ تیئس سال سے جو مجھ کو نبی کہا جا رہا ہے تو یہ محدث کا دوسرا نام نہیں بلکہ اس سے نبی ہی مراد ہے اور یہ زمانہ تریاق القلوب کے بعد کا زمانہ تھا اور اس عقیدہ کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے معلوم ہوتا ہے جو پہلا تحریری ثبوت ہے ورنہ مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات جمعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۰ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہو گیا تھا گو پورے زور اور پوری صفائی سے نہ تھا چنانچہ اسی سال میں مولوی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود کو مرسل الٰہی ثابت کیا اور لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ والی آیت کو آپ پر چسپاں کیا اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس خطبہ کو پسند بھی فرمایا ہے اور یہ خطبہ اسی سال کے الحکم میں چھپ چکا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پورا فیصلہ اس عقیدہ کا ۱۹۰۱ء میں ہی ہؤا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود چونکہ ابتداءً نبی کی تعریف یہ خیال فرماتے تھے کہ نبی وہ ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبی ہو اس لئے باوجود اس کے کہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں آپ میں پائی جاتی تھیں آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور

نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا اور کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں لیکن جب آپ کو معلوم ہؤا کہ جو کیفیت اپنے دعوے کی آپ شروع دعویٰ سے بیان کرتے چلے آئے ہیں وہ کیفیت نبوت ہے نہ کہ کیفیت محدثیت۔ تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور جس شخص نے آپ کے نبی ہونے سے انکار کیا تھا اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا۔ تمہارا یہ فرض تھا کہ بتاتے کہ ایسا دعویٰ نہیں کیا جس سے اسلام کو منسوخ کر دیا ہو یا آنحضرت ﷺ سے الگ ہو کر نبوت پائی ہو ورنہ نبوت کا دعویٰ ضرور کیا ہے جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے یہ میرا خیال ہی خیال نہیں بلکہ واقعہ ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے ثابت ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ ۱۸۹۹ء کے ایک خط میں جو الحکم ۱۸۹۹ء میں چھپ چکا ہے نبی کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں:

"مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ ﷺ کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے"۔ (الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ - ۱۸۹۹ء)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ اسلام کی اصطلاح کی رو سے نبی وہی ہو سکتا ہے جس میں مذکورہ بالا تین باتوں میں سے کوئی پائی جائے۔ یعنی (۱) وہ جدید شریعت لائے۔ (۲) بعض احکام شریعت سابقہ منسوخ کرے۔ (۳) یا بلا واسطہ نبوت پائے اور چونکہ یہ باتیں آپ میں پائی نہ جاتی تھیں اس لئے آپ بالکل درست طور پر اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے تھے ہاں چونکہ لغت میں نبی کے لئے ان شرطوں میں سے کوئی شرط مقرر نہیں اس لئے آپ یہ فرما دیتے تھے کہ میرا نام صرف لغوی طور پر نبی رکھا گیا ہے اور اس کی یہ وجہ تھی کہ لغت میں جو شرائط نبی کی پائی جاتی تھیں وہ آپ اپنے اندر موجود پاتے تھے یعنی (۱) کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ (۲) انذار و تبشیر سے پر امور غیبیہ کا

اظہار (۳) اور خدا تعالیٰ کا نبی نام رکھنا لیکن اسلامی اصطلاح کو اس تعریف کے خلاف سمجھ کر (کیونکہ عام مسلمانوں کا یہی عقیدہ تھا اور انبیاء انکشاف تام تک عام عقیدہ پر قائم رہتے ہیں) آپ باوجود سب شرائط نبوت کے موجود ہونے کے اور ان کے پائے جانے کا اقرار کرنے کے اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تھے۔ مگر بار بار کے الہامات نے آخر آپ کی توجہ کو نبی کے حقیقی مفہوم کی طرف پھیرا اور آپ کے دل پر پورے طور پر امر واقع کا انکشاف ہؤا اور قرآن کریم کو بھی آپ نے عام لوگوں کے عقیدہ کے خلاف پایا۔ تو اس پہلے عقیدہ کو ترک کر دیا چنانچہ اس کا ثبوت وہ تحریرات ہیں جو آپ نے نبی کی تعریف میں ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد لکھی ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

۱۔ خدا کی اصطلاح میں نبی کسے کہتے ہیں۔

"خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۵ — روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۱)

۲۔ انبیاء کے نزدیک نبی کی تعریف

"جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"۔

(الوصیت صفحہ ۱۳ —— روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱)

۳۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی کسے کہتے ہیں۔

"ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات و مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں"۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۴ ـــــــ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۵)

۴- قرآن کریم میں نبی کی تعریف

"جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا"۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴ ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۸)

۵- زبانِ عربی میں نبی کی تعریف

"عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا- اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے"۔ (مکتوب مندرجہ اخبار عام ۱۹۰۸ء)

ان تعریفوں سے جو سب کی سب ۱۹۰۱ء یا اس کے بعد کی ہیں صاف ثابت ہے کہ آپ نے نبی کی تعریف کو بعد میں بدل دیا تھا اور جیسا کہ ۱۸۹۹ء کے خط سے جس کا حوالہ میں اوپر نقل کر آیا ہوں ثابت ہے آپ پہلے تو اسلام کی اصطلاح میں نبی کے یہ معنی خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہے جو (۱) یا تو نئی شریعت لائے- (۲) یا پہلی شریعت کے بعض حکم منسوخ کرے (۳) یا بلاواسطہ نبی ہو صفحہ ۱۲۷- اور چونکہ یہ باتیں آپ میں نہیں پائی جاتی تھیں ضرور تھا کہ آپ اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے لیکن ۱۹۰۱ء میں جب آپ کو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک، انبیاء کے نزدیک، اسلام کی اصطلاح کے مطابق، قرآن کریم کے فیصلہ کے مطابق نبی کی تعریف وہی ہے جس کو آپ پہلے صرف لغت کی تعریف خیال کرتے رہے تھے اور اسلامی اصطلاح کے خلاف سمجھتے تھے یعنی کثرت سے امور غیبیہ کی خبر پانا جو خارق عادت نشان ظاہر کرنے والے ہوں یعنی نبی کے اتباع کی عزت اور اس کے مخالفین کی تباہی کی خبر دینے والے ہوں- تو ایسے شخص کا جب خدا تعالیٰ نبی نام رکھے تو وہ نبی ہی ہوتا ہے نہ کہ محدث- تو آپ نے معلوم کیا کہ آپ واقعہ میں نبی ہیں- اور ابتدائے دعویٰ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی کے مقام پر کھڑا کیا ہے اور یہ خیال آپ کا صرف قیاس کی بناء پر ہی نہیں بدلا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت حضور نے ایسا کیا جیسا کہ فرماتے ہیں-

"آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم

الٰہی نبوت رکھتا ہوں"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خود بتلایا کہ نبوت شریعت لانے یا بلا واسطہ نبی ہونے کا نام نہیں بلکہ امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانے کا نام ہے اور ایسے ہی شخص کا نام اللہ تعالیٰ جب نبی رکھتا ہے تو وہ نبی ہوتا ہے نہ محدث۔ تو آپ نے اپنے پہلے خیال کو ترک کر دیا۔ اور ۱۹۰۱ء کے بعد پھر کبھی نہیں لکھا کہ میں نبی نہیں ہوں۔ ہاں جب اپنے آپ کو نبی کہا تو یہ بھی لکھتے رہے کہ میں فلاں قسم کا نبی نہیں بلکہ فلاں قسم کا نبی ہوں۔

میں اس جگہ ایک اور حوالہ بھی دے دیتا ہوں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برخلاف اس عقیدہ کے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۹ء میں نبی کے متعلق ظاہر فرمایا۔ ۱۹۰۱ء کے بعد آپ کا یہی مذہب تھا کہ نبی کے لئے شریعت جدیدہ کا لانا کوئی شرط نہیں اور نہ یہ کہ کسی اور نبی کا متبع نہ ہو چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ــــــ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۶)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے بالکل بین ہو جاتا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد اور تعریف کرتے رہے اور یہ تغیر اپنی رائے اور قیاس سے نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اور قرآن کریم کی تصریحات کے مطابق تھا پس جب تک کہ آپ نبی کی یہ تعریف کرتے رہے کہ اس کے لئے شریعت جدیدہ لانا یا بلاواسطہ نبوت پانا ضروری ہے آپ اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اور جب یہ معلوم ہوُا کہ یہ باتیں شرائط نبوت سے نہیں ہیں اور جو شرائط نبوت ہیں وہ سب آپ میں پائی جاتی ہیں تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اقرار کیا۔

اور یہ تعریفوں کا اختلاف ہی تھا جس کی وجہ سے ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اپنی نبوت کو جزئی اور ناقص قرار دیتے رہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک طرف تو آپ کو جو درجہ دیا گیا تھا اسے آپ نبوت نہ سمجھتے تھے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ آپ کو نبی قرار دیتا تھا اس لئے

آپ دونوں باتوں کو مطابق کرنے کے لئے یہ تاویل کرتے کہ میں ہوں تو محدث- لیکن کثرت مکالمہ کی وجہ سے مجھے باوجود اس کے کہ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا نبی کہہ دیا جاتا ہے لیکن جب آپ کو معلوم ہؤا کہ آپ جس درجہ پر کھڑے ہوئے ہیں وہ جزو نبوت نہیں بلکہ عین نبوت ہے. اس وقت کے بعد آپ صرف یہ بتاتے تھے کہ میری نبوت فلاں قسم کی ہے اور یہ کبھی نہ کہتے تھے کہ میں نبی نہیں ہوں صرف ایک جزو نبوت کے پائے جانے سے میرا نام نبی رکھ دیا گیا ہے-

اسی طرح یہ تعریفوں کا اختلاف ہی تھا کہ ایک وقت تو آپ اپنے آپ کو مسیح پر جزئی فضیلت رکھنے والا بتاتے رہے کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ وہ نبی ہے اور میں نبی نہیں اور غیر نبی نبی پر کلی فضیلت نہیں پا سکتا لیکن جب آپ کو معلوم ہؤا کہ آپ نبی ہی ہیں اور نبی کی تعریف آپ پر صادق آتی ہے تو اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دے دیا-

اسی طرح یہ بھی تعریفوں کا اختلاف ہی تھا جس کے سبب سے ایک وقت تو اپنے آپ کو نبی کہنے سے جماعت کو روکتے رہے اور دوسرے وقت میں خود اپنے آپ کو نبی اور رسول کر کے لکھنے لگے یہاں تک کہ جب ایک شخص نے آپ کے دعوائے رسالت و نبوت سے انکار کیا تو اس کو ڈانٹ دیا-

پھر اسی طرح یہ بھی تعریفوں کے اختلاف کے ہی سبب سے ہؤا کہ ایک وقت تو آپ نے اشتہار دیا کہ نبی سے میری مراد صرف محدث ہے اور لوگوں کو چاہئے کہ نبی کا لفظ کاٹ کر اس کی جگہ محدث رکھ لیں لیکن اس کے بعد اس کے خلاف یہ اعلان فرمایا کہ:

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے"- (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵ - روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹)

۱۹۰۱ء سے پہلے تو کہتے ہیں کہ نبی سے مراد صرف محدث ہے اور ۱۹۰۱ء کو اعلان کرتے ہیں کہ وہ تو نبی ہی کہلا سکتا ہے محدث تو وہ ہو نہیں سکتا کیونکہ محدث کے معنی اظہار غیب کرنے کے نہیں ہیں اور یہ اختلاف اسی وجہ سے ہؤا کہ آپ پہلے تو نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور چونکہ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اس لئے آپ کا خیال تھا کہ نبی سے نیچے اتر

کر جو درجہ ہے وہ محدث کا ہے میں وہی ہوں گا اور اس درجہ کا نام محدث ہی ہو گا لیکن آپ کو جب معلوم ہؤا کہ وہ درجہ نبوت کا درجہ ہے اور جس تعریف کو آپ محدثیت کی تعریف خیال کرتے تھے وہ درحقیقت نبوت کی تعریف تھی تو آپ نے اپنے محدث ۵۵ ہونے سے انکار کر دیا۔ اور نبی ہونے کا اعلان کیا۔

پھر اسی طرح یہ نبی کی تعریفوں کے اختلاف کے ہی سبب سے تھا کہ ایک وقت جب آپ اپنے آپ کو نبی خیال نہ کرتے تھے تو اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو اس کے یہ معنی کر لیتے کہ ہر محدث ایک رنگ میں جزئی نبی ہوتا ہو گا اسی لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے۔ اور اسے صوفیوں کی معمولی اصطلاح قرار دیتے تھے اور اس وجہ سے اپنے اس درجہ میں سب پہلے بزرگوں کو شامل خیال کرتے تھے لیکن جب آپ کو معلوم ہؤا کہ جو درجہ آپ کو ملا ہے وہ نبوت کا درجہ ہے اور جو کیفیت اپنے درجہ کی آپ بیان کرتے رہے ہیں وہ نبوت کی کیفیت تھی نہ کہ محدثیت کی۔ تو آپ کو مجبوراً اپنے سے پہلے سب محدثوں کو اپنے درجہ سے علیحدہ کہنا پڑا۔ اور صاف کہہ دیا کہ وہ میری نبوت میں شریک نہیں۔ حالانکہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اپنی نبوت پہلے محدثوں کی سی نبوت قرار دیتے تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد نبی کی حقیقی تعریف کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکشاف ہونے کے بعد آپ نے صاف لکھ دیا کہ:

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ۵۶۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶)

اسی طرح لکھا ہے:

"اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ۵۷ ہی ہو گا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے" (حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۷)

غرض کہ جب تک آپ اپنے درجہ کو محدثوں کا درجہ سمجھتے تھے جن الفاظ سے آپ کو یاد کیا جاتا ان میں پہلے بزرگوں کو بھی شامل کر لیتے لیکن جب نبی کی حقیقی تعریف کا علم ہوا تو آپ نے جان لیا کہ وہ لوگ میرے مقام تک نہیں پہنچے اور میں محدث نہیں بلکہ نبی ہوں۔ اس لئے آپ کو لکھنا پڑا کہ پہلے بزرگ رتبہ نبوت میں میرے شریک نہ تھے۔

غرض کہ اپنے دعوے کی تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے تو آپ ہمیشہ ایک ہی بیان شائع کرتے رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے جو انذار و تبشیر کا رنگ رکھتے ہیں اور خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے کبھی بھی اپنی نبوت سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنے دعوے کی تفصیلی کیفیت جو بیان کرتے رہے ہیں اس کے صاف معنی یہ تھے کہ آپ نبی ہیں۔

لیکن اس لحاظ سے کہ آپ نبوت کی تعریف ۱۹۰۱ء سے پہلے اور خیال کرتے تھے اور باوجود اپنے اندر شرائط نبوت کے پائے جانے کے لفظ نبی کی تاویل کرتے تھے آپ کے عقیدہ میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی ہے اور اگر ایک وقت آپ اپنے آپ کو نبی کہنے سے منع کرتے رہے ہیں تو دوسرے وقت آپ کے نبی ہونے سے انکار کرنے والے کو آپ نے ڈانٹ دیا ہے۔ پس جہاں جہاں آپ نے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا ہے یا نبی بمعنی محدث لیا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ آپ شریعت جدیدہ کے لانے یا براہ راست نبوت کے پانے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ اس وقت آپ کے نزدیک نبی کے یہی معنی تھے اور یہی وجہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰)

غرض ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اگر اپنے نبی ہونے کے منکر تھے تو صرف اس لئے کہ اس وقت تک انبیاء کی احتیاط سے کام لے کر آپ عام عقیدہ کے مطابق نبی کے لئے صاحب شریعت ہونا یا براہ راست نبوت پانے والا ہونا شرط خیال کرتے تھے (جیسا کہ اوپر حوالہ نقل ہو چکا ہے) اور اس وجہ سے آپ کے انکار کے صرف یہی معنی کئے جا سکتے ہیں جو آپ نے خود کر دیئے ہیں کہ آپ نے جب انکار کیا درحقیقت شریعت جدیدہ لانے یا براہ راست

نبوت پانے سے کیا ہے کیونکہ آپ کے خیال میں اس وقت نبی کے یہی معنی تھے پس یہ نہ دیکھا جائے گا کہ آپ نے لفظ نبی سے انکار کیا ہے بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ نبی کے لفظ کے کیا معنی سمجھ کر اس سے انکار کیا ہے اور جن معنوں کے رو سے آپ نے انکار کیا ہے انہی معنوں تک آپ کا انکار محدود رکھنا ہوگا اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس وقت تک آپ نبی کے معنی یہی خیال کرتے تھے کہ جو شریعت جدیدہ لائے یا براہ راست نبوت پائے مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہؤا کہ یہ معنی درست نہیں اور یہ باتیں نبوت کے لئے شرائط نہیں۔ نبی کے لئے اور شرائط ہیں اور وہ آپ میں پائی جاتی ہیں۔

غرض کہ اے عزیزو! یہ وہ سبب ہے جس کی وجہ سے حضرت صاحب کی مختلف تحریروں میں اختلاف معلوم ہوتا ہے اور جسے دیکھ کر ہماری جماعت کے ہی بعض لوگوں کو ٹھوکر لگ گئی ہے لیکن درحقیقت یہ نزاع لفظی ہے۔ اور انہوں نے نہیں دیکھا کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اس وقت آپ کے ذہن میں نبی کے کیا معنی تھے۔ اور پھر اس پر غور نہیں کیا کہ آپ کی بعد کی تحریرات سے ثابت ہے کہ اسلامی اصطلاح اور قرآن کریم کی اصطلاح کے رو سے نبوت کی تعریف اور ہے اور یہ کہ اس تعریف کے رو سے آپ نبی تھے میں مانتا ہوں کہ پہلی تعریف کو بھی آپ نے اسلامی اصطلاح کہا ہے لیکن اس کے ساتھ قرآن کریم سے کوئی دلیل نہیں دی مگر بعد میں جو تعریف کی اس کے لئے قرآن کریم سے استدلال کیا اور فرمایا کہ خدا کے حکم کے مطابق میں اس کا نام نبوت رکھتا ہوں۔ پس اس تعریف نے پہلی تعریف کو بدلا دیا اور ۱۹۰۱ء سے پہلے جس قدر تحریرات سے نبی ہونے کا انکار پایا جاتا تھا ان کے معنی بھی بدل دیئے اور اس کے صرف یہ معنی رہ گئے کہ آپ نے شریعت جدیدہ لانے یا براہ راست نبوت پانے سے انکار کیا ہے پس اب بھی چاہئے کہ دانا انسان اس امر پر غور کریں اور اس نکتہ کو سمجھیں اور اپنی آخرت کی سنوار کی فکر کریں اور اللہ تعالیٰ کے مأمور اور مرسل کی ہتک سے باز آئیں کہ اس کا نتیجہ نہایت برا ہوتا ہے جس طرح افراط بری ہے تفریط بھی بری ہے جسے خدا نے نبی قرار دیا اس کے نبی ہونے سے انکار نہ کریں کہ یہ خدا کا مقابلہ ہے بیشک بعض تحریرات میں انہیں اختلاف نظر آتا ہے۔ لیکن وہ غور کر کے دیکھ لیں کہ وہ اختلاف صرف نبی کی تعریف کے نہ سمجھنے سے پیدا ہؤا ہے اور جبکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے نبی

کی ایک تعریف کردی ہے تو نہایت نادان ہے وہ جواب بھی ٹھوکر کھاتا ہے جب سورج چڑھ گیا تو پھر ٹھوکریں کھانا آنکھوں والوں کا کام نہیں۔ پس اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ سورج نصف النہار میں آگیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کا اظہار کر رہا ہے اور اپنی طاقت کا جلوہ دکھاتا ہے اس کے جلال کا اقبال کرو اور اس کی قرنا کا جواب دو جو اس کا نبی مسیح موعودؑ ہے جس نے اپنے سب کمالات آنحضرت ﷺ کے طفیل سے اور آپؐ کے واسطہ سے پائے۔ پس کیا ہی مبارک ہے وہ جس نے اس قدر فیضان کا دریا بہا دیا۔ اور کیا ہی مبارک ہے وہ جس نے اس فیضان کو اپنے اندر لے لیا۔ اور اس قدر وسیع ہوا کہ ظلّی طور پر کل کمالات محمدیہؐ کو پالیا۔

آہ! کیا ہی قابل افسوس اور جائے تعجب و حیرت ہے یہ امر کہ وہ غلطی جو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کی معرفت دور کروائی تھی اور وہ حقیقت جو اس کے ذریعے دنیا پر روشن کی تھی اسی غلطی کا مرتکب احمدی جماعت کا ایک حصہ ہو رہا ہے اور اسی حقیقت کا منکر اس کے پیروؤں کا ایک گروہ ہو رہا ہے۔ نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبوت پائے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس غلطی کو دور کروایا اور بتایا کہ یہ تعریف قرآن کریم میں تو نہیں۔ قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے کہ **فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ** پھر تم کیوں نبی کے لئے ایسی شرائط مقرر کرتے ہو جو اس کے لئے خدائے تعالیٰ نے مقرر نہیں کیں اس نے قرآن کریم سے ثابت کیا کہ نبوت کی وہی تعریف ہے جو وہ کرتا ہے اس نے اعلان کیا کہ خدا کے حکم کے ماتحت میں یہ تعریف کرتا ہوں اس نے اس تعریف کے قبول نہ کرنے والوں کو ڈانٹا اور زجر کیا اور کہا کہ تم اپنی نادانی اور جہالت سے نبی کی غلط تعریف کر رہے ہو نبی کے لئے شریعت لانا ضروری نہیں نبوت تو ایک موہبت ہے جس میں شریعت لانے نہ لانے کا کوئی دخل نہیں اور لکھا کہ:

"نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۸۹)

لیکن افسوس کہ باوجود اس کے مسیح موعودؑ نے اس باطل اور بلا دلیل عقیدہ کی تردید کردی جس میں اس وقت کے مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ مبتلاء تھا لیکن خود مسیح موعود کی جماعت میں سے

ایک گروہ اٹھتا ہے اور اس نادانی کا مرتکب ہوتا ہے جس کا الزام حضرت مسیح موعود اپنے دشمنوں کو دیتے رہے کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کیا یہ حسرت کی بات نہیں کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ طبیب خود بیمار ہو گیا۔ اور تیراک خود ڈوب گیا اور رہبر رقہ خود بھول گیا وہ جماعت جس کا فرض تھا کہ لوگوں کو جہالت سے نکالے اور وہ جماعت جس کا فرض تھا کہ مسیح موعودؑ کے لائے ہوئے نور سے دنیا کی ظلمت کو دور کرے اس کا ایک گروہ خود اسی جہالت میں جا گرتا ہے جس سے نکالنے کا کام مسیح موعودؑ نے اس کے سپرد کیا تھا اور آپ اس ظلمت میں اپنا گھر بنا لیتا ہے جس کے دور کرنے کے لئے مسیح موعودؑ نے اسے مقرر کیا تھا۔ آہ! جہالت اور نادانی کے لئے کیسی خوشی کا دن ہے اور علم و حقیقت کے لئے کیسے افسوس کی گھڑی ہے کہ پولیس مین چوروں میں جا ملا اور فوج کا سپاہی باغیوں کے ساتھ شامل ہو گیا کسی نے کیا سچ کہا ہے کہ:

مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

وہ مسیح کی جماعت جو شیطان کے آخری حملہ کو توڑنے پر مقرر کی گئی تھی اس میں سے ایک جماعت جادہ اعتدال کو چھوڑ کر غلط عقائد کو دوبارہ اختیار کرتی ہے لیکن نہیں ایسا نہیں ہو سکتا جماعت کا اکثر حصہ حق کو سمجھ چکا ہے اور جو لوگ کہ اس وقت تک اپنے مرکز سے علیحدہ ہیں وہ بھی کسی ضد اور ہٹ کی وجہ سے نہیں بلکہ غلط فہمی کی وجہ سے اور ناواقفیت کے سبب سے۔ ان میں سے بہتوں کے دل مسیح موعودؑ کی محبت سے پُر ہیں اور قریب ہے کہ خدا کی رحمت ان کی آنکھیں کھول دے اور وہ دیکھ لیں کہ جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہ اس راستہ کے خلاف ہے جس پر مسیح موعودؑ نے ان کو چلایا تھا اور جس جگہ کو وہ امن و امان کی جگہ خیال کر رہے ہیں وہ وہی تاریک گڑھا ہے جس سے لوگوں کو نکالنے کے لئے مسیح موعودؑ کوشش کرتا رہا۔ کیا دنیا کے یکتا موتی اور فرد جوہر اور لاثانی ہادی محمد ﷺ کی دعائیں ضائع جائیں گی؟ کیا اس زمانہ کے امام اور اپنے استاد کے تمام کمالات کے اخذ کرنے والے مسیح موعودؑ کی آہ و زاریاں رائیگاں جائیں گی؟ نہیں یہ نہیں ہو سکتا ضرور ہے کہ جلد یا بدیر بھولے ہوئے واپس آئیں اور گم شدہ گھر کو پالیں۔ خدائے تعالیٰ بڑا رحمٰن ہے بڑا رحیم ہے بڑا کریم ہے پھر میں کس طرح مان لوں کہ وہ اس جماعت کو جو اس نے مسیح موعودؑ کے ہاتھوں سے قائم کروائی ہے پراگندہ ہونے دے اور اس کشتی کو جسے اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے بنوایا ہے سمندر کی لہروں اور سنگین چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹنے دے۔ یہ جدائی عارضی ہے اور یہ علیحدگی وقتی ہے ورنہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ لوگ جنہوں نے مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر

بیعت کی اور اس کے پر جلال کلام کو سنتے رہے وہ اس بات کو معلوم کرنے کے بعد بھی کہ جو طریق انہوں نے اختیار کیا ہے وہ نہ صرف یہ کہ مسیح موعودؑ کی ہتک کرنے والا ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کی قوت فیضان کو بھی کمزور ثابت کرنے والا ہے اس طریق کو نہ چھوڑیں گے اور ضد پر قائم رہیں گے نہیں یہ نہیں ہو سکتا وہ کون ساشاگرد ہے جو اس بات کو معلوم کر کے بھی کہ اس کا تیر اس کے استاد کی چھاتی پر پڑتا ہے اور وہ کون سا بیٹا ہے جو یہ معلوم کر کے بھی کہ اس کی بندوق کا نشانہ اس کی ماں اور باپ دونوں ہیں اپنی کمان کو نیچے نہ کرلے گا۔ اور اپنی بندوق کا رخ دوسری طرف نہ کر دے گا یہ ممکن ہے کہ بعض لوگ کسی خطرناک گہرے ابتلاء میں پڑ گئے ہوں لیکن وہ سینکڑوں آدمی جو اس وقت تک بعض ایسے خیالات پر قائم ہیں جن سے مسیح موعودؑ اور آنحضرت ﷺ کی ہتک ہوتی ہے ان سب کی نسبت میں ہرگز گمان نہیں کر سکتا کہ وہ صرف شرارت سے ایسا کرتے ہیں بلکہ ضرور ہے کہ اس مخالفت کا اصل باعث بہتوں کے لئے غلط فہمی اور ناواقفیت ہو۔ ہاں مبارک ہیں وہ جو صبح کو بھول کر شام کو پھر اپنے گھر واپس آگئے اور اپنے باپ کو چھوڑ کر پھر اس سے معافی خواہ ہوئے وہ ضرور ایک دن اپنی حالت پر غور کریں گے اور اپنی حالت پر زار زار روئیں گے جب ان کو معلوم ہو گا کہ ایک معمولی غلطی کی بناء پر وہ مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف کرتے رہے۔ نہیں وہ اس کے احکام اور اس کے کام کو پاؤں کے نیچے روندتے رہے وہ اس پر تیر چلاتے رہے جس نے ان کی طرف کبھی انگلی بھی نہ اٹھائی تھی وہ اس کی پگڑی اتارتے رہے جس نے ان کے سروں پر پگڑیاں رکھی تھیں وہ اس سے دشمنی کرتے رہے جو ان کی محبت میں چور تھا آج اگر مسیح موعودؑ دنیا پر پھر واپس آئے تو وہ اس نظارہ کو دیکھ کر کیا کہے کہ وہ غلطی جو میں نے دور کی تھی اسے پھر پھیلایا جا رہا ہے اور وہ بات جو میں نے خدا سے معلوم کر کے کہی تھی اسے رد کیا جا رہا ہے بیشک یہ ایک دردناک نظارہ ہو لیکن وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وہ اپنے آقا کی طرح اس بات سے پاک ہے کہ اس پر دو موتیں آئیں خدائے تعالیٰ اس کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے خود سامان کرے گا اور جیسا کہ اس نے فرمایا ہے وَ لَا نُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا یعنی ان باتوں کو جو تیرے نام کے لئے دھبہ اور بدنام کن ہوں میں بالکل مٹادوں گا وہ ضرور اس بات کو جس میں اس کی ہتک ہوتی ہے مٹادے گا۔ اور خدائے تعالیٰ کا فعل خود ظاہر فرمائے گا کہ آیا مسیح موعودؑ کو نبی ماننے میں اس کی اور آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے یا عزت۔ اور اب بھی وہ اپنے فعل سے ظاہر کر رہا ہے اور روز بروز گم گشتوں کو کھینچ کھینچ کر لا رہا ہے اور پراگندہ جماعت پھر اکٹھی ہو رہی ہے اور گو اب دو فیصدی احمدی بھی

اس حق سے دور نہیں ہیں لیکن کیا کوئی باپ جس کے دس بیٹے ہوں اس بات پر خوش ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک مر جائے؟ نہیں وہ اس بات پر کبھی خوش نہیں ہو سکتا اسی طرح ہم بھی اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ مسیح موعود کی جماعت سے ایک آدمی بھی خواہ غلطی اور نادانی سے ہی کیوں نہ ہو الگ ہو جائے۔

درد انسان کو بیتاب کر دیتا ہے اور میں بھی درد میں کہیں سے کہیں نکل گیا میرا مطلب یہ تھا کہ یہ غلطی جو اس وقت جماعت کے ایک حصہ کو لگی ہوئی ہے اور یہ فتنہ جو پڑا ہؤا ہے اسی باعث سے ہے کہ یہ نہیں سمجھا گیا کہ نبی کسے کہتے ہیں اور وہ تعریف جسے حضرت مسیح موعود نے بعد کی تحریرات سے منسوخ کر دیا اسے برقرار رکھا جاتا ہے حالانکہ مسیح موعودؑ نے اسے نادانی قرار دیا ہے اور وہ تحریرات جو اس تعریف کو مان کر آپ نے لکھی تھیں کہ نبی وہی ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا براہ راست نبی ہو اور اس وجہ سے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا تھا ان کو محکم قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ نبی ہونے سے انکار آپ نے تب کیا ہے جب آپ نبی کے لئے شریعت کا لانا یا بلاواسطہ نبی بننا ضروری خیال کرتے تھے جیسا کہ ۱۸۹۹ء میں آپ نے ظاہر فرمایا۔ اور جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور قرآن کریم کے فیصلہ کے مطابق نبی کی پہلی تعریف کی غلطی معلوم کر لی جیسا کہ ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد کی تحریرات سے میں نے ثابت کیا ہے تو اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کر دیا کیونکہ اب جو شرائط نبوت آپ کو معلوم ہوئیں وہ شروع دعوے سے آپ میں پائی جاتی تھیں اس لئے آپ نبی تھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ سب جھگڑا جو نبوت کے متعلق پیدا ہؤا ہے وہ صرف نبوت کی دو مختلف تعریفوں کے باعث ہے ہمارا مخالف گروہ نبی کی اور تعریف کرتا ہے اور ہم اور تعریف کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک نبی کی تعریف یہ ہے کہ:

(۱) وہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے۔ (۲) وہ غیب کی خبریں انذار و تبشیر کا پہلو اپنے اندر رکھتی ہوں۔ (۳) خدائے تعالیٰ اس شخص کا نام نبی رکھے۔

جن لوگوں میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں وہ ہمارے نزدیک نبی ہوں گے۔ ہاں انبیاء مختلف خصوصیتیں رکھتے ہیں۔ بعض شریعت لاتے ہیں بعض نہیں لاتے۔ بعض ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتے ہیں۔ بعض سب ملکوں کی طرف مبعوث ہو کر آتے ہیں۔ لیکن شرائط نبوت وہی تین ہیں جن میں وہ پائی جائیں۔ نبوت کے لحاظ سے وہ ایک ہوں گے۔ جس طرح سب انسان انسان ہونے کے

لحاظ سے ایک ہیں آگے نبیوں کے درجوں میں فرق ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ نبوت کے لحاظ سے جیسے حضرت یحییٰ نبی ہیں ویسے ہی ہمارے آنحضرت ﷺ نبی ہیں۔ لیکن درجہ اور کمالات کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کا مقابلہ حضرت یحییٰ ہرگز نہیں کر سکتے۔ اسی طرح نبوت کے لحاظ سے حضرت مسیح ناصری اور حضرت مسیح موعودؑ دونوں نبی ہیں۔ فیضان پانے کے لحاظ سے حضرت مسیح ناصری نے براہ راست فیضان پایا ہے۔ اور حضرت مسیح محمدیؑ نے محمد ﷺ کی اتباع سے سب کچھ حاصل کیا ہے۔ پھر درجہ کے لحاظ سے اور قرب الٰہی کے لحاظ سے حضرت مسیح محمدیؑ کا حضرت مسیح ناصری بالکل مقابلہ نہیں کر سکتے۔

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلامِ احمدؑ ہے

غرض نبیوں میں جو فرق ہے وہ ہمارے نزدیک نبوت سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ بعض خصوصیات کی وجہ سے ہے۔

اس کے مخالف بعض لوگ ان تین شرائط کے پائے جانے کا نام نبوت نہیں رکھتے اور ان کے علاوہ اور شرائط مقرر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کے لئے یا تو شریعت جدیدہ لانا ضروری ہے یا بلاواسطہ نبوت پانا۔ اور اگر ان دونوں شرائط کے علاوہ کوئی اور شرط بھی لگاتے ہوں تو اس کا مجھے علم نہیں۔ اور چونکہ یہ شرائط حضرت مسیح موعود میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود نبی نہیں۔ بلکہ صرف محدث ہیں۔ اور ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر نبوت کی تعریف یہی ہے تو بے شک حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے۔ اور جن کے نزدیک یہ تعریف درست ہے۔ اگر وہ مسیح موعود کو نبی کہیں۔ تو یہ ایک خطرناک گناہ ہے کیونکہ شریعت جدیدہ کا آنا قرآن کریم کے بعد ممتنع ہے اور بلاواسطہ نبوت کا دروازہ آنحضرت ﷺ کے بعد مسدود ہے۔ پس جن لوگوں کے نزدیک تعریف نبوت یہ ہے نہ وہ جو ہم بیان کرتے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود کو دیگر محدثین میں شامل کرتے ہیں۔ گو کسی قدر بڑے درجہ کا محدث کہتے ہیں اور ہم چونکہ اس کے خلاف تعریف کرتے ہیں۔ اور وہ اس امت میں کسی اور انسان پر بجز حضرت مسیح موعود کے صادق نہیں آتی۔ اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں آئندہ کا حال پردہ غیب میں ہے۔ اسکی نسبت ہم کچھ کہہ نہیں سکتے آئندہ کے متعلق ہر ایک خبر پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے اس پر بحث کرنا انبیاء کا کام ہے نہ ہمارا۔ پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گذرا۔

کیونکہ اس وقت تک نبی کی تعریف کسی اور انسان پر صادق نہیں آتی

ہم جو کچھ کہتے ہیں- حضرت صاحب کی کتب سے کہتے ہیں- اور قرآن کریم اس کی تائید کرتا ہے- اور ہمارے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے وہ محض عقائد عوام اور ظنیات کی بناء پر ہے- ورنہ قرآن کریم سے اور احادیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں- اور نہ حضرت مسیح موعود کے آخری مذہب کے مطابق ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ظاہر فرمایا- پس حق وہی ہے جو ہم نے کہا اور جس کے ثبوت میں اوپر پیش کر آیا ہوں- اب جس کا جی چاہے قبول کرے اور جس کا جی چاہے رد کرے- اور حق کے مقابلہ کا عذاب اپنے اوپر وارد کرے اور صداقت کا مقابلہ کرکے مورد عتاب ہو- وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ-

میری پچھلی تحریر پر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اگر جس طرح تم کہتے ہو- حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۱ء میں اپنے عقیدہ متعلقہ نبوت میں کوئی تبدیلی کی تھی تو کیوں آپ نے اعلان نہ فرمایا کہ پہلے میں نے یوں لکھا تھا- لیکن اب اس کے خلاف مجھ پر ظاہر ہؤا ہے- اور چونکہ آپ نے ایسا نہیں کیا- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی- اور یہ آپ کا خیال ہی خیال ہے واقعہ نہیں- سو اس کا جواب یہ ہے کہ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کی شائع شدہ تحریر موجود ہے-- جس میں آپ نے اسلام کی اصطلاح میں شریعت لانے والے یا براہ راست نبوت پانے والے کو نبی قرار دیا ہے- اور یہ تحریر ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہے اور اسی طرح آپ کی وہ تحریر بھی موجود ہے جس میں آپ اسلام قرآن بلکہ خود خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی اصطلاح میں نبی کی تعریف صرف فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا (الجن:۲۶) کی آیت کے مفہوم کو قرار دیتے ہیں- اور لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک تو نبی اسی کو کہتے ہیں جس میں یہ باتیں ہوں شریعت لانا یا تبع نہ ہونا ضروری نہیں- اور حقیقۃ الوحی میں خود لکھتے ہیں کہ تریاق القلوب کے زمانہ کے بعد آپ کے خیالات میں ایک تبدیلی ہوئی تو کیا اس قدر دلائل ایک حق پسند کو تسلی دلانے کے لئے کافی نہیں- کیا یہ ممکن ہے کہ اسلام کی اصطلاح میں نبی کے لئے شریعت جدیدہ کا لانا ضروری بھی ہو- اور اسلام کی اصطلاح میں اور قرآن کریم میں اور خدا تعالیٰ کے الہامات میں اسے ضروری نہ بھی قرار دیا جائے کیا یہ دونوں ضدیں ایک وقت میں جمع ہو سکتی ہیں- ضرور ہے کہ اگر پہلی بات درست ہو تو دوسری درست نہ ہو- اور اگر دوسری بات درست ہو تو پہلی درست نہ ہو- اور جبکہ خود حضرت مسیح موعود نے لکھ دیا ہے کہ جہاں میں نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے ان معنوں کی رو سے کیا ہے کہ میں کوئی شریعت جدیدہ نہیں

لایا- اور نہ براہ راست نبوت میں نے پائی ہے- تو کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ جن تحریروں میں آپ نے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اس جگہ آپ کی مراد نبوت نہیں- بلکہ نبوت کی وہ دو خصوصیات ہیں جن کے پائے جانے کو وہ ان ایام میں ضروری خیال کرتے تھے اس لئے ان کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے اپنی نبوت کا انکار کرتے تھے- پس جبکہ واقعات سے ثابت ہے کہ بات وہی ہے جو میں نے لکھی ہے تو اس قول کا کیا فائدہ؟ کہ آپ نے کوئی اعلان کیوں نہیں کیا- جب ایک بات ایک خاص وقت کے بعد ترک کر کے اس کے صریح خلاف کہنا شروع کر دیا تو ہر ایک عقلمند انسان خیال کر سکتا ہے کہ اب پہلا عقیدہ تبدیل ہو گیا- اس کی کیا ضرورت ہے کہ یہ بھی اعلان کیا جائے کہ پہلے جو بات میں نے لکھی تھی غلط تھی- جبکہ آپ نے ایک عقیدہ کا اظہار کرنے والوں کو نادان کہا- نبوت کی شرائط میں شریعت کو داخل کرنے سے انکار کر دیا تو خود ہی وہ پہلی تحریر جس میں اس کے خلاف لکھا تھا منسوخ ہو گئی- براہین احمدیہ میں آپ نے مسیح کے زندہ ہونے کا اقرار کیا ہے لیکن فتح اسلام میں اس کے خلاف لکھتے ہوئے یہ نہیں لکھا کہ براہین احمدیہ میں مَیں نے جو کچھ لکھا تھا اسے منسوخ کرتا ہوں- ہاں بعض نادانوں نے جب اعتراض کیا- تو اس وقت بتا دیا کہ وہ عقیدہ میرا اپنا اجتہاد تھا- اب انکشاف تامّہ کے بعد لکھتا ہوں- اب فرض کرو کوئی شخص براہین احمدیہ کی تحریر یاد دلا کر آپ پر اعتراض نہ کرتا- اور آپ اس کا جواب نہ دیتے- تو کیا کوئی نادان یہ کہہ سکتا تھا کہ چونکہ اس عقیدہ کے منسوخ کرنے کا اعلان نہیں فرمایا- اس لئے یہی فیصلہ محکم ہے- نہ کہ منسوخ- جب آپ نے پہلے عقیدہ کے خلاف یہ لکھ دیا کہ مسیح فوت ہو گیا ہے تو اب ہر ایک شخص خود سمجھ سکتا ہے کہ پہلا کلام منسوخ ہؤا- اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ پہلے اپنے آپ کو مسیح سے افضل نہیں قرار دیتے تھے- اور آپ نے اپنا یہ مذہب تریاق القلوب میں بھی لکھا ہے- پھر دافع البلاء میں اس کے خلاف لکھا ہے کہ میں افضل ہوں- کیا پھر اس جگہ یہ لکھا ہے کہ میں پہلا عقیدہ منسوخ کرتا ہوں یا مثلاً کشتی نوح میں اسکے خلاف لکھا ہے کیا وہاں لکھ دیا ہے کہ میں پہلے عقیدہ کو منسوخ کرتا ہوں- پھر کیا اس سے یہ ثابت ہؤا کہ پہلا عقیدہ منسوخ نہیں ہؤا آپ نے تو اس وقت تک پہلے عقیدہ کو منسوخ قرار نہیں دیا- جب تک حقیقۃ الوحی میں آپ پر اعتراض نہیں ہؤا- تب بے شک آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی سے میں نے پہلا عقیدہ بدل دیا- لیکن کیا اس سے پہلے بھی کبھی لکھا تھا کہ پہلے میرا فلاں عقیدہ تھا- اب اسے منسوخ سمجھو اور اس کی جگہ یہ عقیدہ سمجھ لو- انسان کے مخاطب ہمیشہ دانا انسان ہوتے ہیں نہ وہ جو بات کو سمجھ ہی نہ

سکیں۔ جب پہلے عقیدہ کے خلاف ایک دوسرا عقیدہ شائع ہو گیا اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا گیا کہ خدا تعالیٰ، قرآن کریم، اسلام اور انبیائے سابقین اسی کی تائید کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں۔ اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو نادان تک کہہ دیا۔ تو اب بتاؤ کہ پہلا عقیدہ منسوخ ہؤا یا نہیں۔ کیا یہ اعلان کافی نہ تھا اور کچھ ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ داناؤں کے لئے تو جو کچھ حضرت مسیح موعود نے لکھ دیا وہی کافی ہے۔ اور جو کسی بات کو ضد سے نہ سمجھنا چاہیں۔ ان کا علاج خدا تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔

اس جگہ میں اس بات کا اظہار کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ کسی شخص کو یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ اگر نبی کی تعریف وہی تھی جو قرآن کریم اور لغت سے آپ لکھتے ہیں کہ ثابت ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اس کے خلاف تعریف کرنے والوں کو نادان فرماتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود ایک مدت تک اس عقیدہ کو کیوں مانتے رہے۔ اور کیا خود حضرت مسیح موعود پر اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ شبہ بالکل بے اصل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک بات جب تک پوشیدہ اور پردۂ اخفاء میں ہو۔ اسے اصل کے خلاف ماننا ایک اور بات ہے۔ لیکن پردہ اٹھ جانے پر پھر بھی غلطی سے نہ ہٹنا ایک اور بات ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود بے شک ایک وقت تک نبی کی وہی تعریف کرتے رہے۔ جو آج کل کے مسلمان کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت تک آپ پر اس مسئلہ کا پوری طرح انکشاف نہ ہؤا تھا۔ آپ کا احتیاط کا پہلو اختیار کرنا اور عام مسلمانوں کے عقیدہ پر قائم رہنا۔ اور باوجود بار بار نبی کے خطاب سے یاد کئے جانے کے اس کی تاویل کرنا ایک نہایت مستحسن بات تھی۔ اور انبیاء کے ایمان کا اظہار تھا۔ لیکن جب آپ پر حق کھول دیا گیا اور آپ نے لوگوں کو بتا دیا کہ نبی کی یہ نہیں بلکہ یہ تعریف ہے۔ تو اب اس پرانے عقیدہ پر قائم رہنا ایک نادانی اور جہالت ہے۔ جس پر اظہار ناراضگی کرنا ضروری تھا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا۔ اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مشرک فوت ہوئے۔ گو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے۔ حتّٰی کہ حضرت مسیح موعود باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔ حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ مسیح بنا چکا تھا جیسا کہ براہین کے الہامات سے ثابت ہے۔ لیکن آپ کے اس فعل کو مشرکانہ نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ یہ ایک نبیوں کی سی احتیاط تھی۔ لیکن جب تاویل کی کوئی گنجائش نہ رہی، تو آپ نے حق کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح نبوت کی

آپ پہلے اور تعریف خیال کرتے رہے۔ جو عوام کے عقیدہ کے مطابق تھی۔ لیکن بعد میں مزید انکشاف پر وہ غلط معلوم ہوئی۔ اور اب اس پر ضد کرنا ایک نادانی کا فعل ہے۔

پس اس معاملہ کی مشابہت بالکل مسیح کی وفات کے مسئلہ سے ہے۔ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے جس قدر اولیاء صلحاء گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا۔ لیکن وہ مشرک اور قابل مؤاخذہ نہ تھا۔ مگر جب حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم سے وفات مسیح ثابت کر دی۔ اور حیات مسیح کے عقیدہ کو مشرکانہ ثابت کر دیا۔ تو اب جو شخص حیات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک اور قابل مؤاخذہ ہے۔ اسی طرح نبی کی تعریف قرآن کریم سے صاف ظاہر ہے لیکن عوام میں ایک غلط خیال پھیل رہا تھا۔ اور بہت سے صلحائے امت اسی خیال پر گذر گئے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ نادان تھے جس طرح نہیں کہہ سکتے کہ حضرت مسیح کی حیات کے عقیدہ سے وہ مشرک تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے کچھ اسرار ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے وقت پر ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ مسائل بھی انہیں مسائل میں سے تھے۔ تا سچوں اور جھوٹوں کے ایمانوں کی آزمائش کی جائے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان پوشیدہ صداقتوں کو مسیح موعود پر کھول دیا تو اب اس کے خلاف عقیدہ رکھنا نادانی ہے۔

ممکن ہے کسی شخص کو اس جگہ یہ شبہ گزرے کہ اگر جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں نبی کی تعریف ایسی صاف تھی۔ اور قرآن کریم میں کہیں بھی نبی کے لئے صاحب شریعت ہونے یا بلا واسطہ نبوت پانے کی شرط مذکور نہ تھی تو ہم کس طرح مان لیں کہ حضرت مسیح موعود عام عقیدہ پر قائم رہے۔ اور باوجود قرآن کریم کے صاف الفاظ کے آپ نے اپنے عقیدہ کو بدلا نہیں۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ قرآن کریم آپ نے ۱۹۰۱ء میں دیکھا ہے آپ تو قرآن کریم کے عاشق تھے اور اپنی جوانی اسی کے مطالعہ میں خرچ کر چکے تھے اور باریک در باریک مطالب پر آگاہ تھے پھر اس مسئلہ میں آپ کیوں دھوکے میں رہے؟ اور کیوں صریح الفاظ قرآن کی موجودگی میں عوام کے عقائد کی پیروی کی؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غلطی اسی طرح ہوئی۔ جس طرح مسیح کی وفات کے متعلق ہوئی مسیح کی وفات بھی تو قرآن کریم میں صاف الفاظ میں مذکور ہے۔ اور سارے قرآن میں ایک لفظ بھی اس کی زندگی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ آسمان پر جانے کا صاف انکار کیا گیا ہے پھر یہ کیونکر ہؤا کہ وفات مسیح پر تیس (۳۰) آیات کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود عوام کے عقیدہ کے قائل رہے اور اس بات کو معلوم نہ کر سکے کہ قرآن کریم سے مسیح کی وفات ثابت ہے اگر کوئی کہے کہ مسیح کی حیات

ماننے کی تو ایک وجہ تھی۔ اور وہ یہ کہ گو الفاظ قرآن سے تو وفات مسیح ثابت تھی لیکن چونکہ قرآن کریم میں رفع اور احادیث میں نزول مسیح کا ذکر تھا۔ اس لئے اس شبہ کا پیدا ہو جانا کچھ بعید نہ تھا کہ حضرت مسیح زندہ ہی ہیں اور خصوصاً اس حالت میں کہ سب مسلمان انہیں زندہ مانتے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح نبوت کا مسئلہ بھی تھا کہ باوجود اس کے کہ الفاظ قرآن صاف شاہد تھے کہ نبی کے لئے شریعت جدیدہ لانے یا براہ راست نبوت پانے کی کوئی شرط نہیں لیکن پھر بھی قرآن کریم میں خاتم النبیّن اور حدیث میں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے الفاظ شبہ پیدا کرتے تھے کہ اس امت میں نبی آنا محال ہے اور خصوصاً اس حالت میں کہ عوام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ لائے یا براہ راست نبوت پائے۔ پس اس غلطی کا لگ جانا بھی کچھ بعید نہ تھا۔ اور جیسا کہ میں بارہا اشارہ کر چکا ہوں انبیاء تو نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ وہ تو صریح حکم کے بغیر اپنے پاس سے کوئی بات کہتے ہی نہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان حکمتوں میں سے ہے کہ وہ اپنے بندوں پر رحم فرما کر اور ان کے ایمانوں کو آہستہ آہستہ مضبوط کرنے کے لئے بعض باتوں کو رفتہ رفتہ ظاہر کرتا ہے جیسے کہ قرآن کریم کی نسبت فرمایا ہے کہ وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا (الفرقان: ۳۳) یعنی مخالف لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس پر قرآن کریم ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل ہو گیا۔ اسی طرح ہُوا تا کہ تیرے دل کو ہم اس سے ثابت کریں اور ہم نے آہستہ آہستہ قرآن کریم پڑھ کر سنایا ہے اسی سنت قدیمہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے سلوک کیا۔ اور آپ کی جماعت کو بہت سے ابتلاؤں سے بچا لیا۔ اگر آپ کو یک لخت مسیح کی وفات اور اپنی نبوت کے اعلان کرنے کا حکم ہوتا۔ تو آپ کی جماعت کے لئے سخت مشکلات کا سامنا ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ سے براہین احمدیہ لکھوائی اور گو اس میں آپ کو مسیح قرار دیا۔ لیکن انکشاف تامہ نہ کیا۔ تا آپ کو اس عظیم الشان کام کے لئے تیار فرمائے جس پر آپ کو مقرر فرمانا تھا۔ اور مسیح کی وفات پر پردہ اس لئے ڈالے رکھا کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کو اس وقت یہ بات معلوم ہو جاتی تو آپ اس کا اسی وقت اعلان کر دیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی سنت قدیمہ کے تحت چاہتا تھا کہ سب کام ترتیب وار اور آہستہ آہستہ ہو۔ پس اس نے مسیح موعود کو بھی اصل بات سے ناواقف رکھا۔ اسی طرح آپ کو براہین کے زمانہ میں ہی نبی قرار دیا۔ لیکن اس پر بھی ایک پردۂ اخفاء ڈالے رکھا۔ دونوں باتیں براہین احمدیہ کے زمانہ میں ظاہر تو اس لئے کیں تا کہ یہ نہ ثابت ہو کہ کوئی منصوبہ ہے۔ اور پوشیدہ اس لئے رکھیں تا متلاشیان صداقت پر حد

سے زیادہ بوجھ نہ پڑ جائے- پھر دس سال بعد وفات مسیح کے مسئلہ پر سے پردہ اٹھا دیا- لیکن مسئلہ نبوت پر ایک پردہ پڑا رہا- تاکہ جماعت اپنے اندر ایک مضبوطی پیدا کرلے- حتّٰی کہ ۱۹۰۱ء میں اس پردہ کو بھی اٹھا دیا- اور حقیقت کھل گئی اور صداقت ظاہر ہوگئی- اور یہ جو کچھ ہؤا- اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کے ماتحت ہؤا اور نبوت کا مسئلہ بالکل مسیحیت کے مسئلہ کے مطابق ہے جس طرح اوائل میں باوجود مسیح نام پانے کے مسیح کو زندہ سمجھتے رہے- اسی طرح حضرت مسیح موعود باوجود نبی کا نام پانے کے ختم نبوت کے وہ معنی کرتے رہے- جو لوگ کرتے تھے- پھر جس طرح دعوائے مسیحیت کے بعد شروع شروع میں یہ کہتے رہے کہ ممکن ہے ابھی کوئی اور مسیح بھی ظاہر ہو- اور اپنی طرح اور مسیح بھی مانتے رہے- لیکن بعد میں انکشاف تام پر لکھ دیا کہ میرے بعد اور کوئی مسیح نہیں- اسی طرح آپ پہلے اپنی نبوت کو جزوی قرار دے کر امت محمدیہؐ میں سے اور بہت سے لوگوں کو بھی اس انعام میں اپنا شریک سمجھتے رہے- لیکن بعد میں انکشاف تام پر لکھ دیا کہ میرے سوا اور کوئی شخص اس نام کا مستحق نہیں- پس یہ ایک حکمت الٰہی کا کرشمہ تھا- اور اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کا اظہار تھا اور نادان ہے وہ جو اس پر اعتراض کرے اور اسے مستبعد قرار دے- کیونکہ ایسا اعتراض کل نبیوں پر پڑے گا-

میں اس جگہ یہ بھی لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ شیطان کسی شخص کو یہ دھوکا نہ دے کہ جبکہ تعریفوں کے اختلاف کی وجہ سے حضرت صاحب کے نبی ہونے یا نہ ہونے کا جھگڑا پیدا ہوگیا ہے تو پھر اس میں کیا حرج ہے کہ ایک جماعت نبی کی وہی تعریف قرار دے کر جو عوام میں مشہور ہے- مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرتی رہے اور یہ تو آپ بھی مانتے ہیں کہ ان معنوں میں جو عوام میں نبی کے مشہور ہیں- حضرت مسیح موعود نبی نہیں ہیں- سو اس دھوکے کے ازالہ کے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ جب خدا تعالیٰ نے خود ایک بات کی تشریح فرما دی- تو اس تشریح کو چھوڑنا صرف لفظی بحث ہی نہیں سمجھا جائے گا- بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی ہتک اور ان کی بے قدری ہوگی- جب خدا تعالیٰ ایک شخص کو نبی قرار دے- اور قرآن کریم اس کی نبوت کی شہادت دے- تو پھر نبی کے اور معنی کرکے اس کی نبوت کا انکار کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے تمسخر کرنا اور اس کے رسولؐ کی ہتک کرنا ہے- اور ہر ایک مؤمن کا فرض ہے کہ وہ ایسے کاموں سے بچے جو اسے جہنم کے قریب کردیں- اور چاہئے کہ بجائے اپنے خیالات پر جمار ہنے کے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو اور اس کے حکم کو قبول کیا جائے-

میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ اوپر کے مضمون کو غور سے پڑھیں گے- انہیں معلوم ہو جائے گا

کہ جناب مولوی صاحب نے جو اپنے رسالہ میں حضرت صاحب کی مختلف تحریریں نقل کرکے یہ بتانا چاہا ہے کہ دیکھو حضرت مسیح موعود ہمیشہ ایک ہی دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ یہ صرف ایک غلط فہمی کا نتیجہ ہے اور ان تحریروں سے تو ہمارا دعویٰ ثابت ہوتا ہے نہ ان کا۔ یہی تو ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ کی جو تفصیل بیان کرتے رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے وہی رہی ہے۔ جو نبیوں کے دعوے کی ہوتی ہے۔ گو ایک وقت ایسا بھی گذرا ہے کہ اس کو نبوت کے نام سے موسوم نہیں فرماتے تھے۔

نبی کسے کہتے ہیں؟

موجودہ اختلاف اور شور پر میں جس قدر غور کرتا ہوں۔ حیران ہوتا ہوں کہ کس طرح ایک بے توجہی کے باعث یہ اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ سب سے پہلا سوال جو مسیح موعود کی نبوت کے متعلق بحث کرتے وقت پیدا ہونا چاہئے تھا۔ وہ یہ تھا کہ نبی کہتے کسے ہیں؟ مثلاً اگر کسی شخص کی نسبت یہ بحث ہو کہ وہ لوہار ہے یا نہیں ہے۔ تو اول بحث کرنے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ لوہار کہتے کسے ہیں؟ اگر ان کو لوہار کی تعریف بھی معلوم نہیں تو وہ بحث کر ہی نہیں سکتے۔ جس چیز کا علم ہی نہیں کہ وہ کیا شئے ہے؟ اس پر بحث کیا ہو گی؟ پس اول فرض تو ہر ایک شخص کا یہ ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ نبی کی تعریف کیا ہے؟ مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے منکروں نے اس سوال پر کبھی غور ہی نہیں کیا۔ وہ اس پر تو بحث کرتے ہیں کہ فلاں شخص نبی ہے یا نہیں ہے۔ لیکن خود اس قدر بھی علم نہیں کہ نبی کے معنی کیا ہیں؟ اور ان کی بحث کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بچے آپس میں بادشاہ اور وزیر بن کر کھیلنے لگتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ بادشاہ ہوتا کیا شئے ہے بس ایک نام سنا ہؤا ہوتا ہے۔ اسی کی بناء پر اپنے خیال سے ایک عمارت کھڑی کر لیتے ہیں۔ اور وہ واقعہ کے خلاف ہوتی ہے۔ اور جب کوئی کام ناواقفیت کی حالت میں کیا جائے گا۔ تو ضرور انسان غلطیوں میں مبتلاء ہو گا۔ میں نے سنا ہے کسی جگہ کچھ زمیندار اس امر پر بحث کرتے ہوئے دیکھے گئے کہ قرآن کریم میں جو کہیں مؤمنون آتا ہے اور کہیں مؤمنین۔ تو ان دونوں لفظوں کے معنوں میں کیا فرق ہے۔ بڑی سخت بحث ہوئی اور مختلف معانی بیان ہوتے رہے۔ کوئی کچھ فرق بتاتا اور کوئی کچھ۔ اور یہ سب کچھ کیوں ہؤا؟ صرف اس لئے کہ انہوں نے یہ معلوم نہ کیا کہ مؤمنون اور مؤمنین ان دونوں لفظوں کے کیا معنی ہیں اگر کسی واقف سے معنی دریافت کر لیتے تو ساری بحث کا خاتمہ ہو جاتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بحث شروع ہی نہ ہوتی۔ اسی طرح اگر حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنے

والے لوگ پہلے اس بات کی تحقیقات کرتے کہ نبی کہتے کسے ہیں؟ اور نبی کے کیا معنی ہیں۔ لغت عرب میں اس کے کیا معنی ہیں؟ قرآن کریم نے اس کے کیا معنی کئے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے اس کے کیا معنی کئے ہیں؟ تو میں امید کرتا ہوں۔ وہ ہمیں حق پر پاتے اور یہ جھگڑا ہی چھوڑ دیتے۔

عربی زبان کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ اس میں تمام اسماء کی کوئی وجہ تسمیہ ہوتی ہے اور بے معنی الفاظ استعمال نہیں کئے جاتے۔ اور یہی خصوصیت ہے۔ جس نے عربی زبان کو دوسری زبانوں پر ممتاز کر دیا ہے۔ اور اس کے ام الالسنہ ہونے پر شاہد ہے پھر وہ الفاظ جو قرآن کریم میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہ تو افصح ہیں کیونکہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ عربی کی کوئی اور کتاب نہیں کر سکتی۔ اور یہ قرآن کریم کا ایک معجزہ ہے قرآن کی تمام آیات فصاحت و بلاغت کا خزانہ ہیں۔ اور اس کے تمام الفاظ فصاحت کا بہترین نمونہ۔ پس نبی کا لفظ جو عربی جیسی زبان کا لفظ ہے۔ اور قرآن کریم میں استعمال ہؤا ہے بے معنی نہیں ہو سکتا۔ اور ہم قرآن کریم کی نسبت کبھی یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اس نے ایک ایسا لفظ استعمال کیا ہے جس کی حقیقت سمجھنے سے دنیا معذور رہے۔ اور جس کے معانی کا علم کسی کو بھی نہیں۔ نبی کا لفظ ضرور کوئی معنی رکھتا ہے اور اسکی کوئی حقیقت ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ کیا معنی ہیں؟ اور وہ کیا حقیقت ہے؟ کیا حضرت مسیح موعود کی نبوت کے منکروں نے کبھی اس سوال پر بھی غور کیا ہے۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ وہ نبی اور رسول کا لفظ قرآن کریم میں سینکڑوں جگہ پڑھتے ہیں۔ لیکن اس پر غور کئے بغیر گذر جاتے ہیں اسے ایک بے معنی لفظ خیال کرتے ہیں جس سے کوئی حقیقت مراد نہیں۔ اگر ایسا نہیں۔ تو وہ ہمیں بتائیں کہ قرآن کریم نے ان دونوں لفظوں کے کیا معنی بتائے ہیں؟ اور نبی اور رسول سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟ قرآن شریف دنیا کی آخری کتاب ہے۔ اور کل علوم روحانی اس کے اندر جمع ہیں۔ وہ ایک ایسا خزانہ ہے جس میں ہر ضرورت کی شئے موجود ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور آخری کتاب ہے۔ وہ بنی نوع انسان کے لئے ایک ہدایت نامہ ہے۔ انسان کی روحانی ترقی اور دینی علم کے لئے کس شئے کی ضرورت ہے جو قرآن کریم میں موجود نہیں۔ وہ ہماری تمام حاجتوں کا پورا کرنے والا اور ہماری سب بیماریوں کا دور کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے کتاب مفصّل اور کتاب مبارک فرماتا ہے۔ اور مبارک کے معنی ہیں جو سب اشیاء کو اپنے اندر جمع کرے اور کل علوم بہہ کر اسی میں آپڑیں۔ پس ایسی کتاب پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ اس نے نبی پر ایمان لانے کا تو حکم دیا مگر یہ نہ بتایا کہ نبی کہتے کسے ہیں؟ قرآن کریم نے نبی کی تعریف ضرور کی ہوگی۔ اور کی ہے پس پہلے اسے دریافت

کرلو- پھر حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق جھگڑے کا بھی خود بخود فیصلہ ہو جائے گا- اور اس خیال میں نہ رہو کہ قرآن کریم نے نبی کی کوئی تعریف کی ہی نہیں- کیونکہ یہ ایک غلط خیال ہے- ایمانیات سے وہ کونسی بات ہے جس کے ماننے کا قرآن کریم نے حکم دیا ہو- اور یہ نہ بتایا ہو کہ وہ ہے کیا- اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا حکم ہمیں دیا گیا ہے تو ہمیں بالتفصیل اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم بھی دیا گیا ہے- اور قرآن کریم شروع سے لے کر آخر تک اس کی ذات اور اس کی صفات کا نقشہ ہمارے سامنے کھینچتا ہے اور ہمیں بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسے کہتے ہیں تا نہ ہو کہ ہم مختلف جھوٹے معبودوں کے پھندے میں پھنس جائیں- اور حقیقی معبود کو ترک کردیں- ملائکہ پر ایمان لانے کا حکم ہے- اور قرآن کریم نے ایک بے معنی لفظ پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا- بلکہ مفصل بتایا ہے کہ ملائکہ کون ہیں- ان کے کیا کام ہیں بندوں سے ان کا کیا تعلق ہے ان کے وجود کا کیا ثبوت ہے پھر اسی طرح کتب پر ایمان لانے کا حکم ہے- بتایا گیا ہے کہ الٰہی احکام اور اس کے شرائع کا نام کتاب ہوتا ہے- کتابوں پر کس طرح عمل کرنا چاہئے- ان کے سمجھنے کے آسان طریق کیا ہیں- ان کے معانی کرنے میں کن کن احتیاطوں کی ضرورت ہے ان کا کس حد تک ادب و پاس ہونا چاہئے- ان کے الفاظ و معانی کی کس کس طرح حفاظت کرنی چاہئے- کتابوں کے اترنے کی غرض کیا ہے- پھر یوم آخر پر ایمان لانے کا حکم ہے اور اس کی بھی پوری کیفیت بیان کی گئی ہے- قیامت کیا ہوگی- وہاں انسان کے ساتھ کس کس طرح کا برتاؤ ہوگا- جنت و دوزخ کی کیفیت ان دونوں مقاموں کے مکینوں کے حالات بعث مابعد الموت کے ثبوت اور دلائل سب بیان کئے گئے ہیں- غرض جس بات پر ایمان لانے کا ذکر ہے ہمیں اس کے نشان بھی بتائے گئے ہیں کہ وہ کیا شئے ہے اور اسکے متعلق جس قدر ضروری امور ہیں- سب پر روشنی ڈالی گئی ہے لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ جو وراء الورا ہے- اور ملائکہ جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں اور قیامت جو مرنے کے بعد کی بات ہے اس کا حال تو ہمیں بتایا جائے- اور دوزخ و جنت جن سے حشر کے بعد معاملہ پڑنے والا ہے اس کی کیفیت بھی انسان پر روشن کی جائے- لیکن اگر نہ بتایا جائے تو یہ کہ نبی جو انسان اور خدا تعالیٰ کے درمیان ایک واسطہ کا کام دیتا ہے اور جس پر ایمان لانے یا نہ لانے پر ہی انسان کی نجات و عذاب کا دارومدار ہے- وہ کیا شئے ہے اور نبی کسے کہتے ہیں؟

میرے مخاطب اس وقت غیر احمدی نہیں جو دلیل و برہان کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے- اور ہر چیز کو اندھادھند ماننے کے عادی ہیں جو اسلام کو اس لئے مانتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا

ہوئے جو قرآن کریم کی فضیلت یہی خیال کرتے ہیں کہ اس کی زبان بڑی عمدہ ہے یا یہ کہ وہ ان کی کتاب ہے بلکہ میری مخاطب وہ جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود کے زیر تربیت بڑھی ہے اور جس نے پہلے دن سے یہ آواز متواتر سنی شروع کی ہے کہ قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے وہ سب روحانی امور کو بیان کرتا ہے وہ کوئی لغو بیان نہیں کرتا۔ وہ عقل کے خلاف باتوں کو نہیں منواتا۔ وہ ہر بات کو مبرہن کر کے بیان کرتا ہے اور جو دعویٰ کرتا ہے اس کی دلیل بھی خود ہی دیتا ہے۔ پس میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ قرآن کریم نے نبیوں پر ایمان لانے کا تو ہمیں حکم دیا ہو۔ اور ہمیں یہ نہ بتایا ہو کہ نبی کہتے کسے ہیں۔ جب ایک شئے کو ہم سمجھ ہی نہیں سکتے تو اس پر ایمان کیا لائیں۔ ہم جو انبیاء کی طرف دنیا کو بلائیں تو کیا کہہ کر بلائیں۔ اگر کوئی شخص پوچھے کہ نبی کسے کہتے ہیں تو اسے کیا جواب دیں۔ ضرور ہے کہ نبی کی کوئی حقیقت ہو۔ اور نبی کے کوئی معنی ہوں۔ اور ضرور ہے کہ قرآن کریم نے ان معنوں کو بیان بھی کیا ہو۔ کیونکہ وہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ نبیوں پر ایمان لاؤ۔ پس ہر ایک مؤمن کا فرض ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت پر بحث کرنے سے پہلے قرآن کریم پر غور کرے۔ اور دیکھے کہ قرآن کریم نبی کی کیا تعریف کرتا ہے میں اپنی سمجھ کے مطابق قرآن کریم سے نبی کی تعریف کر چکا ہوں۔ لیکن چونکہ بعض لوگ بغیر قرآن کریم پر غور کرنے کے محض اپنے گمانوں کی بناء پر یہ سمجھ رہے ہیں کہ نبوت شاید کوئی خاص شئے ہے جس کے ملنے پر انسان نبی ہو جاتا ہے۔ اس جگہ اس امر پر بھی کچھ لکھ دینا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت ایمان کا ہی ایک اعلیٰ مرتبہ ہے اور تقویٰ میں ترقی کرتے کرتے انسان اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے جسے نبی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ (النساء: ۷۰) یعنی مؤمن جب ترقی کرتے ہیں تو وہ نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کی جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے انسان کی ترقی کے چار درجے معلوم ہوتے ہیں۔ اول صلحاء یعنی اچھے لوگ ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ کی نیک اور خدمت گذار رعایا ہوتی ہے کہ ان کی فرمانبرداری کی وجہ سے بادشاہ ان پر خوش ہوتا ہے اور ہر طرح ان کی آسائش و آرام کا فکر کرتا ہے۔ چنانچہ صالح کے معنی لغت میں اس آدمی کے آتے ہیں۔ جو اپنے سب حقوق و فرائض کو ادا کرتا ہے۔ دوسرا درجہ انسان کی ترقی کا شہید کا درجہ ہوتا ہے جس کے معنی حاضر اور سچے گواہ کے ہیں۔ سچے گواہ کو بھی اسی لئے شہید کہتے ہیں کہ سچی

گواہی کے لئے موقعہ پر موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور سچا گواہ وہی ہو سکتا ہے جو سنی سنائی بات پر گواہی نہ دے۔ شہید کے لفظ سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اس جماعت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جو دنیاوی درباروں میں درباری کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ جب انسان حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی میں کمال اخلاص ظاہر کرتا ہے۔ تو اسے شہیدوں یعنی دربار الٰہی کے حاضر باشوں میں شامل کر لیا جاتا ہے اور اسے ایسی معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے کہ گویا وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہتا ہے۔ اور جو شخص حاضر ہو گا وہ کلام بھی سنے گا۔ اس لئے شہید محدث بھی ہوتا ہے یعنی اس سے اللہ تعالیٰ کا کلام شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ محدث تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شہداء میں شامل فرمایا ہے بلکہ ظاہری شہادت بھی دی ہے۔ پس شہید سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر رہتے ہیں یعنی اپنے دل کی آنکھوں سے ہر وقت اس کے جلال اور اس کی شان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اس کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اور عام صالحین سے ان کا درجہ بلند ہو جاتا ہے کیونکہ عام رعایا تو کبھی کبھی دربار شاہی میں جا سکتی ہے لیکن یہ لوگ ہر وقت اسی دربار میں رہتے ہیں اور چونکہ یہ لوگ کسب سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے علم پاتے ہیں اس لئے ان کا علم نہایت درست ہوتا ہے۔ اور یہ لوگ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی نسبت اور اس کے دین کی نسبت بیان کرتے ہیں۔ چونکہ خود اللہ تعالیٰ کے فیضان سے حاصل کرتے ہیں وہ نہایت راست اور درست ہوتا ہے۔ اور وہ باریکیاں جن تک دوسروں کی عقل نہیں پہنچ سکتی۔ ان کے لئے معمولی ہوتی ہے۔ اور نہایت باریک نظر ان کو عطا کی جاتی ہے پس اس لئے بھی کہ ان کا بیان نہایت سچا ہوتا ہے۔ ان کا نام شہید رکھا جاتا ہے جس کے معنی سچے گواہ کے بھی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جان دینے والا انسان بھی شہید اسی لئے کہلاتا ہے کہ وہ اپنی جان دے کر اپنی گواہی کی صداقت ثابت کر دیتا ہے کہ میں جو دعویٰ ایمان کیا کرتا تھا۔ اور اپنے ایمان کے متعلق جو کچھ بیان کرتا تھا۔ وہ سچ تھا جھوٹ نہ تھا غرض صالح سے ترقی کر کے انسان شہید بن جاتا ہے اور یہ درجہ محدثیت کا درجہ ہے اور جب انسان اس درجہ پر پہنچ کر اور فرمانبرداری دکھاتا ہے اور زیادہ اطاعت کرتا ہے تو اس وقت یہ اللہ تعالیٰ کا اور بھی مقبول اور پیارا ہو جاتا ہے۔ اور شہیدوں میں سے بھی خاص رتبہ اسے بخشا جاتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں میں سے ہو جاتا ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ اپنی خاص نظر عنایت فرماتا ہے اور انبیاء کی طرح ان کی زبان پر بھی حق جاری ہو جاتا ہے۔ اور ان کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔ اور اس طرح یہ لوگ صدیق ہو

جاتے ہیں یعنی صدق میں درجہ کمال تک پہنچے ہوئے۔ اور ان کو صدیق اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی معرفت زیادہ ہو کر ان کی نظر شہداء سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے متعلق جیسا ان کا بیان سچا ہوتا ہے۔ اس حد تک شہداء کا علم نہیں پہنچتا۔ اور یہ جن باریک صداقتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ شہداء ان کو بیان نہیں کر سکتے۔

چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپؐ مسجد میں آئے اور ایک خطبہ بیان کیا۔ اور اس خطبہ میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کے سامنے دو باتیں پیش کیں۔ ایک تو یہ کہ وہ دنیا کو اختیار کرے۔ اور دوسری یہ کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اسے پسند کرے۔ پس اس بندے نے جو کچھ خدا تعالیٰ کے پاس ہے اسے قبول کر لیا۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ بے اختیار رو پڑے اور آپ کی چیخیں نکل گئیں۔ اور آپ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ قربان کر دیں گے۔ آپ کے رونے اور اس طرح بول اٹھنے پر صحابہؓ بہت حیران ہوئے اور بعض نے کہا کہ ان کو کیا ہؤا کہ رسول اللہ ﷺ تو کسی بندہ کا حال سناتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دو باتوں میں سے ایک بات پسند کرنے کا اختیار دیا تھا۔ اور یہ اسے سن کر رو رہے ہیں۔ لیکن ابو بکرؓ نے جس صدق کو پا لیا تھا۔ اور جس راستی کو سمجھ لیا تھا۔ اس کو نہ حضرت عمرؓ سمجھ سکے۔ نہ کوئی اور صحابی۔ بات یہ تھی کہ اس وقت سید الکونین اپنی وفات کی خبر دے رہے تھے جسے سن کر اس صادق القول کا دل جس نے اپنے قول کی اپنے عمل سے شہادت دے دی تھی۔ اور جو اپنے ہادی کی ہر ایک حرکت اور سکون اور ہر ایک قول کا نہایت غور سے مطالعہ کرتا رہتا تھا اور گویا اپنے وجود کو اس کے وجود میں فنا کر چکا تھا بے اختیار ہو گیا۔

غرض صدیق یعنی بہت ہی سچ بولنے والا انسان شہید سے اوپر ہوتا ہے۔ اور اپنے ہر قول کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے۔ اور اس کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے اور اس کے کام نبیوں کے سے کام ہوتے ہیں۔ لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت پانے سے روکا جاتا ہے۔ ورنہ اس حد تک پہنچا ہؤا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو ہی جائے بلکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے تجدید دین کا کام لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کو بھی جو صدیق تھے تجدید دین کا کام کرنا پڑا اور آنحضرت ﷺ کے بعد سب عرب مرتد ہو گیا اور آپ کی سعی جمیل سے پھر اس نے ہدایت پائی اور اس طرح آپ نے بھی ایک رنگ میں تجدید دین کر دی گو اس قدر فرق تھا کہ آنحضرت ﷺ کو ایک نئی جماعت بنانی پڑی تھی اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کو ایک بگڑی ہوئی

جماعت کو درست کرنا پڑا تھا- پس صدیق اسے کہتے ہیں جو شہید سے بڑھ کر صداقت پر اپنے آپ کو قائم کرے اور ایسا صدق ظاہر کرے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کا بہت زیادہ مستحق ہو جائے اور ایسے آدمی پر اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی بارش نازل کرتا ہے اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے اور یہ درجہ امت محمدیہؐ میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے پایا ہے یہ لوگ بھی کلام الٰہی کے سننے میں خاص حصہ رکھتے ہیں- لیکن اس کثرت کو نہیں پاتے جس سے رتبہ نبوت کو پہنچ جائیں اس درجہ سے بڑھ کر نبی یا رسول کا درجہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں سب سے آخر میں رکھا ہے اور یہ لوگ ایسے ہوتے ہیں جیسے بادشاہ کے رازدار- اور وہ انہی کی معرفت دنیا پر اپنے غیب ظاہر کرتا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: ۲۶-۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن سے راضی ہوتا ہے یعنی جو اس کے رسول کہلاتے ہیں انہی کو اپنے غیب پر غالب کرتا ہے- اور یہ بات ہر ایک شخص جانتا ہے کہ رازوں پر صرف خاص دوستوں کو واقف کیا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ بھی اپنے غیبوں پر غالب اسی کو کرتا ہے جو اس کی محبت کے انتہائی نکتہ پر پہنچ جاتے ہیں اور اس کا کسی شخص کو اپنے غیب پر غالب کر دینا یعنی کثرت سے امور غیبیہ پر اسے مطلع کرنا اس بات کی علامت ہے کہ اب یہ شخص محبت کے انتہائی نقطہ کو پہنچ گیا ہے اور دائرہ نبوت میں داخل ہو گیا-

میرا اس تمام بیان سے یہ مطلب ہے کہ نبوت کوئی الگ چیز نہیں کہ وہ مل جائے تو انسان نبی ہو جاتا ہے بلکہ اصل بات یہی ہے جیسا کہ میں اوپر قرآن کریم سے ثابت کر آیا ہوں کہ انسانی ترقی کے آخری درجہ کا نام نبی ہے جو انسان محبت الٰہی میں ترقی کرتا ہوا صالحین سے شہداء اور شہداء سے صدیقوں میں شامل ہو جاتا ہے وہ آخر جب اس درجہ سے بھی ترقی کرتا ہے تو صاحبِ سِرِّ الٰہی بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنے غیبوں پر غالب کر دیتا اور اعتماد کے آخری مرتبہ پر اسے پہنچا دیتا ہے کیونکہ واقف اسرار کر دینے کے بعد کوئی دوئی نہیں رہتی اور غیب و اسرار سے مراد وہ باریک در باریک مقامات معرفت ہیں جن تک کسی غیر کی نظر نہیں پہنچ سکتی اور جن کو اللہ تعالیٰ کے انبیاء معلوم کرتے ہیں اور پھر بندوں تک پہنچاتے ہیں اسی طرح آئندہ کا حال ہے یہ بھی اسرار الٰہی میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہی قبضہ میں رکھا ہے لیکن اپنے ان بندوں کو اللہ تعالیٰ اس سے بھی واقف کرتا ہے- اور گو وہ عالم الغیب ان معنوں سے تو نہیں ہوتے کہ ہر بات ان کو معلوم ہو لیکن اللہ تعالیٰ بہت سے اسرار ان پر کھولتا رہتا ہے جو عظیم الشان امور کے متعلق ہوتے ہیں- پس

اظہار علی الغیب کا درجہ یعنی جس درجہ محبت کو حاصل کر کے انسان کو غیب الٰہی پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے جس کے معنی کثرت کے ہیں اسی کا نام رسالت اور نبوت ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ نبوت اظہار علی الغیب کے مقام کا نام ہے جس کا اردو میں ترجمہ رازدار ہو گا جس طرح کہہ سکتے ہیں کہ نبی کے سوا کسی کو اظہار علی الغیب کا رتبہ نہیں مل سکتا۔

خلاصہ کلام یہ کہ نبوت کی تعریف اور اس کے حصول کا طریق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف طور پر بیان کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ ایک انسانی کمال کا رتبہ ہے جس پر پہنچ کر انسان غیب الٰہی سے واقف کیا جاتا ہے اور اس سے پہلے مراتب صالح شہید اور صدیق کے ہیں اور رسول اس درجہ کے پانے والے کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جاتا ہے اور نبی اس لئے کہ وہ غیب کی اخبار لوگوں کو بتاتا ہے اور چونکہ قوت ایمانی اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک دلائل و براہین ساتھ نہ ہوں اس لئے بھی اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو جن کو رسول کرتا ہے اظہار علی الغیب کا رتبہ دیتا ہے تا جس طرح ان کے اپنے ایمان تازہ ہیں وہ لوگوں کے ایمان بھی تازہ کر سکیں۔

یہ باتیں میں نے بطور اختصار اس لئے بتائی ہیں تا معلوم ہو جائے کہ قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے اور اس نے ہر ایک ضروری بات بیان کر دی ہے۔ اور یہ بات غلط ہے کہ اس نے نبی کی تعریف نہیں کی اس نے خود نبی کی تعریف اور اس کے شرائط اور اس کا درجہ بیان کر دیا ہے اور جو کچھ اس نے بیان فرمایا ہے اس کے رو سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ثابت ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہرگز شریعت لانے یا نہ لانے کی شرط نہیں لگائی اور میں خیال کرتا ہوں کہ جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے منکر ہیں انہوں نے آج تک اس بات پر غور ہی نہیں کیا کہ نبوت چیز کیا ہے اور نبی کون ہوتا ہے؟ ورنہ اگر وہ قرآن کریم پر تدبر کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے اور ان کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (النساء: ۶۵) اور اس سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب سبب قلت تدبر ہیں جب اللہ تعالیٰ خود دوسری جگہ فرماتا ہے کہ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ (المائدہ: ۴۵) یعنی ہم نے توریت اتاری ہے جس میں ہدایت و نور ہے اس

کے ذریعہ بہت سے انبیاء یہودیوں کے فیصلہ کرتے رہے ہیں۔ اب بتاؤ کہ اگر ایک نبی دوسرے نبی کے ماتحت کام نہیں کر سکتا تو بہت سے انبیاء توریت کے ذریعہ فیصلہ کیونکر کرتے رہے۔ ان کا توریت پر عمل پیرا ہونا بتاتا ہے کہ موسیٰ کی شریعت کے وہ پیرو تھے۔ گو یہ ایک اور بات ہے کہ انہوں نے موسیٰ کے ذریعہ نبوت حاصل نہیں کی۔ پس یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہے کہ بہت سے نبی حضرت موسیٰ کے ماتحت ان کی امت کی اصلاح پر مقرر تھے خود حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ماتحت کام کرتے تھے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ پہاڑ پر گئے تو ان کو اپنی بجائے خلیفہ مقرر کر گئے۔ اور جب کچھ فساد ہؤا تو آکر ان کو مارنے کے لئے تیار ہو گئے اور فرمایا کہ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ کیا تو نے میری نافرمانی کی جس سے ثابت ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ماتحت تھے۔ ورنہ حضرت موسیٰ انہیں حکم کیونکر دے سکتے تھے۔ اگر حضرت موسیٰ کے ماتحت حضرت ہارون نہ تھے۔ تو ثابت کرو کہ وہ کونسی امت تھی جو ان کی اطاعت کرتی تھی اور پھر وہ اگر حضرت موسیٰ سے آزاد تھے تو وہ ان کو اپنی امت کے لئے خلیفہ کس طرح بنا گئے۔ اور پھر آنحضرت ﷺ یہ کس طرح فرما سکتے تھے کہ لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَھُمَآ اِلَّا اتِّبَاعِیْ[۵]۔ پس اس آیت کے وہ معنی کیوں کرتے ہو جس سے خود دوسری آیات اور تاریخ کی تکذیب ہوتی ہو۔ اس آیت کے تو یہ معنی ہیں کہ ہر نبی لوگوں کا مطاع ہوتا ہے۔ لوگوں کا فرض ہے کہ اس کی اطاعت کریں۔ یہ تو مطلب نہیں کہ وہ کسی کا مطیع نہ ہو۔ ورنہ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ نبی کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا بھی حکم نہیں۔ کیونکہ اِلَّا لِیُطَاعَ کا رتبہ جو اسے مل گیا۔

غرض اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی رسول مطیع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ ہر ایک رسول کی اطاعت ضروری ہے۔ اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی موجود ہے۔ اور آپ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے۔ اور اسے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ آپ وحی الٰہی لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حَکَم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی

[۵] الیواقیت والجواھر مؤلفہ الامام شعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۰

عزت نہیں" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۸ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۶۴)

اور نیز فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا. اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوحؑ کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ اور جس کے کان ہوں سنے" (اربعین نمبر چہارم صـــ۹۳ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۵)

پس ایسے معترضوں کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا خوف کر کے تدبر اور غور سے کام لیا کریں تا تفسیر بالرائے کی وعید کے نیچے نہ آجائیں۔

اس شبہ کے ازالہ کے ساتھ ہی میں ایک اور شبہ کا ازالہ بھی کر دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اچھا اگر حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ اور قرآن کریم کے فیصلہ کے ماتحت ان کو نبی ہی قرار دینا پڑتا ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان کا دعویٰ تدریجاً بڑھتا رہا ہے۔ کیا اس کی نظیر پہلے انبیاء میں مل سکتی ہے۔ اگر اس کی نظیر پہلے انبیاء میں نہیں ملتی۔ تو پھر اس کی صداقت کا یقین کیونکر آئے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ غلط ہے کہ حضرت مسیح موعود تدریجاً نبی بنے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود اپنے دعوے کی جو تفصیل شروع دعوائے مسیحیت سے بیان کرتے رہے ہیں۔ وہ آپ کے نبی ہونے پر شاہد تھی۔ پس آپ کا دعویٰ شروع ابتداء سے ہی نبیوں کا سا تھا۔ اگر کوئی تغیر ہُوا ہے تو صرف اس بات میں کہ آپ نے ۱۹۰۱ء سے اس نام کو زیادہ وضاحت سے اختیار کیا ہے۔ پس تدریج کوئی نہیں۔ بلکہ ابتداء سے یکساں حال رہا ہے۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ تدریج منع نہیں۔ اور اس پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسائی کہا کرتے ہیں کہ دیکھو قرآن کریم آہستہ آہستہ اترا ہے۔ اور یہ پہلے انبیاء کے منہاج کے خلاف بات ہے۔ حضرت موسیٰ پر یکدم کتاب نازل ہوئی تھی اسی طرح یہ کتاب بھی یکدم نازل ہونی چاہئے تھی۔ چونکہ قرآن کریم کو آہستہ آہستہ نازل کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت ضرورت

ایک حکم گھڑ کر سنا دیا جاتا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ ایسے معترض نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کاموں میں حکمت ہوتی ہے۔ اور وہ مختلف حکمتوں کے مطابق کام کرتا ہے قرآن کریم کے آہستہ آہستہ اترنے کی غرض یہ تھی تاکہ صحابہؓ اس پر پورے طور پر عامل ہو جائیں۔ اور ایک ایک حکم کو اچھی طرح یاد کر لیں۔ حضرت موسیٰ پر یکدم کتاب اس لئے نازل ہوئی کہ ان کی سب جماعت ان کے ماتحت تھی۔ اور وہ بادشاہانہ اقتدار رکھتے تھے۔ لیکن ہمارے آنحضرت ﷺ کو ایک خطرناک مخالف قوم کو منوانا اور پھر راہ راست پر چلانا پڑتا تھا۔ پس اپنے بندوں کی آسانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ کتاب اتاری۔ اس وقت حضرت مسیح موعود کے دعوے کا اظہار بھی اسی لئے آہستہ آہستہ ہؤا۔ اور گو خدا تعالیٰ تو براہین کے وقت سے اپنا فیصلہ صادر فرما چکا تھا۔ لیکن اس کا ظہور آہستہ آہستہ ہؤا۔ یعنی اول ۱۸۹۱ء میں اور پھر ۱۹۰۱ء میں۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے بہت سی کمزور طبائع پر رحم فرما کر انہیں ٹھوکر کھانے سے بچا لیا۔ اور جس قدر استعداد پیدا ہوتی گئی ان پر اظہار کیا جاتا رہا اور آنحضرت ﷺ کا دعویٰ بھی اسی طرح ہؤا۔ سب سے پہلے آپ پر اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق: ۲) نازل ہوئی۔ اس میں دیکھ لو کہ نبی کے نام سے آپ ؐ کو نہیں پکارا گیا۔ پھر سورۃ مزمل کی ابتدائی چند آیات نازل ہوئیں اور آپ کو مأمور مقرر کیا گیا لیکن ان میں بھی نبی اور رسول کا لفظ نہیں۔ ہاں چند ماہ کے اندر آپ کو رسول کے لفظ سے یاد کیا گیا۔ جیسا کہ سورۃ مزمل کی آخری آیات سے ظاہر ہے۔ اسی طرح کل دنیا کی طرف ہونے کا دعویٰ آنحضرت ﷺ نے بہت بعد میں کیا۔ اور قرآن کریم کی وہ آیات جن میں سب دنیا کو اس نور و ہدایت کی پیروی کی دعوت دی گئی ہے بہت مدت بعد کی ہیں۔ پھر خاتم النبیّن ہونے کا اعلان بھی مدینہ میں ہؤا ہے اسی طرح حضرت مسیح کا دعویٰ بھی آہستہ آہستہ ہؤا ہے۔ اور کلیسیا کی تاریخ کے واقفوں نے اس امر پر کتابیں لکھی ہیں کہ حضرت مسیح نے آہستہ آہستہ اپنے دعویٰ کو ظاہر کیا۔ اور اناجیل کو جو شخص غور سے پڑھے گا وہ بھی یہ بات معلوم کر لے گا کہ حضرت مسیح کا دعویٰ بھی بتدریج ظاہر ہؤا۔ غرض کہ یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اصل دعویٰ کو اپنے کلام میں ظاہر تو پہلے ہی کر دیتا ہے لیکن اس پر ایک پردہ ڈال دیتا ہے۔ جسے ایک خاص وقت پر اٹھا دیتا ہے۔ ہمارے آنحضرت ﷺ جب مبعوث ہوئے تو اسی وقت سے خاتم النبیّن تھے۔ اور قرآن کریم کی ایک ایک آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ لیکن ظاہر الفاظ میں بعد میں اعلان کیا گیا کہ اب یہ شخص خاتم النبیّن ہے۔

یہ میری ہی تحقیق نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنا عقیدہ اسی کے مطابق بیان فرمایا ہے۔ اور مسیح موعود کے بیان کے فیصلہ کے بعد مؤمن کو تردد کی گنجائش نہیں رہتی۔ آپ فرماتے ہیں:

"جس طرح قرآن شریف یک دفعہ نہیں اترا۔ اسی طرح اس کے معارف بھی دلوں پر یک دفعہ نہیں اترتے۔ اسی بناء پر محققین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے معارف بھی یک دفعہ آپ کو نہیں ملے۔ بلکہ تدریجی طور پر آپؑ نے علمی ترقیات کا دائرہ پورا کیا ہے۔ ایسا ہی میں ہوں۔ جو بروزی طور پر آپ کی ذات کا مظہر ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی تدریجی ترقی میں سرّیہ تھا کہ آپ کی ترقی کا ذریعہ محض قرآن تھا۔ پس جبکہ قرآن شریف کا نزول تدریجی تھا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی تکمیل معارف بھی تدریجی تھی۔ اور اسی قدم پر مسیح موعود ہے جو اس وقت تم میں ظاہر ہوا"۔ (نزول المسیح صفحہ ۹۵، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۲۱)

نبوت کے متعلق بعض اصطلاحات

میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے مختصر طور پر یہ لکھ دینا پسند کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو مختلف اصطلاحات نبوت کے متعلق قرار دی ہیں۔ ان سے کیا مطلب ہے؟ یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بے شک بعض اصطلاحات نبوت کی تشریح کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ لیکن وہ اصطلاحات قرآن کریم یا حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود نے لوگوں کو نبوت کی اقسام سمجھانے کے لئے خود وضع فرمائی ہیں اور چونکہ آپ نے خود ان اصطلاحات کو وضع فرمایا ہے۔ اس لئے ان کے وہی معنی کرنے درست ہوں گے۔ جو آپ نے خود فرما دیئے ہیں نہ کہ کوئی اور معنی مثلاً قرآن شریف میں صلوٰۃ کے معنی نماز کے ہیں نماز تو آنحضرت ﷺ نے مقرر فرمائی ہے اس سے پہلے تو تھی نہیں۔ اس لئے گو صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں لیکن جب شریعت اسلام میں بغیر کسی اور قرینہ کے صلوٰۃ کا لفظ آئے گا تو اس کے معنی نماز کے ہوں گے نہ کہ دعا کے۔ پس اسی طرح حضرت مسیح موعود نے جو اصطلاح تجویز کی ہے اور پہلے وہ انْ معنوں میں لغت میں استعمال نہیں ہوئی۔ تو ہمیں اس اصطلاح کے وہی معنی کرنے ہوں گے جو خود حضرت مسیح موعود نے کر دیئے ہیں۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں گے تو حضرت مسیح موعود کے مدعا کے خلاف ہم آپ کی عبارتوں کا کچھ سے کچھ مطلب بنا دیں گے میں اس جگہ چند ایسی اصطلاحیں اور ان کے جو معنی خود حضرت مسیح موعود

نے کئے ہیں درج کردیتا ہوں تاکہ ہر ایک طالب حق ان کو یاد رکھے اور دھوکے میں پڑنے سے بچ جائے۔

اصطلاحات مسیح موعود اس کے معنی خود حضرت مسیح موعود نے فرمائے

حقیقی نبوت

"وَ مَنْ قَالَ بَعْدَ رَسُوْلِنَا وَ سَیِّدِنَا اِنِّیْ نَبِیٌّ اَوْ رَسُوْلٌ عَلٰی وَجْهِ الْحَقِیْقَةِ وَالْاِفْتِرَاءِ وَتَرَکَ الْقُرْاٰنَ وَاَحْکَامَ الشَّرِیْعَةِ الْغَرَّاءِ فَهُوَ کَافِرٌ کَذَّابٌ۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت ﷺ کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے، تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا۔ اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے" (انجام آتھم - روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۷، ۲۸ حاشیہ)

مستقل نبوت

"بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔ (حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۰ حاشیہ)

مستقل نبی

یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ (اخبار عام ۲۳/ مئی ۱۹۰۸ء)[1]

[1] بحوالہ بدر نمبر ۲۳ جلد ۷ صفحہ ۱۰ ۱۱/ جون ۱۹۰۸ء

نبوت ظلی یا بروزی "یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ سے ظاہر ہے۔ پس مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلّیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبر۔"

منہ۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹)

""ظلّی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی رہے گی"۔ (حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰)

امتی نبی "جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے پایا ہے نہ براہ راست"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۱)

نبوت تامہ "اَلْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ النُّبُوَّةَ التَّامَّةَ الْحَامِلَةَ لِوَحْيِ الشَّرِيْعَةِ قَدِ انْقَطَعَتْ" (توضیح مرام صفحہ ۱۳ ــــ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۱) ترجمہ۔ مذکورہ حدیث بتا رہی ہے کہ نبوت تامہ جو وحی تشریعی والی ہوتی ہے بند ہو چکی ہے۔

جزئی نبوت اس کی تعریف میں حضرت صاحب لکھتے ہیں "وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتداء سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے"

(توضیح مرام صفحہ ۱۲، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰)

ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم

"محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں"

(توضیح مرام صفحہ ۱۲ 'روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰)

جزئی نبوت کی یہ تعریف جو آپ نے کی ہے توضیح مرام میں ہے اور جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں توضیح مرام کے وقت آپ کا یہی خیال تھا کہ جس قسم کی نبوت مجھے حاصل ہے یہ در حقیقت نبوت نہیں اور سب محدث میرے شریک ہیں۔ چنانچہ اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے اس میں محدث کو نبی قرار دیا ہے حالانکہ جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں بعد میں آپ نے اس بات کو کہ محدث بھی نبی کہلا سکتا ہے غلط ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ محدث نبی نہیں کہلا سکتا۔ پس یہ حوالہ تو محدثیت کے عقیدہ کے ترک کرنے کے ساتھ ہی ۱۹۰۱ء سے منسوخ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود اس خیال کو ہی رد کر چکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ۱۹۰۰ء کے بعد حضرت مسیح موعود نے اپنی نبوت کے متعلق کہیں بھی جزوی یا ناقص نبوت نہیں لکھا۔ حالانکہ اس سنہ کے بعد جس کثرت سے نبوت کا ذکر آپ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ پہلی کتابوں میں اس کثرت سے نہیں ملتا۔ پس ایک طرف محدثیت کے نام کا ترک اور نبوت کی تعریف میں تبدیلی اس بات پر شاہد ہیں کہ جزوی نبوت کی اصطلاح کو حضرت صاحب ترک کر چکے ہیں تو دوسری طرف اس لفظ کا ہی ترک کر دینا ثابت کرتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو پہلے ایسا نبی خیال نہیں کرتے تھے۔ ہاں اگر کوئی شخص جزوی نبی کی اصطلاح سے یہ مراد لے کہ نبوت تو ہے۔ لیکن ساتھ شریعت جدیدہ نہیں تو ان معنوں سے ہم اس لفظ کو قبول کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مذکورہ بالا اصطلاحات اور ان کے وہ معنی جو خود حضرت مسیح موعودؑ نے کئے ہیں۔ دیکھ کر ہر ایک دانا انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ان سب اصطلاحات کے صرف اس قدر معنی ہیں کہ ایک نبی شریعت لانے والے ہوتے ہیں۔ ایک بغیر شریعت کے ہوتے ہیں۔ اور ایک نبی دوسرے کی اتباع سے نبی بنتے ہیں۔ پس اگر حضرت مسیح موعود نے کہا کہ میں حقیقی نبی نہیں ہوں یا مستقل نبی نہیں ہوں یا میری نبوت تامہ نہیں ہے تو ان سب اصطلاحات کے صرف اس قدر معنی ہوں گے کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے اور نہ آپ کو نبوت بلا واسطہ ملی ہے اور اگر اپنے آپ کو اس کے مقابلہ میں ظلّی یا بروزی کہتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی نبوت بالواسطہ ہے اور

آنحضرت ﷺ کی اتباع سے ہے اور یہی عقیدہ ہمارا ہے لیکن ہم یہ جائز نہیں سمجھتے کہ کوئی نادان ان معنوں کو چھوڑ کر جو خود حضرت مسیح موعود نے ان حوالہ جات کے کئے ہیں اور معنی کرے اور کہے کہ دیکھو مسیح موعود نے اپنی نبوت سے انکار کیا ہے حضرت مسیح موعود کے اپنے کئے ہوئے معنوں سے باہر جانے کی اجازت کسی کو نہیں- کیونکہ یہ الفاظ لغت میں ان معنوں کے ساتھ استعمال نہیں ہوتے- جن میں حضرت مسیح موعود نے ان کو استعمال کیا ہے پس یہ حضرت مسیح موعود کی اصطلاحات سے ہیں- اور وہی معنی ان کے جائز ہو سکتے ہیں جو خود آپ نے کئے- نہ وہ جو دوسرا اپنے ذہن سے بنالے اور نہ وہ جو لغت میں آئیں-

پس ہماری جماعت کے لوگ خوب یاد رکھیں کہ یہ حضرت صاحب کی اپنی اصطلاحات ہیں اور اگر کوئی شخص ان کو پیش کر کے ان کے معنی اپنے پاس سے کرنے لگے مثلاً یہ کہہ دے کہ حقیقی نبی وہ ہوتا ہے جو واقعہ میں نبی ہو کیونکہ حقیقی کے لغت میں یہی معنی ہیں اور چونکہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ میں حقیقی نبی نہیں- سو معلوم ہؤا کہ آپ در حقیقت نبی نہ تھے تو ایسے شخص کو صاف کہہ دیں کہ اس غلط بیانی سے باز آؤ- اور مسیح موعود کی کتابوں سے تمسخر نہ کرو- مسیح موعود نے جب خود ان الفاظ کے معنی کر دیئے ہیں تو تم کون ہو کہ اور معنی کرو- اور وہ معنی جو حضرت مسیح موعود نے کئے ہیں یہ ہیں کہ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا- اور میری نبوت بلاواسطہ نہیں- اور یہی ہمارا مذہب ہے- اصطلاحات کے معنی کرنے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے اور اپنی طرف سے معنی کرنے جائز نہیں ورنہ حق کی مخالفت ہوگی- اور جب انسان حق کی مخالفت کرتا ہے تو اس کی زبان پر ایسا کلام جاری ہو جاتا ہے جو اسے حق سے دور ہی دور کرتا چلا جاتا ہے- چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں وہ خدا کے سب بزرگوں سے منکر ہو رہے ہیں اور حفظ مراتب کا خیال ان کے دل سے نکل گیا ہے- اور اپنے جوشوں میں اندھے ہو کر خدا تعالیٰ کے برگزیدوں پر ہاتھ ڈالنے سے نہیں ڈرتے جو ایک قابل خوف علامت ہے- مؤمن کو چاہئے ہر ایک بحث و تکرار کے وقت اپنے جوش کو قابو میں رکھے- اور اپنے مدمقابل کی حالت پر نظر نہ کرے بلکہ یہ دیکھے کہ میں کس شخص کے متعلق کلام کر رہا ہوں- اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کے لئے نہایت غیور ہوتا ہے- جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے- اس وقت تک لاکھوں برگزیدہ انسان گذر چکے ہیں اور لاکھوں کروڑوں نے ان کی مخالفت کی ہے لیکن کبھی ایسا نہیں ہؤا کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کی ہتک کرنے والا اور ان کو دکھ دینے والا انسان سزا سے بچ گیا ہو- اور اگر ہو تو لوگ دین سے بالکل پھر

جائیں اور بہتوں کے ایمان ضائع ہو جائیں- اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کا ثبوت تو قادرانہ کاموں سے ہی دیتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو انسان کی مادی آنکھ کہاں دیکھ سکتی ہے- اور اگر اس کی قدرت اپنے ظہور سے رک جائے تو خدا تعالیٰ کا ماننا انسان کے لئے ناممکن ہو جائے- پس یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے پیاروں کی ہتک ہمیشہ نقصان دہ ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی غیرت اس پر بھڑک اٹھتی ہے مجھے یہ معلوم کر کے نہایت افسوس ہؤا ہے کہ بعض لوگ جن کو یہ نہیں معلوم کہ حضرت مسیح موعود نے مذکورہ بالا اصطلاحات کے کیا معنی کئے ہیں- اپنی طرف سے ان اصطلاحات کے معنی کرتے ہیں- اور پھر حضرت مسیح موعود کی ہتک کر بیٹھتے ہیں- چنانچہ ذیل میں اس قسم کا ایک واقعہ لکھا جاتا ہے-

برادرم قاضی محمد یوسف خان صاحب پشاوری جو مبائعین کی جماعت میں شامل ہیں- اور ایک اور شخص کے درمیان جو غیر مبائعین سے ہے اور جس کا نام لکھنے کی ضرورت نہیں کسی موقع پر نبوت کے متعلق گفتگو ہو پڑی- غیر مبائع صاحب نے کہا کہ مردان کے منشی محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ ہم تو آنحضرت ﷺ اور مرزا صاحب دونوں کو ایک جیسا مانتے ہیں اس پر قاضی محمد یوسف صاحب نے جواب دیا کہ درجہ کے لحاظ سے تو ہم ایک جیسا نہیں مانتے آنحضرت ﷺ آقا تھے- حضرت مسیح موعود غلام تھے- آنحضرت ﷺ استاد تھے- مسیح موعود شاگرد تھے- ہاں یہ ہمارا ایمان ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ ظلّی طور پر آنحضرت ﷺ کے کمالات پانے کی وجہ سے آپ ان کے مشابہ ہو گئے- اور یہ ان کا قول بالکل درست تھا لیکن غیر مبائع صاحب اس بات کو سن کر جوش میں آ گئے- اور کہنے لگے کہ ظل کیا شئے ہے ظل تو اصل کا پاخانہ اٹھانے کے قابل بھی نہیں ہوتا- اور جب ان کو کہا گیا کہ آپ تو مسیح موعود کی ہتک کرتے ہیں تو آپ بجائے شرمندہ ہونے کے کہنے لگے کہ ظل تو اس قابل ہے کہ پاؤں میں روند کر پاخانہ میں پھینک دیا جائے- جب اس پر پھر ان کو سمجھایا گیا- تو کچھ سوچ کر اپنی غلطی معلوم کی- اور اپنے پچھلے فقرات کی اور کوئی تاویل کرنی چاہی اور کہا کہ میرا مطلب وہ نہ تھا جو آپ لوگ سمجھے ہیں بلکہ اور تھا- چنانچہ یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی ایک یہودی کا پاخانہ دھویا تھا- لیکن یہ خیال نہ کیا کہ میں آنحضرت ﷺ کی افضلیت پر بھی حملہ کر رہا ہوں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ- یہ سب نتیجہ تھا حق کی مخالفت کا- اور ظل کے معنی نہ سمجھنے کا- احادیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن سات قسم کے مؤمنوں کے سر پر اللہ کا سایہ ہو گا- اب بتاؤ کہ کیا اس ظل کی بھی ہتک

کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔ بادشاہ ظل اللہ کہلاتا ہے۔ کیا اسے بھی اسی اصل کے ماتحت مارنے پر آمادہ ہو جاؤ گے۔ کیا ظل کا لفظ صرف اس سایہ کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے جو انسان یا درخت کا دھوپ کی وجہ سے زمین پر پڑتا ہے اگر نہیں تو پھر اس سایہ پر مسیح موعود کی نبوت کا قیاس کیوں کرتے ہو۔ مسیح موعود تو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور مقرب تھا۔ اور ایک محبوب کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور آنحضرت ﷺ اسے اپنا وجود قرار دیتے ہیں۔ اپنا نام اور اس کا نام ایک بتاتے ہیں۔ تم کسی ایسے ظل کی ہی ہتک کر کے بتا دو جو ظاہر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یعنی کسی دنیاوی بادشاہ کے ملک میں اس کا ایک مجسمہ بنا کر یا اس کی تصویر لے کر اسے علی الاعلان جلا دو۔ یا کسی افسر کے سامنے جا کر اس کے سایہ کو جوتیاں مارنے لگ جاؤ۔ دیکھو تو تمہارا کیا حال ہوتا ہے یا پاگل خانہ میں بھیجے جاؤ گے یا جیل خانہ میں۔ ہندوستان میں ایسے کئی واقعات ہو چکے ہیں کہ بعض شریروں نے ملکہ معظمہ یا ملک ایڈورڈ ہفتم کے بت کی ہتک کی۔ تو ان کو سزا دی گئی۔ پس جب دنیاوی بادشاہوں اور افسروں کے ظل اور مجسموں کی جو بے جان ہیں اور اپنی کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہتک کرنے پر سزا ملتی ہے تو کیوں خدا تعالیٰ کا مأمور اور آنحضرت ﷺ کا ظل ہی ایسی حقیر شئے ہے کہ اس کی جس طرح چاہو ہتک کر لو؟ کسی قسم کی سزا کا خوف نہیں۔ کوئی کہتا ہے ظل کو جوتیاں مارنا جائز ہے کوئی کہتا ہے اسے پاخانہ میں پھینک دینا جائز ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کا خوف دل سے بالکل نکل گیا ہے کہ اس حد تک نوبت پہنچ گئی۔ خوب یاد رکھو کہ اس ظل کے وہ معنی نہیں جو یہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ بلکہ اس ظل کے معنی صرف یہ ہیں کہ آپ نے سب کمالات آنحضرت ﷺ کی اتباع سے پائے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اپنے جوشوں سے اندھے ہو کر مسیح موعود کی ہتک کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں سمجھ دے اور ان کی آنکھیں کھولے تا حق و باطل میں تمیز کر سکیں اور خدا تعالیٰ کا مقابلہ کر کے اپنے آپ کو تباہ نہ کر لیں۔ اللھم آمین۔

مجازی نبی

جو اصطلاحات میں نے اوپر ذکر کی ہیں ان کے علاوہ ایک اصطلاح اور بھی ہے جس کا ذکر میں الگ کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ مجازی نبی کی اصطلاح ہے۔ جناب مولوی صاحب نے اس اصطلاح پر خاص زور دیا ہے اور لکھتے ہیں کہ دیکھو حضرت مسیح موعود نے صاف لکھ دیا ہے کہ "سُمِّیْتُ نَبِیًّا مِنَ اللّٰهِ عَلٰی طَرِیْقِ الْمَجَازِ لَا عَلٰی وَجْهِ الْحَقِیْقَةِ" (ترجمہ)۔ اور میرا نام نبی اللہ کی طرف سے مجازی طور پر رکھا گیا ہے نہ حقیقی طور پر۔ میں حیران ہوں جب میاں صاحب کے اس فقرہ کو پڑھتا

ہوں کہ "اگر حقیقی کے مقابلہ میں نقلی یا بناوٹی یا اسمی نبی کو رکھا جائے تو میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں" مگر مرزا صاحب باوجود نقلی بناوٹی یا اسمی نبی نہ ہونے کے کہتے ہیں کہ خدا نے میرا نام حقیقی رنگ میں نبی نہیں رکھا بلکہ صرف مجازی طور پر۔ میں کس طرح سمجھ لوں کہ میاں صاحب کو آج تک یہ بھی علم نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے حقیقی کن معنوں میں استعمال کیا ہے۔ جب ایک مرتبہ نہیں کئی بار حضرت کی تحریروں میں حقیقی کے بالمقابل اپنی نبوت کو مجازی کہا ہے کیا حقیقت اور مجاز کا فرق میاں صاحب کو معلوم نہیں؟ پھر کیوں انہوں نے جان بوجھ کر حقیقی کے خلاف بناوٹی اور نقلی رکھا ہے محض اس لئے کہ حقیقت پر پردہ پڑا رہے۔ حضرت صاحب تو حقیقی کے مقابل پر مجازی رکھیں اور میاں حقیقی کے مقابل نقلی اور بناوٹی رکھ کر آپ کی تحریر کا استخفاف کرتے ہیں"......

مجھے افسوس ہے کہ جناب مولوی صاحب کو میرے حقیقی کے مقابلہ پر اگر کے ساتھ مشروط کر کے نقلی رکھنے پر اس قدر طیش آگیا۔ اور میرے یہ الفاظ آپ کی تکلیف کا باعث ہوئے مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ اس طیش کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی میں نے لکھا تھا کہ اگر حقیقی کے معنی یہ کئے جائیں کہ نئی شریعت لانے والا نبی (جو معنی خود مسیح موعود نے کئے ہیں) تو میں بھی حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی نہیں مانتا۔ لیکن اگر حقیقی کے مقابلہ میں بناوٹی یا اسمی رکھا جائے تو میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ میں نے اگر کے ساتھ مشروط کر کے بتایا تھا کہ اگر فلاں معنی کئے جائیں۔ تب میں آپ کو بناوٹی نہ قرار دوں گا بلکہ حقیقی لیکن جناب مولوی صاحب کو نہ معلوم اس پر کیوں طیش آگیا۔ حالانکہ قرآن کریم میں وہ لکھا دیکھتے ہیں کہ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ۔(الزخرف: ۸۲) اگر رحمٰن کا بیٹا ہو تو میں اس کی سب سے پہلے پرستش کرنے کو تیار ہوں (مگر چونکہ ہے ہی نہیں میں پرستش نہیں کرتا) اسی طرح وہ میرے فقرہ کو سمجھ لیتے کہ حضرت مسیح موعود کے معنوں کے خلاف اگر کوئی شخص حقیقی کے یہ معنی کرے کہ نقلی یا بناوٹی نہ ہو تو میں مسیح موعود کو حقیقی نبی ہی سمجھوں گا۔ اور اگر مولوی صاحب کو سمجھ میں اس فقرہ کا مطلب یہی ہے کہ میں نے آپ کو حقیقی کہا تو غالباً اس آیت سے کہ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ یعنی اگر رحمٰن کا بیٹا ہو تو میں اس کی سب سے پہلے پرستش کرنے کے لئے تیار ہوں وہ یہی مطلب لیتے ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے تھے۔ اگر وہ کہیں کہ جبکہ ہم سارے قرآن کریم میں یہ لکھا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہیں تو اس آیت سے جس کے پہلے اگر لگا ہوا ہے کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ آپ خدا کا بیٹا مانتے تھے تو وہ بتائیں کہ جب القول الفصل میں کئی جگہ میں نے لکھا ہے کہ

میں مرزا صاحب کو حقیقی نبی نہیں مانتا تو پھر اس فقرہ سے جس کے پہلے اگر لگا ہؤا ہے کس طرح حقیقی نبی کا مفہوم سمجھا گیا- میں نے تو اس جگہ یہ بتایا تھا کہ اصطلاحات کے تغیّر سے الفاظ کے استعمالات میں بھی تغیر پیدا ہو جاتا ہے- مجھے افسوس ہے کہ اس طیش میں آکر جناب مولوی صاحب نے مجھ پر دھوکے کا الزام بھی لگایا ہے- لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں- اس لئے قابل افسوس نہیں-

اب میں اس بات کی طرف آتا ہوں کہ حقیقۃ الوحی میں جو یہ عبارت ہے کہ میرا نام اللہ تعالیٰ نے مجاز کے طور پر نبی رکھا ہے نہ کہ حقیقت کے طور پر- اس کے کیا معنی ہیں- اور کیا اس نبوت کو مجازی قرار دینا ثابت نہیں کرتا کہ حضرت مسیح موعود حقیقت میں نبی نہ تھے؟ بلکہ جس طرح بہادر آدمی کو مجازاً شیر کہہ دیتے ہیں- اور وہ اس سے در حقیقت شیر نہیں ہو جاتا- اسی طرح حضرت صاحب کو نبی کہہ دیا گیا ہے اور اس سے آپ در حقیقت نبی نہیں ہو گئے-

سو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ایسا خیال مجاز و حقیقت کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے- اگر جناب مولوی صاحب بجائے مجھ پر الزام لگانے کے کہ میں مجاز کے معنوں کو چھپاتا ہوں- اس بات کی کوشش فرماتے کہ حقیقت کے معنی دریافت کرلیں تو شاید انہیں حضرت صاحب کی مذکورہ بالا تحریر میں مجاز کا لفظ دیکھ کر اس قدر خوشی نہ ہوتی جو اب حاصل ہوئی ہے کیونکہ اس صورت میں ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ حوالہ ان کے لئے ہرگز مفید نہیں بلکہ اس حوالہ سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کوئی نئی شریعت نہیں لائے اور اس بات کا انکار کسے ہے کہ آپ غیر تشریعی تھے- پس اس حوالہ سے یہ ثابت کرنا کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ آپ کو نبی اسی رنگ میں کہا گیا ہے جس رنگ میں کہ ایک بہادر آدمی کو شیر کہا جاتا ہے- اور جس طرح وہ بہادر آدمی شیر نہیں ہو جاتا- آپ اس طرح نبی کہنے سے نبی نہیں ہو جاتے ہرگز درست نہیں- چنانچہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے میں علم اصول کی کتاب نورالانوار سے حقیقت و مجاز کی تعریف نقل کر دیتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آپ کو کیا دھوکا لگا ہے-

نورالانوار میں حقیقت و مجاز کی تعریف حسب ذیل لکھی ہے:

اَمَّا الْحَقِیْقَةُ فَاِسْمٌ لِکُلِّ لَفْظٍ اُرِیْدَ بِهٖ مَا وُضِعَ لَهٗ..... وَالْمُرَادُ بِالْوَضْعِ تَعْیِیْنُهٗ لِلْمَعْنٰی بِحَیْثُ یَدُلُّ عَلَیْهِ مِنْ غَیْرِ قَرِیْنَةٍ- فَاِنْ کَانَ ذٰلِکَ التَّعْیِیْنُ مِنْ جِهَةِ وَاضِعِ اللُّغَةِ فَوَضْعٌ لُغَوِیٌّ- وَاِنْ کَانَ مِنَ الشَّارِعِ فَوَضْعٌ شَرْعِیٌّ- وَاِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ مَخْصُوْصٍ فَوَضْعٌ عُرْفِیٌّ خَاصٌّ وَاِلَّا فَوَضْعٌ عُرْفِیٌّ عَامٌّ- وَالْمُعْتَبَرُ فِی الْحَقِیْقَةِ هُوَ الْوَضْعُ بِشَیْءٍ مِنَ

اَلْاَوْضَاعِ الْمَذْکُوْرَۃِ وَفِی الْمَجَازِ عَدْمُہٗ" (نور الانوار شرح المنار صفحہ ۹۲)

(ترجمہ) حقیقت اس لفظ کو کہتے ہیں جس سے مراد وہی معنی لئے گئے ہوں جن کے لئے وہ مقرر کر لیا گیا ہو... اور وضع یعنی مقرر کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس لفظ سے کسی قرینہ کے بغیر وہ معنی سمجھے جاتے ہوں۔ اب اگر یہ تعیین واضع لغت کی طرف سے ہو تو وضع لغوی کہلائے گی۔ اور اگر شریعت نے تعیین کی ہو تو وضع شرعی ہوگی۔ اور اگر کسی خاص گروہ کی تعیین ہو تو وضع عرفی خاص کہلائے گی۔ اور اگر عرف عام سے یہ تعیین پیدا ہو گئی تو وضع عرفی عام کہلائے گی۔ اور حقیقت کی تعریف میں یہ تمام قسمیں ملحوظ ہیں (پس حقیقت کی چار قسمیں ہوں گی۔ حقیقۃ لغویہ۔ حقیقۃ شرعیہ۔ حقیقۃ عرفیہ خاص۔ حقیقۃ عرفیہ عام) اور مجاز میں بھی انہی تعیینوں کا عدم ملحوظ ہے (پس مجاز کی بھی چار قسمیں ہوں گی۔ مجاز وضعی۔ مجاز شرعی۔ مجاز عرفی خاص۔ مجاز عرفی عام)

اس عبارت سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ حقیقت کی چار قسمیں ہیں۔ حقیقت لغویہ۔ حقیقت شرعیہ۔ حقیقت عرفیہ خاص۔ اور حقیقت عرفیہ عام۔ اور ان میں سے ہر ایک حقیقت کے مقابلہ میں ایک مجاز ہوتا ہے یعنی اگر حقیقت لغویہ ہو تو اس کے مقابلہ میں مجاز لغوی ہو گا۔ اور اگر حقیقت شرعیہ ہے تو اس کے مقابلہ میں مجاز شرعی ہو گا۔ اور اگر حقیقت عرفیہ خاص ہے تو اس کے مقابلہ میں مجاز عرفی خاص ہو گا۔ اور اگر حقیقت عرفیہ عام ہے تو اس کے مقابلہ میں مجاز عرفی عام ہو گا۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ مجاز ہمیشہ حقیقت کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ اور حقیقت سے مجاز کا پتہ لگایا جاتا ہے نہ کہ مجاز سے حقیقت کا۔ اب اس مسئلہ کے صاف ہونے کے بعد دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جو حقیقی نبوت کا لفظ استعمال کیا ہے تو مذکورہ بالا چار حقیقتوں میں سے کس حقیقت کے ماتحت یہ لفظ آتا ہے تاکہ مجاز کے معنی اسی حقیقت کے مقابل کی مجاز کے کئے جائیں اب ہم نبی کے معنی جب لغت میں تلاش کرتے ہیں تو اسکا مطلب صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کثرت سے امور غیبیہ ظاہر ہوں جو اہم امور کے متعلق ہوں۔ اور خدا تعالیٰ اس کا نام نبی رکھے۔ اور شریعت لانے والے کی شرط دنیا کی کسی لغت میں نہیں پاتے پس معلوم ہُوا کہ یہ حقیقت لغویہ نہیں ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یہ حقیقت شرعیہ ہے تو قرآن کریم یا احادیث میں بھی نبی کے معنی وہی ملتے ہیں۔ جو لغت کرتی ہے۔ اور جو میں بالتفصیل پہلے لکھ آیا ہوں۔ پس یہ حقیقت شرعیہ بھی نہیں۔ ہاں اگر عوام کے محاورہ کو دیکھیں تو ان کے ہاں نبی بے شک اسی کو کہتے ہیں جو شریعت جدیدہ لائے یا بلاواسطہ نبوت پائے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ عوام اپنی نادانی سے نبی کی جو حقیقت بتاتے ہیں اس کے

لحاظ سے حضرت مسیح موعود پر نبی کا لفظ مجازاً استعمال ہوتا ہے مگر اس کے معنی صرف یہ ہوں گے کہ آپ عوام کی اصطلاح کے رو سے نبی نہ تھے یعنی شریعت جدیدہ نہ لائے تھے۔ اور یہ معنی نہ ہوں گے کہ آپ شریعت کے معنوں سے بھی مجازی نبی تھے۔ اب رہی چوتھی حقیقت یعنی حقیقت عرفیہ خاص۔ سو اور لوگوں کی اصطلاحات تو ہمیں تلاش کرنے کی حاجت نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں دیکھیں تو آپ نے بھی عوام کو اپنی نبوت کی قسم سمجھانے کے لئے ایک اصطلاح قرار دے لی ہے اور اس کی یہ حقیقت قرار دی ہے کہ وہ شریعت لائے۔ اور اس کی وجہ صاف ہے۔ اور وہ یہ کہ عوام الناس میں نبی کی حقیقت شریعت کا لانا سمجھا جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود نے بھی عوام کو سمجھانے کے لئے انہی کی فرض کردہ حقیقت کو تسلیم کر کے انہیں سمجھایا ہے کہ میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ کوئی شریعت جدیدہ لایا ہوں۔ بلکہ ان معنوں کے رو سے میں مجازی نبی ہوں یعنی شریعت لانے والے نبیوں سے ایک رنگ میں مشابہت رکھتا ہوں۔ گو شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی جدید شریعت نہیں۔ پس یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے عوام الناس کے خیال میں نبی کی جو حقیقت ہے اس کے لحاظ سے اور عوام الناس کو سمجھانے کے لئے جو حقیقت نبوت بطور ایک اصطلاح کے فرض کی ہے۔ اس کے لحاظ سے بھی آپ مجازی نبی ہیں۔ اور اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ آپ شریعت نہیں لائے نہ یہ کہ اسلام کی اصطلاح میں بھی آپ نبی نہیں ہیں۔

اب بتاؤ کہ وہ کون سا شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کی نبوت کو تشریعی نبوت قرار دیتا ہے جس کے قائل کرنے کے لئے مجازی نبوت پر اس قدر زور دیا جاتا ہے۔ میں اور میرے سب مرید تو آپ کو ایسا ہی نبی تسلیم کرتے ہیں جس نے کوئی جدید شریعت جاری نہیں کی اور نہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت کے بغیر نبی ہوئے بلکہ ہم تو ایسے خیال کو کفر خیال کرتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے آنحضرت ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے سب دروازے بند ہیں۔ اور سوائے اس شخص کے جو اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کی محبت میں فنا کر دے۔ اور کسی کو کوئی درجہ نہیں مل سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسی سے خوش ہے جو آپؐ کی فرمانبرداری کا جوا اپنی گردن پر اٹھاتا ہے۔ اور جو شخص آپؐ کی جناب سے روگردانی کرتا ہے وہ اس دنیا میں بھی ذلیل ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ عزت صرف آپؐ کی غلامی میں ہے۔ اور بڑائی آپؐ کی کفش برداری میں۔ خدا تعالیٰ کی معرفت آپؐ کی معرفت پر موقوف ہے اور خدا تعالیٰ کا قرب آپؐ کے قرب پر بند۔ نبوت تو ایک

بڑی شئے ہے۔ ہمارا خیال کیا یقین ہے کہ آپ کی اطاعت کے بغیر تو معمولی تقویٰ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ پس ہمارے مقابلہ میں آپ وہ حوالے کیوں پیش کرتے ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت آنحضرت ﷺ کے فیضان سے ہے۔ ہم نے کب انکار کیا ہم تو آپ سے بہت زیادہ اس امر کے قائل ہیں۔ اور مسیح موعود کے درجہ کی بلندی کی وجہ صرف یہی مانتے ہیں کہ مسیح موعود آپ کی فرمانبرداری میں سب پہلوں اور پچھلوں سے بڑھ گیا۔ اور آنحضرت ﷺ کی جو معرفت آپ نے پائی اور کسی نے نہ پائی اور یہی تو وجہ ہے کہ آپ کو نبوت کا درجہ ملا۔ اور کسی کو نہ ملا۔

ممکن ہے اوپر کے مضمون کا ایک حصہ بعض لوگ نہ سمجھیں۔ کیونکہ اس میں بعض اصطلاحات آگئی ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو بعض لوگ شیر کی مثال دے دے کر ڈرانا چاہیں اس لئے میں اس مضمون کو اور رنگ میں عام فہم کر کے بیان کر دیتا ہوں۔ تا ہر ایک طالب حق اس کو سمجھ لے۔ اور جان لے کہ یہ شیر کی مثال بھی ایک ڈراوا ہے ورنہ اس کا اثر حضرت صاحب کے دعوے پر کچھ نہیں پڑتا۔

اس مضمون کے اچھی طرح سمجھنے کے لئے یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ مجازی کا لفظ جب کسی اور لفظ کے ساتھ ملایا جائے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ در حقیقت کچھ ہے ہی نہیں۔ اور صرف نام رکھ دیا گیا ہے۔ بلکہ یہ لفظ مختلف معنی دیتا ہے۔ اور ہمیشہ اس سے یہی مراد نہیں ہوتی کہ جس لفظ کے ساتھ وہ لگایا گیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی بھی حقیقت ثابت نہیں۔ بلکہ جس حقیقت کو مدِّنظر رکھ کر یہ لفظ بڑھایا جائے۔ صرف اسی کے عدم پر دلالت کرتا ہے۔

شیر ایک جانور کا نام ہے۔ اور اردو کا لفظ ہے۔ جب ایک آدمی کو ہم شیر کہہ دیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ لغت میں شیر جس چیز کا نام ہے یہ شخص اس سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور لغت کے لحاظ سے آدمی کا نام شیر مجازی معنوں کے رو سے ہے۔ لیکن فرض کرو۔ اگر کوئی جماعت شیر کے لفظ کے کوئی اور معنی مقرر کرے۔ تو جب ان اصطلاحی معنوں کے رو سے شیر کا لفظ بولا جائے گا تو لغت کے لحاظ سے تو وہ حقیقت کے خلاف ہو گا لیکن اس جماعت کی اصطلاح کے رو سے وہ حقیقت ہی ہو گا۔ یہ تو ایک فرضی مثال ہے۔ اب میں ایسی مثالیں دیتا ہوں۔ جو اس وقت ہماری زبان میں موجود ہیں۔ نماز اردو فارسی میں اس عبادت کا نام مشہور ہے جو مسلمانوں میں رائج ہے۔ اگر کوئی مسلمان نماز کا لفظ بولتا ہے۔ تو مسلمانوں میں مشہور ہونے کے لحاظ سے نماز کے حقیقی معنی اس عبادت کے

ہوں گے جو مسلمان کرتے ہیں اور اگر کوئی مسلمان اس لفظ کو ہندوؤں کی عبادت یا عیسائیوں کی عبادت یا پارسیوں کی عبادت کے لئے استعمال کرے۔ مثلاً عیسائیوں کے گرجا کرنے کا نام یہ رکھے کہ عیسائی نماز پڑھ رہے ہیں یا پارسیوں کے دعا کرنے کا نام یہ رکھے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو اس مسلمان کا عیسائیوں یا پارسیوں کی عبادت کو نماز کہنا مسلمانوں کے عرف کے لحاظ سے مجازی کہلائے گا۔ یعنی در حقیقت وہ اسلامی نماز تو نہیں۔ لیکن چونکہ عبادت کے لحاظ سے مشابہ ہے۔ اس لئے اس کا نام مجازاً نماز رکھ دیا گیا مگر یہی لفظ ایک پارسی کہ وہ بھی اپنی عبادت کو نماز کہتا ہے۔ کیونکہ نماز فارسی لفظ ہے اور فارس کا مذہب اسلام سے پہلے زرتشتی مذہب تھا۔ یا ایک بابی کہ وہ بھی اپنی عبادت کا نام نماز ہی رکھتا ہے۔ اپنی عبادت کے متعلق استعمال کرتے اور کہتے کہ ہم نماز پڑھنے لگے ہیں۔ تو اب یہ پارسیوں یا بابیوں کے مذہب کے رو سے مجاز نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے حقیقی معنوں کے رو سے ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک نماز ایسی عبادت کا نام ہے جو وہ کرتے ہیں۔ پس چونکہ نماز ایک شرعی کام ہے مسلمانوں کے منہ سے یہ لفظ اسلامی عبادت کے متعلق نکلے تو حقیقی معنوں کے رو سے ہوگا۔ اور پارسیوں یا بابیوں کی عبادت کے متعلق نکلے تو مجازی معنوں میں اس کا استعمال سمجھا جائے گا اس کے خلاف ایک پارسی یا بابی جب اپنی عبادت کے متعلق نماز کا لفظ استعمال کرے تو وہ حقیقی معنوں کے رو سے ہوگا۔ اور جب اسلامی عبادت کے متعلق استعمال کرے تو وہ مجازی معنوں کے رو سے ہوگا۔

اسی طرح رسول کا لفظ ہے۔ لغت میں اس کے معنی بھیجے ہوئے کے ہیں جب زبان عربی میں رسول کے لفظ کا کسی ایسے شخص پر جسے کسی کام کے لئے بھیجا گیا ہے استعمال کیا جائے گا۔ تو لغت کے لحاظ سے یہ بالکل درست ہوگا۔ اور کہیں گے کہ یہ لفظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہؤا ہے۔ لیکن شریعت اسلام میں رسول کا لفظ اللہ کے بھیجے ہوؤں اور نبیوں پر استعمال کیا جاتا ہے پس جب شریعت اسلام میں یہ لفظ نبی کے معنی میں استعمال ہوگا۔ تو کہیں گے کہ یہ حقیقی معنوں میں استعمال ہؤا ہے۔ لیکن جب کتب دینیہ میں کسی ایسے شخص کو جو فی الواقعہ رسول نہیں رسول کہہ دیا جائے تو کہیں گے کہ یہ لفظ مجازی طور پر استعمال ہؤا ہے گو لغت کے لحاظ سے حقیقی طور پر ہی کیوں نہ استعمال ہؤا ہو۔ اسی طرح لغت میں رسول کا لفظ مجازی تب کہا جائے گا۔ کہ ایک شخص کو کسی نے بھیجا تو نہیں۔ مگر کسی اور وجہ سے اسے رسول کہہ دیا جائے تو کہیں گے مجازاً اسے رسول کہہ دیا گیا ہے۔ غرض شریعت کے لحاظ سے تو مجازی رسول کے اور معنی ہوں گے اور لغت کے لحاظ سے اور معنی ہوں گے۔

اسی طرح مثلاً کلمہ کا لفظ ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں اس لفظ کے معنی ہیں ایک بات اور قول کے جیسے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآىِٕلُهَا وَ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ (المؤمنون: ۱۰۰-۱۰۱) یعنی جب کفار میں سے کسی پر موت وارد ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے الٰہی مجھے واپس لوٹا دیجئے۔ مجھے واپس لوٹا دیجئے۔ مجھے واپس لوٹا دیجئے تاکہ میں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ کچھ نیک عمل کرلوں۔ خبردار! یہ ایک بات ہی ہے جو اس نے کہہ دی۔ ورنہ ان کے پیچھے تو ایک روک حائل ہے قیامت تک۔ اس آیت میں ایک پورے فقرہ کو کلمہ کہا ہے اور قرآن کریم میں بیسیوں جگہ یہ لفظ استعمال ہؤا ہے۔ اور ہر جگہ جملہ اور فقرہ کے معنوں میں ہی آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی انہی معنوں میں اسے استعمال فرماتے ہیں۔ جیسے کہ فرمایا اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا لَبِیْدٌ اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔ پس محاورہ اسلام میں کلمہ کا لفظ جملہ اور فقرہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح عوام میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن صرف و نحو کی کتب میں یہ لفظ ایک الگ اصطلاح کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور کلمہ لفظ مفرد کو کہتے ہیں پس ایک نحوی جب اس لفظ کو مفرد کے معنوں میں بولے گا۔ تو وہ اس کے حقیقی معنی ہوں گے۔ اور اگر جملہ کے معنوں میں بولے گا تو یہ اس کے مجازی معنی ہوں گے لیکن اگر عام بول چال یا دین کی گفتگو میں کلمہ کا لفظ آئے گا۔ اور اس سے مراد جملہ یا فقرہ لیا جائے گا۔ تو اسے مجازی نہیں کہیں گے۔ بلکہ یہی کہیں گے کہ عام بول چال کے لحاظ سے حقیقی معنوں میں استعمال ہؤا ہے۔ اور نحویوں کی اصطلاح کے رو سے مجازی معنوں میں اور اس مجازی کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ فقرہ درحقیقت کلمہ ہوتا ہی نہیں۔

غرض کہ مجاز کبھی حقیقت بن جاتا ہے اور کبھی حقیقت مجاز بن جاتی ہے۔ اور ایک ہی لفظ ایک معنوں کے لحاظ سے شریعت میں مجاز ہوتا ہے لیکن لغت میں حقیقت ہو جاتا ہے۔ اور کبھی لغت میں مجاز ہوتا ہے۔ اور عرف خاص میں حقیقت ہو جاتا ہے اور مجاز کے معنی ہمیشہ ایک سے ہی نہیں رہتے بلکہ مختلف حالات میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور جس لفظ کی نسبت کہہ دیں کہ یہ مجازی رنگ میں استعمال ہؤا ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی اعتبار سے بھی اسے حقیقت نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جن حقیقی معنوں کو مدنظر رکھ کر اسے استعمال کیا گیا ہے۔ وہ اس میں نہیں پائے جاتے۔ گو ممکن ہے کہ کسی دوسرے اعتبار سے وہ لفظ حقیقت بھی ہو۔ جیسا کہ تلویح جو علم

اصول کی انتہائی کتب میں سے ہے۔ اس میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ (دیکھو تلویح مطبوعہ نو لکشور صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۲)

یہی حقیقت ہے جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے جناب مولوی محمد علی صاحب کو حضرت صاحب کی کتب میں مجازی کا لفظ دیکھ کر دھوکا لگا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مجازی شیر کی مثال سنی ہوئی تھی۔ اور ان کا خیال تھا کہ شاید یہ مثال مجاز کے معنی ظاہر کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ حالانکہ وہ مثال صرف لغوی مجاز کو ظاہر کرتی ہے۔ اور باقی مجاز کی تین قسموں پر اس سے بالکل روشنی نہیں پڑتی۔ بات یہ ہے کہ اگر لغت میں نبی کے معنی شریعت لانے والے کے ثابت ہو جائیں یا یہ کہ وہ بلاواسطہ نبوت پائے تو جو شخص شریعت نہیں لایا۔ اور نہ اس نے بلاواسطہ نبوت پائی ہے اسے اگر مجازاً نبی کہہ دیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ لغت جسے نبی کہتی ہے یہ وہ نبی نہیں بلکہ اس سے کسی قسم کی مشابہت ہے۔ اور اگر شریعت اسلام میں نبی کی یہ دونوں شرطیں ثابت ہو جائیں اور پھر کسی کی نسبت دینی کتب میں مجازی نبی کا لفظ مستعمل ہو۔ تو شریعت اسلام کی اصطلاح کے رو سے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ شریعت اسلام جسے نبی کہتی ہے۔ یہ وہ نبی نہیں ہے بلکہ اسے نبی سے کوئی مشابہت ہے۔ اور اگر عرف عام سے نبی میں ان دونوں شرائط کا پایا جانا ثابت ہو۔ اور پھر کسی کو عرف عام کے معنوں کو مدنظر رکھ کر مجازی نبی کہہ دیں۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ عام لوگوں کے نزدیک جسے نبی کہتے ہیں۔ یہ ویسا نبی نہیں ہے۔ گو شریعت کے مطابق نبی ہو۔

لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ نبی ایک اسلامی اصطلاح ہے۔ پس اگر کسی کی نبوت شریعت اسلام کی تعریف کی رو سے ثابت ہو جائے۔ تو وہ شریعت اسلام کے مطابق نبی ہو گا۔ خواہ لغت یا عوام کے نزدیک حقیقی نبی نہ ہو۔ اگر ایک شخص شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق نبی ہو۔ اور کسی اور اصطلاح کے رو سے مجازی نبی۔ تو اس سے اس کے نبی ہونے میں شک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نبی اصل میں ایک اسلامی عہدہ ہے۔ اس لئے اسلامی اصطلاح کا لحاظ رکھنا ضروری ہو گا۔

حقیقی اور مجازی کی اس تشریح کو سمجھنے کے بعد حضرت صاحب کے اس فقرہ کو لو کہ میں مجازی طور پر نبی ہوں۔ اور حقیقی طور پر نبی نہیں ہوں۔ اور شریعت اسلام کو دیکھو کہ وہ نبی کسے کہتی ہے اور چونکہ شریعت اسلام قرآن کریم ہی ہے اسے جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو اس میں نبی کی تعریف یہی معلوم ہوتی ہے کہ جس شخص پر کثرت سے اظہار غیب ہو اور انذاری اور تبشیری رنگ اس کی پیشگوئیوں میں پایا جائے اب یہ دونوں باتیں حضرت مسیح موعود میں پائی جاتی ہیں۔ اور تیسری یہ

بات بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نبی رکھا۔ پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے۔ اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ ہاں حضرت مسیح موعود نے لوگوں کو اپنی نبوت کی قسم سمجھانے کے لئے اصطلاحی طور پر نبوت کی جو حقیقت قرار دی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ شریعت جدیدہ لائے۔ اس اصطلاح کے رو سے حضرت مسیح موعودؑ ہرگز حقیقی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ مجازی نبی ہیں۔ یعنی کوئی جدید شریعت نہیں لائے۔

خلاصہ کلام یہ کہ مجازی نبی کے لفظ سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں کہ آپ شریعت اسلام کے مطابق نبی نہ تھے۔ بلکہ اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ نے حقیقی نبی کی جو اصطلاح مقرر فرمائی ہے۔ اور خود ہی اس کے معنی بتا دیئے ہیں۔ وہ اصطلاح آپ پر صادق نہیں آتی۔ اور اس اصطلاح کے رو سے آپ کے مجازی نبی ہونے کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ اور نہ براہ راست نبی بنے ہیں۔ نہ یہ کہ آپ نبی ہی نہیں۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں:

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسولؐ مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰-۲۱۱)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تمام ان تحریرات کا جن سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ آپ نبی نہیں۔ صرف اس قدر مطلب ہے کہ آپ کوئی جدید شریعت نہیں لائے۔ اور نہ آپ نے براہ راست نبوت پائی۔ اور میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ مجازی نبی کے معنی بھی حضرت صاحب کی کتب میں اسی قدر ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں اور جن لوگوں نے شیر کی مثال پر مجاز کو حصر کر لیا ہے انہوں نے حقیقی نبی کی حقیقت تو الگ رہی خود حقیقت و مجاز کی حقیقت کو بھی نہیں سمجھا۔ اور اسی سے دھوکا کھا کر حضرت صاحب کی کتابوں میں عَلٰی طَرِیْقِ الْمَجَازِ کا لفظ دیکھ کر دھوکے میں پڑ گئے۔ اور یہ نہ سوچا کہ اس مجاز کے صرف اتنے معنی ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے جو معنی حقیقی نبی

کے کئے ہیں- وہ معنی آپ میں نہیں پائے جاتے- نہ یہ کہ آپ خدا اور رسول اور شریعت اسلام کی تعریف کے رو سے بھی نبی نہیں-

اس مسئلہ کو اور بھی روشن کرنے کے لئے کہ حضرت مسیح موعود نے جہاں اپنے آپ کو مجازی نبی کہا ہے- اس سے قرآن کے معنوں کے رو سے مجازی نبی مراد نہیں ہے- میں ایک ثبوت خود قرآن کریم سے ہی دیتا ہوں مگر اس سے پہلے یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ مجازی شئے وہی ہوتی ہے- جس میں وہ حقیقت نہ پائی جائے جو حقیقی شئے میں ہے- مثلاً شیر ایک جانور کا نام ہے- جب ہم کسی انسان کو شیر کہتے ہیں تو اس سے ہماری یہ مراد ہوتی ہے کہ جو حقیقت شیر کی ہے وہ تو اس میں نہیں پائی جاتی ہے لیکن کسی اور مشابہت کی وجہ سے اس کا یہ نام رکھ دیا گیا ہے پس مجازی شیر کے یہ معنی ہوں گے کہ اس میں وہ شئے نہیں پائی جاتی- جو شیر کو دوسرے جانوروں سے الگ کر دیتی ہے بلکہ کوئی اور مشابہت ہے- جس کی وجہ سے اسے شیر کہہ دیا گیا ہے- اور اگر کسی جانور میں وہ بات پائی جائے جو شیر کو دوسرے جانوروں سے علیحدہ کر دیتی ہے تو اسے ضرور شیر کہیں گے کیونکہ جب ہم کسی شیر کو دیکھ کر پہچانتے ہیں کہ یہ شیر ہے تو انہی خصوصیات کی وجہ سے پہچانتے ہیں جو اس کو دوسرے جانوروں سے علیحدہ کر دیتی ہے مثلاً شیر بہادری میں مشہور ہے- لیکن یہ اس کی ایسی خصوصیت نہیں جو اور جانوروں میں نہ پائی جائے- پس اگر کسی جانور یا آدمی کو ہم بہادری کی وجہ سے شیر کہتے ہیں تو شیر کا استعمال مجازی سمجھا جائے گا- لیکن اگر کسی جنگل میں ہم ایک جانور دیکھیں اور صرف اس کی بہادری دیکھ کر اسے شیر نہ کہہ دیں بلکہ اس میں وہ باتیں پائیں جو شیر کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں تو اس کے حقیقی شیر ہونے میں کوئی شک نہ رہے گا- اور یہ جائز نہ ہوگا کہ ہم کہیں کہ یہ مجازی شیر ہے کیونکہ مجاز کا لفظ تب ہی استعمال کیا جاتا ہے جب کوئی مشابہت ہو اور اس وقت استعمال نہیں کیا جاتا جب خود حقیقت کسی شئے میں موجود ہو- یا مثلاً ہاتھی میں ایک خصوصیت سونڈ کی ایسی ہے جو اور کسی جانور میں نہیں پائی جاتی- اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہاتھی کے سوا سونڈ کسی جانور میں نہیں پائی جاتی- مگر اس سونڈ کے علاوہ ہاتھی بہت موٹا بھی ہوتا ہے لیکن اس کا موٹا ہونا کوئی ایسی صفت نہیں جو اور جانوروں میں نہ پائی جاوے- پس اگر ہم کسی موٹے جانور کو ہاتھی کہہ دیں تو یہ مجاز کہلائے گا- لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ ہم نے ایک سونڈ والا ہاتھی دیکھا تو اس کے ہرگز یہ معنی نہ ہوں گے کہ مجازی ہاتھی دیکھا یعنی کوئی موٹا آدمی دیکھ لیا- بلکہ اس کے معنی یہی ہوں گے کہ حقیقی ہاتھی دیکھا- اس مثال سے میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ کسی لفظ کے استعمال کو مجازی اسی وقت تک

کہتے ہیں۔ جب اس میں وہ حقیقت نہ پائی جائے۔ جو اصل کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔ اور جب وہ حقیقت پائی جائے جو کسی اور میں نہیں پائی جاتی تو اسے مجازی نہیں کہہ سکتے۔ اس اصل کو سمجھ کر جب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو اس میں نبیوں اور رسولوں کی ایک ایسی خصوصیت بیان ہے جس کی نسبت وہ فرماتا ہے کہ یہ کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔ پس جس میں وہ خصوصیت پائی جائے گی اسے ہم مجازی نبی نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ شریعت اسلام کے رو سے حقیقی نبی ہو گا خواہ کسی اور اصطلاح کے رو سے مجازی نبی ہو وہ خصوصیت اظہار علی الغیب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی سوائے رسولوں کے میں اظہار علی الغیب کا مرتبہ کسی کو نہیں دیتا۔ پس یہ خصوصیت جس میں پائی جائے گی وہ شریعت اسلام کے رو سے مجازی نبی کبھی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اسلام کی اصطلاح میں وہ حقیقی نبی ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں رسولوں کے سوا کسی کو غیب پر غلبہ دیتا ہی نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے غیب پر کثرت سے اطلاع دی جاتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اسلام کی اصطلاح کے رو سے حضرت مسیح موعودؑ ہرگز مجازی نبی نہیں۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے میں ایک اور مثال دیتا ہوں۔ کیونکہ مثالوں سے مطلب خود سمجھ میں آجاتا ہے۔ اور وہ مثال یہ ہے کہ جب ہم یہ کہیں کہ سوجاکھوں کے سوا کوئی شخص رنگ نہیں پہچان سکتا۔ اور پھر ہم کسی شخص کی نسبت کہیں کہ وہ رنگ پہچان لیتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ لغت کے معنوں کے لحاظ سے حقیقی سوجاکھا ہے۔ گو علم باطن کے لحاظ سے وہ اندھا ہو یعنی حق کو پہچان نہ سکتا ہو۔ مگر جب اس کی نسبت یہ کہا جائے کہ وہ رنگ پہچان لیتا ہے۔ تو لغت کے رو سے وہ مجازی سوجاکھا کبھی نہیں کہلا سکتا بلکہ حقیقی سوجاکھا ہو گا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ایک شرط لگا دی کہ سوائے رسول کے اظہار علی الغیب کا مرتبہ کسی کو نہیں ملتا۔ تو جس شخص میں یہ بات پائی جائے گی۔ وہ قرآن کے رو سے حقیقی رسول اور نبی ہو گا۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی رو سے۔ اسلام کی اصطلاح کے رو سے آپ حقیقی نبی تھے گو اس اصطلاح کے رو سے جو آپ نے لوگوں کو اپنی قسم نبوت کے سمجھانے کے لئے بنائی تھی۔ اور جو یہ ہے کہ حقیقی نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت لائے۔ آپ مجازی نبی تھے مگر اس اصطلاح کے رو سے نہ کہ قرآن کریم کے رو سے۔ پس جو شخص باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود میں وہ بات پائی جاتی ہے۔ جو غیر نبی میں نہیں پائی جا سکتی۔ آپ کو ان معنوں میں مجازی نبی خیال کرتا ہے کہ آپ شریعت اسلام اور قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کے لحاظ سے نبی نہیں۔ سخت دھوکے میں پڑا

ہوا ہے۔ اور ایسے آدمی سے خطرہ ہے کہ کل کو بعض آدمیوں کی نسبت وہ یہ نہ کہہ دے کہ وہ مجازی آدمی ہیں کیونکہ گو اس کے سامنے کھول کھول کر بیان کر دیا جائے کہ ان لوگوں میں وہ خصوصیتیں پائی جاتی ہیں جو آدمیوں کے سوا کسی اور جانور میں نہیں پائی جاتیں۔ مگر وہ کہہ سکتا ہے کہ خواہ ان میں وہ خصوصیات پائی جائیں جو غیر آدمی میں نہیں پائی جاتیں مگر ہیں یہ مجازی آدمی۔ میرے خیال میں تو ایسے خیالات کا آدمی رفتہ رفتہ سوفسطائی ہو جائے گا۔ یعنی جن کے خیال میں ہر ایک شئے وہم ہی وہم ہے۔ حقیقت کچھ ہے ہی نہیں۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ جب مسیح موعودؑ کی نبوت کے منکر حقیقت و مجاز کی پوری کیفیت معلوم کریں گے۔ تو اپنے خیالات میں اصلاح کر لیں گے۔ اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم مجاز کے جو معنی سمجھتے ہیں۔ وہ مجاز کی حقیقت سے بالکل بعید ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں اپنی نسبت جہاں جہاں مجازی نبی یا مجازی نبوت کا ذکر آیا ہے اس کا اسی قدر مطلب ہے کہ آپ کوئی جدید شریعت نہیں لائے اور نہ براہ راست نبی بنے۔ اور یہ ہرگز مطلب نہیں کہ شریعت اسلام کے رو سے آپ نبی نہ تھے۔ اور صرف آپ کا نام کسی معمولی مشابہت کی وجہ سے نبی رکھ دیا گیا تھا۔

مجازی نبی کے معنی سمجھنے کے لئے ایک اور آسان طریق بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب کسی لفظ کو مجاز قرار دیا جائے۔ تو اس کی یہ شرط ہوتی ہے کہ اس کے لئے کوئی قرینہ ہو۔ کیونکہ اگر بغیر قرینہ کے کوئی لفظ مجازاً استعمال کیا جائے تو کوئی شخص معنی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ مثلاً مولوی صاحب نے جو مثال شیر کی دی ہے اسی کو لے لیں۔ اگر کسی آدمی کو شیر کہیں گے تو ضرور ہے کہ کوئی قرینہ ایسا موجود ہو جس سے لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ اس جگہ شیر کا لفظ اپنے اصل معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ مثلاً یہ کہ کوئی آدمی سامنے کھڑا ہے اور ہم اسے شیر کہتے ہیں تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت لفظ شیر سے مراد وہ حقیقت نہیں۔ جس کے لئے شیر کا لفظ لغت نے وضع کیا تھا۔ یا اگر وہ شخص غائب ہے تو یوں کہہ دیں کہ فلاں شخص تو شیر ہے۔ بڑا بہادر ہے۔ اب بھی سننے والا سمجھ سکتا ہے کہ شیر سے مراد کوئی آدمی ہے۔ کیونکہ ایک تو آدمی کا نام لے دیا گیا۔ دوسرے یہ بھی ظاہر کر دیا گیا ہے کہ شیر کا لفظ بہادری کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ پس جب ایک لفظ جو دراصل اور حقیقت کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ کسی اور معنی پر بولا جائے۔ اور اس کا استعمال مجازاً ہو۔ تو اس کے لئے ہمیشہ قرینہ کی شرط ہے جس سے پتہ لگ جائے کہ بولنے والے کی مراد اصل شئے نہیں۔ بلکہ اس کے مشابہ کوئی اور شئے ہے لیکن اگر بلا قرینہ کے کوئی لفظ بولا جائے۔ تو اس کے معنی ہمیشہ وہی ہوں گے جس کے

لئے وہ لفظ بنایا گیا ہے۔ مثلاً کہہ دیں کہ ہم نے ایک شیر دیکھا تو چونکہ اس فقرہ میں کوئی اور قرینہ نہیں جس سے یہ سمجھا جائے کہ شیر سے مراد شیر نہیں۔ بلکہ کوئی اور شئے ہے۔ اس لئے اس جگہ شیر کے معنی اصلی شیر کے ہی کئے جائیں گے نہ مجازی شیر کے۔ لیکن اگر کوئی ایسا قرینہ موجود ہو۔ جس سے اصلی شیر ہونے کا ثبوت ملتا ہو۔ تب تو مجازی شیر سمجھنا کسی طرح جائز ہی نہیں۔ مثلاً یہ کہیں کہ ہم جنگل میں گذر رہے تھے کہ اچانک ایک شیر نظر پڑا۔ ہم تو بہت ہوشیار ہو گئے کہ اچانک حملہ نہ کر دے۔ لیکن وہ اپنی دم پھیلائے سو رہا تھا۔ اور بالکل خیر گذری۔ اب اس عبارت کو سن کر کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ کہہ دے کہ لغت کے لحاظ سے اس شیر سے مجازی شیر مراد ہے۔ کیونکہ حقیقت کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ بغیر قرینہ کے ہو۔ اور جب قرینہ بھی ہو تب تو اسے مجاز کہہ ہی نہیں سکتے۔ اسی طرح مثلاً آگ ایک خاص شئے کا نام ہے جو جلا دیتی ہے۔ لیکن مجازاً آگ کا لفظ دل کی تڑپ اور گھبراہٹ پر بھی بولا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص تڑپ رہا ہے اور کہتا ہے کہ آگ لگ گئی۔ آگ لگ گئی۔ تو اس کے تڑپنے کے قرینہ سے ہم معلوم کر لیں گے کہ آگ سے اس کی مراد تڑپ اور بے قراری ہے۔ لیکن اگر ایک زور کی آواز آئے۔ کہ آگ لگ گئی۔ تو اب یہ نہیں کہ لوگ اس آواز کو سن کر خاموش بیٹھے رہیں کہ مجازی آگ مراد ہے بلکہ فوراً اٹھ کر دیکھیں گے کہ کہاں آگ لگ گئی۔ اور ایسا کیوں کریں گے۔ اس لئے کہ اس آواز کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ نہ تھا جس سے سمجھا جاتا کہ آگ سے مراد مجازی آگ ہے۔ اسی طرح مثلاً کہیں کہ فلاں شخص کو جب ہم نے وہ بات کہی۔ تو اس کے تن بدن کو آگ لگ گئی۔ تو اس سے مراد اصل آگ نہ ہو گی۔ بلکہ مجازی آگ مراد ہو گی۔ کیونکہ بات سے آگ لگنے کا قرینہ بتا رہا ہے کہ یہ آگ اصل آگ نہیں۔ لیکن اگر یہ کہیں کہ فلاں شخص کے کپڑوں کو آج آگ لگ گئی۔ یا فلاں شخص آج آگ سے جل گیا۔ تو اس کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ وہ غصہ سے جل گیا یا غم سے جل گیا۔ کیونکہ ایسا کوئی قرینہ نہیں جو بتائے کہ آگ سے اصل آگ مراد نہیں۔ اور اگر یہ کہہ دیں کہ فلاں شخص کے ہاتھ میں مٹی کے تیل کی بوتل تھی کسی طرح اسے آگ لگ گئی۔ اور وہ آدمی کئی جگہ سے جل گیا۔ تو اب آگ کے معنی مجازی آگ کرنے کسی زبان میں جائز ہی نہیں۔ غرض مجازی معنی لینے تبھی جائز ہوتے ہیں جب کوئی قرینہ موجود ہو۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کو شریعت کے رو سے مجازی نبی قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ نہ صرف یہ کہ ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں کہ جس سے آپ کا مجازی نبی ہونا ثابت ہو۔ بلکہ اس کے برخلاف ایسے قرینے موجود ہیں جو شریعت کے لحاظ سے آپ کو نبی ثابت کرتے ہیں یعنی جو باتیں

نبیوں میں پائی جاتی ہیں- وہ آپ میں پائی جاتی ہیں- اور جو باتیں نبیوں کے سوا اور کسی میں نہیں پائی جاتیں وہ بھی آپ میں پائی جاتی ہیں- پس جس طرح حقیقت کے لئے قرینہ کے ہوتے ہوئے آگ کو مجازی آگ اور شیر کو مجازی شیر کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں- اسی طرح حضرت مسیح موعود کی نبوت کے شریعت اسلام کے مطابق نبوت ہونے پر قرائن کے موجود ہوتے ہوئے آپ کی نسبت یہ کہنا کہ شریعت اسلام کے رو سے آپ مجازی نبی تھے کسی طرح جائز نہیں- کیونکہ نبی کے لئے جو شرائط و انعامات قرآن کریم میں موجود ہیں- سب آپ میں پائے جاتے ہیں- پس شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق جن لوگوں کو نبی کہتے ہیں- اس کے لحاظ سے تو آپ حقیقی معنوں میں ہی نبی ہیں- لیکن آپ نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے جو نبی کی ایک حقیقت قرار دی تھی- اس کے لحاظ سے بے شک آپ کی نبوت مجازاً نبوت تھی- یعنی اس حقیقت کو اگر نبی کی شرط تسلیم کر لیا جائے- یعنی یہ کہہ دیا جائے کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو شریعت جدیدہ لائے- تو اس لحاظ سے آپ نبی نہ تھے- اور جب اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ پر لفظ نبی مجازاً استعمال کیا جائے گا تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ میں شریعت لانے کی خصوصیت نہیں- گو ان نبیوں سے جو شریعت لائے- ایک مشابہت ہے- اور وہ مشابہت حضرت مسیح موعودؑ نے خود ہی اربعین میں بیان فرما دی ہے کہ مجھ پر بھی قرآن کریم کی بعض ایسی آیات دوبارہ اتری ہیں جو احکام سے تعلق رکھتی ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں:

"شریعت کیا چیز ہے- جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا- وہی صاحب الشریعت ہو گیا- پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں- کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی- مثلاً یہ الہام قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ.... ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں- اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے" (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۹ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۵-۴۳۶)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی جدید شریعت نہیں لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ چند احکام و نواہی حضرت مسیح موعودؑ پر بھی دوبارہ نازل ہوئے ہیں- لیکن قرآن کریم کے ہی الفاظ میں- نہ نئی طرز پر- جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ اب کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا- پس حضرت مسیح موعود شریعت لانے والے نبی نہیں بن سکتے- دوسری یہ بات کہ آپ پر بعض احکام قرآن دوبارہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے- جس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ

کو ایک رنگ میں تشریعی نبیوں کے مشابہ کر دیا۔ پس مجازی نبی کے یہ معنی نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ نبی کی حقیقت یہ تسلیم کر کے کہ اس کے لئے شریعت لانا ضروری ہے حضرت مسیح موعودؑ میں یہ حقیقت تو نہیں پائی جاتی۔ لیکن ایسے نبیوں سے مشابہت ہے۔ پس مجازی نبی کے یہ معنی نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا درجہ کم ہو گیا۔ اور آپ نبی ثابت نہ ہوئے کیونکہ نبی کی حقیقت شریعت اسلام کے رو سے شریعت کا لانا نہیں ہے پس شریعت اسلام کے معنوں کے رو سے تو نبی کا لفظ آپ پر مجازاً نہیں استعمال ہوتا۔ بلکہ حقیقتاً ہوتا ہے۔ ہاں اگر نبی کی حقیقت یہ قرار دی جائے کہ اس کے لئے شریعت لانا ضروری ہے۔ تو اس حقیقت کے رو سے جب حضرت مسیح موعود پر مجازاً نبی کا لفظ استعمال کیا جائے گا۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ حضرت مسیح موعودؑ شریعت لانے والے نبی تو نہیں۔ لیکن ان سے ایکؑ مشابہت رکھتے ہیں کہ بعض احکام دوبارہ آپ پر بھی نازل کئے گئے ہیں اور اس حقیقت کے رو سے بے شک مولوی صاحب کی شیر والی مثال درست رہتی ہے۔ یعنی جس طرح کسی آدمی کو شیر کہنے سے وہ شیر نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح نبی کی حقیقت شریعت لانا فرض کر کے حضرت مسیح موعود تشریعی نبی نہیں ہو جاتے بلکہ اس حقیقت کو فرض کر کے اگر آپ کے متعلق نبی کا لفظ استعمال کیا جائے۔ تو اس کے صرف یہ معنی ہوں گے کہ آپ کو شریعت لانے والے نبیوں سے ایک مشابہت ہے۔ ورنہ یہ ہرگز نہیں کہ آپ کوئی جدید شریعت لائے تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ کیونکہ قرآن کریم کے بعد کوئی اور شریعت نہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کے بعد اس حقیقت والا کوئی نہیں اور حضرت مسیح موعود محض اتباع نبی کریم ﷺ اور عمل بالقرآن سے نبوت کے درجہ پر پہنچے۔ اور آپ کی سب عمر خدمت خاتم النبیین اور خدمت قرآن میں گذر گئی۔ جس طرح حضرت موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کی عمر بھی آنحضرت ﷺ کی اتباع میں گذر جاتی اور وہ بھی جو کچھ پاتے آپ کے فیض سے پاتے پس مجازی نبی کے یہ معنی نہیں کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی اصطلاح کے مطابق آپ نبی ہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ شریعت کوئی نہیں لائے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے محض بلندی درجہ کے اظہار کے لئے بعض احکام قرآن آپ پر دوبارہ نازل فرمائے۔ تا اپنے متبوع اور مطاع سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کامل مشابہت ہو جائے۔ اور یہ لفظ آپ کی عزت کو بڑھاتا ہے نہ کہ گھٹاتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست آئندہ کے لئے اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں

گے کہ حضرت مسیح موعود نے جہاں مجازی نبی اپنے آپ کو فرمایا ہے اس سے صرف اس حقیقت کا انکار مراد ہے۔ جو عوام الناس میں نبی۔ کے متعلق سمجھی گئی ہے یا اس حقیقت کا جو عوام الناس کو سمجھانے کے لئے حضرت مسیح موعود نے بطور اصطلاح قرار دی ہے۔ ورنہ یہ مراد نہیں کہ آپ شریعت کی اصطلاح کے مطابق نبی نہیں۔ اور نہ یہ کہ آپ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اور نہ یہ کہ آپ لغت کے معنوں کے رو سے نبی نہ تھے۔ کیونکہ قرآن کریم کو جب ہم دیکھتے ہیں تو اس میں نبی کی جو حقیقت لکھی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود میں پائی جاتی ہے۔ پس اس حقیقت کے لحاظ سے بھی حضرت صاحب کو مجازی نبی نہیں کہہ سکتے۔ اور لغت نے جو حقیقت نبوت بیان کی ہے۔ وہ بھی حضرت مسیح موعود میں پائی جاتی ہے۔ پس لغت کے لحاظ سے بھی آپ مجازی نبی نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے خود جو حقیقت نبوت کی اپنے مذہب کے طور پر بتائی ہے۔ وہ بھی آپ میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت نبی اسے کہتا ہوں جو کثرت امور غیبیہ پر اطلاع پائے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ وہ صرف یہ ہیں کہ کثرت سے انسان امور غیبیہ پر مطلع کیا جائے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ نبی کے لئے شرط نہیں کہ کوئی جدید شریعت لائے یا یہ کہ کسی پہلے نبی کا متبع نہ ہو۔ پس حضرت مسیح موعود نبی جس شخص کا نام رکھتے ہیں اور آپ کا یہ مذہب خدا کے حکم کے ماتحت ہے اس کے لحاظ سے بھی آپ مجازی نبی نہیں کہلا سکتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عوام الناس کی نبی کی تعریف کے ماتحت آپ مجازی نبی تھے۔ اور اسی طرح اس حقیقت کے مقابلہ میں جو بطور اصطلاح آپ نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے مقرر کی ہے۔ آپ مجازی نبی تھے۔ یعنی کوئی جدید شریعت نہ لائے تھے۔ پس میرا مذہب یہی ہے کہ اگر حقیقی نبی کے یہ معنی کئے جائیں کہ جو شریعت لائے تو حضرت مسیح موعود ایسے نبی نہ تھے۔ اور اگر یہ معنی کئے جائیں کہ جو شریعت اسلام کے رو سے نبی ہو۔ تو ان معنوں کے لحاظ سے آپ حقیقی نبی تھے۔ غیر نبی نہ تھے۔ کیونکہ قرآن کریم نے نبی کے لئے یہ شرط کہیں بھی مقرر نہیں کی کہ وہ شریعت جدیدہ لائے۔ یا یہ کہ پہلے کسی نبی کا متبع نہ ہو۔ یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ براہ راست نبوت پائے۔

تیسری فصل

نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق چند ضروری امور کے بیان میں

گو حقیقۃ النبوۃ کے ابتدائی صفحات میں مَیں نے نبوت کے متعلق بحث کو دو فصلوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اور وہ دونوں فصلیں معہ ضروری ضمیمہ جات کے میں لکھ چکا ہوں۔ لیکن چونکہ میرا منشاء ہے کہ اس مسئلہ پر اس رنگ میں بحث کر دی جائے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو سعید روحوں کے لئے وہ ایک مخزن کا کام دے۔ اور ہمیشہ مسئلہ نبوت کے متعلق بحث کرتے وقت جہاں تک اللہ تعالیٰ ان کو فہم دے۔ وہ اس کتاب کے ذریعہ اپنے مخالف پر حجت پوری کر سکیں۔ اس لئے میں نے تیسری فصل اور بڑھادی ہے جس میں نبوت مسیح موعود کے متعلق بعض دلائل بیان کرنے اور اس امر پر بحث کرنے کا ارادہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے علاوہ اس امت میں کوئی اور بھی نبی گزرا ہے یا نہیں۔ اور اگر نہیں تو اس کا کیا ثبوت ہے۔ اور کیا وجہ ہے کہ اب تک کوئی اور نبی نہیں ہوا۔ اسی طرح اور ایسے امور جن پر کچھ تحریر کرنا ضروری ہے۔ لکھ دیئے جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ۔

حضرت مسیح موعود کی نبوت پر بعض دلائل

گو میرا ارادہ تھا کہ اسی رسالہ میں جو اب کتاب کی صورت اختیار کر چکا ہے ختم نبوت پر بھی کسی قدر اجمال کے ساتھ بحث کر دوں لیکن چونکہ اس سے حصہ اول کا حجم بہت بڑھ جائے گا۔ اور اشاعت میں دیر ہو جائے گی۔ اس لئے اس امر کو حصہ دوم کی تالیف تک ملتوی رکھتا ہوں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل اور رحم سے اس امر کی توفیق عنایت فرمائے کہ میں حقیقۃ النبوۃ کے حصہ دوم کی تالیف کا کام کر سکوں تو اسی میں ختم نبوت پر بحث کر دی جائے گی تاکہ یہ مسئلہ نہ صرف احمدیوں کے لئے صاف ہو جائے بلکہ غیر احمدیوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ہدایت کا رستہ کھول دے وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ فی الحال میرا ارادہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی

نبوت پر کچھ دلائل بیان کردوں جن سے ہر طالب حق نبوت مسیح موعود پر یقین حاصل کر سکے۔ لیکن میں ایک دفعہ پھر یہ بات ظاہر کر دینی چاہتا ہوں کہ میرا اور تمام ان احمدیوں کا جو حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ صحیح تعلق رکھتے ہیں۔ اور خود حضرت مسیح موعود کا بھی ہرگز ہرگز یہ مذہب نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آسکتا ہے جو قرآن کریم کو منسوخ کرے۔ یا اس کے بعض احکام پر خط نسخ کھینچ دے۔ یا یہ کہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر ہو کر کچھ حاصل کر سکے بلکہ ہم ایسے شخص کو جو بعد آنحضرتؐ کے بلاواسطہ فیض پانے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یا بعد قرآن کریم کے نئی شریعت لانے کا مدعی ہے۔ لعنتی اور کذاب خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی اور نبی نہیں سوائے اس کے کہ آپ کے فیض سے فیض یاب ہو۔ اور بعد قرآن کریم کے کوئی اور شریعت نہیں۔ نہ پورے طور پر اسے منسوخ کرنے والی۔ اور نہ اس کے کسی حصہ کو منسوخ کرنے والی قرآن کریم کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی کوئی شخص بدل نہیں سکتا اور نہ اس کی زیر زبر میں تغیر کر سکتا ہے چہ جائیکہ کہ اس کے بعض احکام کو بدل دے ہمارا یہ ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی صاحب کمال نہیں گزرا۔ پس کمال کے بعد کسی اور شئے کی حاجت نہیں رہتی۔ اب جو آئے گا۔ آپ کے کمالات کے اظہار اور اس کے اثبات کے لئے آئے گا۔ نہ کہ آپ سے الگ ہو کر اپنی حکومت جمانے۔ جس شخص نے آپ کے نور کو نہ دیکھا وہ اندھا ہے۔ اور جس شخص نے آپؐ کے درجہ کو نہ پہچانا وہ بدبخت ہے۔ اور اس کا انجام خراب ہے۔ بدقسمت ہے وہ انسان جس نے آپؐ کے دامن کو نہ پکڑا۔ اور بدنصیب ہے وہ انسان جس نے آپؐ کی غلامی کا جؤا اپنی گردن پر نہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان آنحضرت ﷺ کی اطاعت میں کمال پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اٰل عمران: ۳۲) یعنی اے ہمارے رسول ان لوگوں کو کہہ دے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کا ایک اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ انسان آنحضرت ﷺ کی غلامی اختیار کرے۔ جس قدر کوئی شخص آپؐ کی اطاعت کرے گا۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کی محبت اس سے بڑھے گی۔ پس جب ہم کسی شخص کو آپؐ کی امت میں سے نبی کہتے ہیں تو اس کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ وہ شخص آپ کے غلاموں میں سے سب سے زیادہ فرمانبردار غلام ہے۔ اس کا نبی ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی اتباع میں کمال کو پہنچ گیا

ہے۔ پس اس قسم کے نبی ماننے میں ہم آنحضرت ﷺ کی ہتک نہیں کرتے۔ بلکہ آپ کے درجہ کی بلندی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور جو شخص اپنے قول یا فعل سے رسول اللہ ﷺ کی ہتک کرتا ہے وہ بے شک ملعون ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس کے لئے بند ہیں۔

نادان انسان ہم پر الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتے ہیں۔ اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔ اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ وہ کیا جانے کہ محمد ﷺ کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے وہ میری جان ہے۔ میرا دل ہے میری مراد ہے۔ میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے۔ اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے۔ پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعود کے اس شعر کے مطابق ہے۔ کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے۔ کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدہ کو جہاں تک ہو سکے باطل کروں۔ کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے۔ بے شک اگر یہ مانا جائے کہ کوئی شخص ایک ایسی شریعت لایا ہے جو قرآن کریم کو منسوخ کر دے گی تو اس میں آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے۔ اور اگر یہ مانا جائے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آئے گا۔ جو آپ کی اطاعت کے بغیر انعام نبوت پائے گا تو اس میں بھی آپ ﷺ کی ہتک ہے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہو گا کہ آنحضرت ﷺ کا فیضان کمزور ہے کہ آپ کی موجودگی میں براہ راست فیضان کی حاجت پیش آئی لیکن اسی طرح اس عقیدہ میں بھی آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے کہ یہ مان لیا جائے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کا فیضان ناقص اور آپؐ کی تعلیم کمزور ہے کہ اس پر چل کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات نہیں پا سکتا۔ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں اور وہی افسر معزز کہلاتا ہے جس کے ماتحت معزز ہوں۔ یہ بات ہرگز فخر کے قابل نہیں کہ آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے اعلیٰ مراتب نہیں

پائے۔ بلکہ آپ کی عزت بڑھانے والی یہ بات ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک ایسا لائق ہو گیا جو دوسرے استادوں سے بھی بڑھ گیا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا۔ اور آپؐ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف (نعوذ باللہ من ذالک) اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ آپؐ نعوذ باللہ دنیا کیلئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے۔ آپ ﷺ سب دنیا کے لئے رحمت ہو کر آئے تھے۔ اور آپؐ کے آنے سے اللہ تعالیٰ کے فیضان دنیا کے لئے اور بڑھ گئے نہ کہ کم ہو گئے کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ موسوی سلسلہ کے مسیح نے بلاواسطہ حضرت موسیٰ کے فیضان پایا تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے آخری خلیفہ نے جو کچھ پایا آپ کے فیضان سے پایا۔ اور پھر بھی مسیح ناصری سے اپنی تمام شان میں بڑھ گیا۔ پس آنحضرت ﷺ کا وجود دنیا کے لئے رحمت ہے۔ اور آپؐ کی اتباع سے انسان ہر قسم کے فیوض حاصل کر سکتا ہے۔ آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کے فیوض کی راہ میں روک نہیں ہوا بلکہ آپ کی دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کو اور بھی جذب کیا ہے اور پہلے اگر اس کے فضلوں کی پھوار پڑتی تھی۔ تو اب ایک تیز بارش شروع ہو گئی ہے۔ پس جو شخص کہتا ہے کہ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور آپ نے دنیا کو اس فیضان سے محروم کر دیا۔ ایسا شخص رسول اللہ ﷺ کی ہتک کرتا ہے۔ وہ آپؐ کو اس ٹیلہ کی طرح قرار دیتا ہے جس نے گر کر دریا کا پاٹ بند کر دیا۔ یا اس بادشاہ کی طرح قرار دیتا ہے جس کے ماتحت کوئی زبردست آدمی نہیں۔ بادشاہوں کی عزت اسی طرح بڑھتی ہے کہ بڑے بڑے سرداران کی خدمت کرنے پر آمادہ ہوں۔ اور شہنشاہ کا رتبہ شاہ سے بہت بڑھ کر ہوتا ہے پس دنیا ہمیں لاکھ ملامت کرے۔ اور کوتہ اندیش لوگ ہم پر ہزار اعتراض کریں۔ ہم اس عقیدہ کو ترک نہیں کر سکتے۔ جس میں آنحضرت ﷺ کی شان کا اظہار ہے۔ اور نہ اس عقیدہ کو اختیار کر سکتے ہیں۔ جس میں آپ کی ہتک ہوتی ہے۔ ہمارا آقا نہایت زبردست طاقتیں رکھتا تھا۔ وہ ایسا رتبہ رکھتا تھا۔ کہ اس کی قوت قدسیہ سے ایک نبی کا پیدا ہو جانا کچھ بھی بعید نہیں۔ اور جسے اس بات میں کچھ شک ہے۔ اس نے درحقیقت خاتم النبیّن کے کمالات کو سمجھا ہی نہیں وہ اپنی ہوا و ہوس پر رسول اللہ ﷺ کی عزت و حرمت کو قربان کر رہا ہے اور لوگوں کے خوش کرنے کے لئے اپنے آقا پر حملہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے۔ اور

ان کو راہ راست کی طرف رہنمائی کرے۔ اس تمہید کے بعد میں حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق چند دلائل ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(ا) اول دلیل۔ حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے۔ کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کو نبی کہہ کہ پکارا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک تو آیت مُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (الصف: ۷) سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے دوم آیت اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (المرسلات: ۱۲) سے ثابت ہے۔ کہ آنے والا مسیح نبی ہو گا۔ کیونکہ اس آیت میں مسیح موعود کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور اس کے زمانہ کی نسبت ان الفاظ میں خبر دی گئی ہے کہ جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائیں گے۔ یعنی ایک ہی وقت میں سب رسولوں کو جمع کر دیا جائے گا اور مسیح موعود کے وجود میں وہ ظاہر ہوں گے۔ اس آیت کو بھی خود حضرت مسیح موعود نے اپنے پر چسپاں کیا ہے۔ پس جس کا نام قرآن کریم رسول رکھتا ہے۔ اس کے نبی اور رسول ہونے میں کیا شک کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ہم پہلے سب نبیوں کو اسی بناء پر نبی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام نبی رکھا ہے۔ تو مسیح موعود کے رسول نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔ جو دلیل پہلوں کے نبی ہونے کی ہے۔ وہی حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی ہے۔

اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نبی اور رسول تھے۔ تو مسیح موعود بھی نبی تھے اور اگر حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے تو پہلے بزرگ بھی نبی نہ تھے۔ دونوں کی نبوت پر ایک ہی کتاب شاہد ہے۔ پس اگر پہلوں کی نبوت کے متعلق قرآن کریم کی گواہی قابل اعتبار ہے تو مسیح موعود کی نبوت کے متعلق بھی اس کی گواہی قابل اعتبار ہے اور قرآن کریم سے بڑھ کر اور کس کتاب کی شہادت قابل قبول ہو سکتی ہے۔ ان دونوں آیات کے سوا دو آیات اور بھی ہیں کہ انہیں بھی حضرت مسیح موعود نے اپنی نسبت بیان فرمایا ہے۔ اور ان میں حضرت مسیح موعود کا نام رسول رکھا گیا۔

اول آیت تو یہ ہے کہ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصف: ۱۰) اس آیت کی نسبت اکثر مفسرین کا اتفاق ہے کہ مسیح موعود کے لئے ہے۔ اور اس کے زمانہ میں پوری ہو گی۔ اور یہ ان کا قول ہی نہیں بلکہ اس کا ثبوت قرآن کریم سے ملتا ہے۔ کیونکہ یہ آیت قرآن کریم میں تین جگہ آئی ہے اور تینوں جگہ مسیح موعود کے ذکر کے ساتھ۔ دو

جگہ تو صاف مسیح کا ذکر ہے اور ایک جگہ انجیل کا ذکر ہے۔ پس قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اس آیت کا مسیح سے تعلق ہے اور چونکہ یہ آیت اپنے پہلے مظہر آنحضرت ﷺ کی رسالت کا ثبوت ہے۔ اس لئے اس کے دوسرے مظہر مسیح موعود کی رسالت کا بھی اس سے ثبوت نکلتا ہے دوسری آیت جس میں مسیح موعود کو رسول قرار دیا ہے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ:۴) کی آیت ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ کے دو بعث بتائے گئے ہیں۔ پس ضرور ہے کہ دوسرا بعث بھی رسالت کے ساتھ ہو۔ غرض کہ یہ چاروں آیات قرآن کریم کی مسیح موعود کی نبوت پر ایک گواہ کے طور پر ہیں جن کا انکار کوئی نہیں کر سکتا۔

(۲) دوسری دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ آپ کو آنحضرت ﷺ نے نبی کے نام سے یاد فرمایا۔ اور نواس بن سمعان کی حدیث میں نبی اللہ کہہ کے آپ کو پکارا گیا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ شاہد ہیں اس امر کے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ اب ہم آنحضرت ﷺ کی شہادت کو کس طرح چھوڑ دیں۔ جسے خدا تعالیٰ قرآن کریم میں رسول کہتا ہے۔ اور هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی میں اس کی نسبت پیشگوئی کرتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس کے نبی ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ اس کی نبوت کا انکار کرنا کسی مؤمن کے لئے جائز نہیں ہو سکتا۔ وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کے قول کی عزت نہیں کرتا۔ اور اسے سن کر منہ پھیر لیتا ہے۔ اور اس کا سینہ نہیں کھل جاتا ہے۔ وہ اپنی روحانیت کا علاج کرے۔ کہ کوئی ایسا شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (النساء:٦٦)

پس آنحضرت ﷺ کے فیصلہ کے قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں اگر آپؐ نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا ہے تو مسیح کو نبی اللہ بھی فرمایا ہے۔ پس ان دونوں اقوال کو ملا کر یہ معنی کرنے پڑیں گے کہ ایک قسم کے نبی آپ کے بعد نہیں ہوں گے اور ایک اور قسم کے ہوں گے۔ اور آنے والا مسیح نبی ہو گا۔ جو شخص آنحضرت ﷺ کے اقوال میں سے ان کو چن لیتا ہے جو اس کی خواہشات کے مطابق ہوں۔ اور دوسروں کو چھوڑ دیتا ہے وہ آپؐ کا مطیع نہیں کہلا سکتا۔ حضرت عائشہؓ نے ایسے ہی لوگوں سے ڈر کر شاید یہ فرمایا تھا کہ قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ (الدر المنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴) خاتم الانبیاء تو کہہ لو لیکن لا نبی بعدہ نہ کہو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خیال پیدا ہؤا ہو گا۔ کہ کچھ دن کے بعد بعض لوگ نبوت کا دروازہ بالکل مسدود نہ سمجھ لیں۔ اور وقت پر خدا

تعالیٰ کے کسی نبی کا انکار نہ کر بیٹھیں- پس آپ نے بتادیا کہ خاتم النبیّن تو رسول اللہ ﷺ کو بے شک کہو کیونکہ آپ کے فیض اور آپ کی مہر کے بغیر کوئی نبی اب نہیں آسکتا- لیکن لانبی بعدی کی حدیث پر زور نہ دیا کرو- کیونکہ اس کے وہ معنے نہیں جو تم لوگ سمجھے ہو- لیکن حضرت عائشہؓ نے جس بات کا خوف کیا تھا وہی در پیش آئی- اور بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے ایک قول کو توحجت پکڑتے ہیں- اور دوسرے کو ردّ کرتے ہیں- مگر مؤمن کی شان سے یہ امر بعید ہے اور اسے چاہئے کہ آپؐ کے سب اقوال کی عزت کرے- لانبی بعدی کے قول کو بھی نہ چھوڑے- اور مسیح کو نبی اللہ کے نام سے جو آپؐ نے یاد فرمایا ہے- اس کی بھی عزت کرے اور ان دونوں اقوال میں تطبیق دے- اور وہ اسی طرح ہو سکتی ہے- کہ تشریعی نبوت اور نبوت مستقلہ کا دروازہ مسدود سمجھے اور اس نبوت کو تاقیامت جاری خیال کرے جو آپؐ کے فیضان سے ملتی ہے- شاید اس جگہ کوئی کہہ دے کہ ہم بھی مسیح موعود کو مجازی نبی تو مانتے ہیں- پس ہم اس حدیث کے منکر نہیں- سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ماننا نہ ماننے کے برابر ہے- کیونکہ تم مجازی نبی کے معنی غیرنبی کے کرتے ہو- اور جو غیرنبی ہے وہ بہرحال غیرنبی ہی ہے نبی نہیں ہو سکتا- پس یہ ماننا ایک لفظی اقرار سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتا- اور ایسے نبی ماننے سے نہ ماننا بہتر کہ لوگوں کو دھوکا نہ لگے- ماننا یہی ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ نبی فرماتے ہیں- اس کی نبوت کا اقرار کیا جائے خواہ اس میں ساری دنیا ہی کیوں ناراض نہ ہو جائے سب دنیا کی تکذیب کرنی بہتر ہے- اس امر سے کہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی جائے-

بعض لوگ مسلم کی حدیث سن کر کہہ دیتے ہیں- کہ اس حدیث میں تو سب استعارے ہی استعارے بھرے پڑے ہیں پس اگر اس حدیث میں مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آگیا ہے تو اسے بھی استعارہ ہی قرار دینا چاہئے- لیکن ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ استعارہ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے- اگر ایک عبارت میں کچھ استعارے ہوں تو اسکے سب الفاظ کو استعارہ ۵۸؎ نہیں قرار دے سکتے- استعارہ کے لئے کوئی وجہ ہونی چاہئے ان الفاظ میں جو علامت کے طور پر ہوں استعارہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے آزمائش مراد ہوتی ہے لیکن ایک شخص کا عہدہ بیان کرنے میں استعارہ کا کیا تعلق ہے- اللہ تعالیٰ پیار کے طور پر نبی کا نام کسی کو دے دے تو مانا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ تو نبی کا عہدہ نہیں بخشتے- کہ آپ نے اظہار محبت کے لئے مسیح موعود کا نام نبی رکھ دیا- پس گو اس حدیث میں کثرت سے استعارہ استعمال ہؤا ہو مگر مسیح موعود کے عہدہ کو استعارہ نہیں کہہ

سکتے- ورنہ کوئی شخص کہہ دے گا کہ اس حدیث میں چونکہ سب استعارے ہی استعارے ہیں- اس لئے مسیح بھی ایک استعارہ ہے- اور مہدی بھی ایک استعارہ ہے نہ کوئی مسیح آئے گا نہ کوئی مہدی آئے گا- یہ سب استعارات ہیں جنہیں نہ سمجھ کر لوگ مسیح و مہدی کی انتظار کر رہے ہیں- چنانچہ بعض لوگ اس مذہب کے ہیں بھی جو مسیح کی آمد اور مہدی کی آمد کی احادیث کو یا تو وضعی قرار دیتے ہیں یا صرف استعارات- پس اگر ہر لفظ کو استعارہ قرار دینا جائز کر لیا جائے گا- تو کسی کا یہ بھی حق ہو گا کہ مسیح اور مہدی کو بھی ایک استعارہ ہی قرار دے دے- کسی لفظ کے استعارۃً استعمال کی بھی کوئی وجہ ہوتی ہے نہ کہ بلا ثبوت ہر لفظ کو استعارہ قرار دیا جا سکتا ہے-

مگر صرف اسی حدیث میں حضرت مسیح موعود کا نام نبی نہیں رکھا گیا- اس کے علاوہ ایک اور حدیث بھی ہے جس میں مسیح موعود کو نبی کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے اَلْاَنْبِیَاءُ اِخْوَۃٌ لِعِلَّاتٍ اُمَّھَاتُھُمْ شَتّٰی وَ دِیْنُھُمْ وَاحِدٌ وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ لِاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَاعْرِفُوْہُ رَجُلاً مَرْبُوْعًا اِلَی الْحُمْرَۃِ وَ الْبَیَاضِ عَلَیْہِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ کَاَنَّ رَاْسَہٗ یَقْطُرُ وَاِنْ لَمْ یُصِبْہُ بَلَلٌ فَیَدُقُّ الصَّلِیْبَ وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَ یَدْعُوا النَّاسَ اِلَی الْاِسْلَامِ فَیُھْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہٖ الْمِلَلَ کُلَّھَا اِلَّا الْاِسْلَامَ وَیُھْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہٖ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ وَ تَقَعُ الْاَمَنَۃُ عَلَی الْاَرْضِ حَتّٰی تَرْتَعَ الْاُسُوْدُ مَعَ الْاِبِلِ وَالنِّمَارُ مَعَ الْبَقَرِ وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ وَیَلْعَبُ الصِّبْیَانُ بِالْحَیَّاتِ لَا تَضُرُّھُمْ فَیَمْکُثُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یُتَوَفّٰی وَ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ- (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۰۶ مطبوعہ بیروت) یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے- اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں- کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں- اور وہ نازل ہونے والا ہے- پس جب اسے دیکھو تو اسے پہچان لو- کہ وہ درمیانہ قامت سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ- زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے- اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہو گا گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو- اور وہ صلیب کو توڑے گا- اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ ترک کر دے گا- اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا- اس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سب مذاہب کو ہلاک کر دے گا اور صرف اسلام رہ جائے گا- اور اس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کر دے گا اور زمین میں امن قائم ہو گا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ- اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ

چرتے پھریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے عیسیٰ بن مریم چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔

اس حدیث میں صاف طور پر آنے والے عیسیٰ کو نبی کہا گیا ہے اور نہ صرف یہ کہ نبی کہا ہے۔ بلکہ سب نبیوں کی جماعت میں اسے شریک کیا گیا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کی شہادت کی موجودگی میں مسیح موعود کی نبوت کا انکار کون کر سکتا ہے اگر کوئی کہے کہ ہم اس حدیث کو آنے والے مسیح کی نسبت سمجھتے ہی نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث خود اس بات پر مجبور کر رہی ہے کہ اسے آنے والے مسیح پر ہی چسپاں کیا جائے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ وہ نبی مسیح نازل ہو گا۔ اب یا تو یہ مانو کہ حضرت مسیح موعود مسیح موعود ہی نہیں۔ بلکہ نعوذ باللہ من ذالک آپ اپنے دعوے میں غلطی پر تھے۔ اور ابھی ہمیں کسی اور مسیح کا انتظار کرنا چاہئے۔ یا اس بات کو تسلیم کرو کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ کیونکہ اس حدیث میں مسیح موعود کو نبیوں کی جماعت میں شامل کیا گیا ہے۔ اور پھر الگ طور پر بھی نبی کہا گیا ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی اور نبی نہیں جس سے ثابت ہے کہ وہ نبی ہے۔ پس اس حدیث میں دو دفعہ مسیح موعود کو نبی کہا ہے۔ پہلے تو سب انبیاء کے زمرہ میں شامل کر کے اپنا علاتی بھائی قرار دیا ہے اور پھر لَمْ يَكُنْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ نَبِیٌّ کہہ کر اسے دوبارہ نبی کہا ہے۔ غرض اب دو راہوں میں سے ایک ہی راہ کھلی ہے۔ یا تو یہ اقرار کیا جائے کہ مسیح ناصری ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور یا اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس حدیث میں صاف الفاظ میں نبی کا لفظ مسیح کی نسبت کہاں استعمال کیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دو جگہ مسیح کو صاف طور پر نبی کہا گیا ہے۔ اول تو اس قول میں کہ اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ کہ انبیاء سب علاتی بھائی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں تو مسیح کا ہی ذکر ہے۔ اگر اس سے دوسرے انبیاء مراد ہیں۔ اور مسیح بیچ میں شامل نہیں۔ تو یہ فقرہ ہی لغو جاتا ہے۔ کیونکہ مسیح کے ذکر کے ساتھ اس کا تعلق کوئی نہیں بنتا۔ پس اس کا یہی مطلب ہے کہ مسیح کے ساتھ اپنا تعلق بیان کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے یہ فقرہ فرمایا ہے کہ سب انبیاء کا تعلق آپس میں علاتی بھائیوں کا سا ہوتا ہے۔ پس مسیح سے بھی میرا تعلق ایسا ہی ہے۔ اور پھر آگے فرماتے ہیں کہ لَمْ يَكُنْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ نَبِیٌّ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں اس فقرہ سے بھی ثابت ہے کہ وہ نبی ہے۔ کیونکہ اگر وہ بھی نبی نہیں تو پھر اس فقرہ کی کیا ضرورت تھی اور پھر مسیح کی کیا خصوصیت تھی۔ قیامت تک کوئی نبی ہی نہیں ہونا تھا تو یہ کیوں فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان

کوئی نبی نہیں- پس آپ کا یہ کلام صاف ظاہر کر رہا ہے کہ آنے والا مسیح ضرور نبی ہوگا- اور یہ نہیں کہ صرف اس کا نام نبی ہوگا- کیونکہ نام نبی تو ہزاروں لوگ رکھ لیتے ہیں- کئی آدمی اپنا نام محمد نبی رکھ لیتے ہیں- پس نام نبی والے تو کئی انسان گزر چکے ہیں اور اگر نام نبی ہی مراد ہوتا- تو پھر آنے والا مسیح علاتی بھائیوں میں کس طرح شامل ہو جاتا- کیونکہ وہ تو سب انبیاء ہیں نہ کہ صرف نام نبی پانے والے- پس یہ حدیث بالکل صاف ہے اور اس میں آنے والے مسیح کو نہ صرف نبی کہا گیا ہے بلکہ انبیاء کے گروہ میں شامل بتایا گیا ہے- اور اس بات کا ثبوت کہ یہ حدیث آنے والے نبی کے متعلق ہے خود الفاظ حدیث ہیں- کیونکہ اس میں اس مسیح کا یہ کام بتایا ہے کہ وہ قتل خنزیر کرے گا- صلیب توڑے گا- جزیہ موقوف کرے گا وغیرہ- اور یہ سب کام آنے والے مسیح کے ہیں نہ کہ پہلے مسیح کے- پھر ہلکے زرد رنگ کی دو چادریں بھی آنے والے مسیح کی ہی علامت ہیں پس سوائے اس کے کہ اس حدیث کو آنے والے مسیح پر چسپاں کیا جائے- اور کوئی صورت نہیں- اور چونکہ اس حدیث سے آنے والے مسیح کا نبی ہونا اور نبیوں کے گروہ میں شامل ہونا ثابت ہے اس لئے یا تو مسیح موعود کے دعوے کا انکار کیا جائے ورنہ ان کو نبی مانا جائے-

پھر علاوہ اس قرینہ کے کہ جس مسیح کا ذکر اس حدیث میں ہے اس کا کام ظاہر کرتا ہے کہ وہ آنے والا مسیح ہے- اس حدیث کے مسیح موعود کی نسبت ہونے کا یہ بھی ایک قرینہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اَلْاَنْبِیَآءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، اُمَّھَاتُھُمْ شَتّٰی وَ دِیْنُھُمْ وَاحِدٌ وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ لِاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ انبیاء کا تعلق علاتی بھائیوں کا سا ہوتا ہے ان کی مائیں مختلف اور دین ایک ہی ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کی نسبت میرا تعلق عیسٰی بن مریم سے بہت زیادہ ہے کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں- اب اگر اس حدیث کو مسیح ناصری کے متعلق سمجھا جائے تو یہ سوال ہوگا کیا عیسٰی بن مریم ناصری سے (انبیاء کی جماعت) رسول اللہ ﷺ اولی الناس تھے یا حضرت یحیٰؑ کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو مسیح کے چھ سو سال بعد ہوئے- اور حضرت یحیٰؑ خود حضرت مسیح کے زمانہ کے نبی بلکہ ان کے استاد تھے- اور اگر صرف کسی نبی کا درمیان میں نہ ہونا تعلق کو بڑھا دیتا ہے تو ایک زمانہ میں ہونا اور بھی تعلق کو بڑھا دے گا- پس لَمْ یَکُنْ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ کی دلیل سے تو حضرت مسیح ناصری سے حضرت یحیٰؑ کا تعلق زیادہ ثابت ہوتا ہے اور خود آنحضرت ﷺ معراج کی حدیث میں حضرت یحیٰؑ کو حضرت مسیح کے پاس بیٹھا دیکھ بھی چکے ہیں- پس حضرت مسیح ناصری سے تو اولی الناس حضرت یحیٰؑ ہیں نہ کہ ہمارے

آنحضرت ﷺ - کیونکہ وہ ان کے زمانہ کے نبی ہیں - پھر ان کے استاد ہیں - پھر رشتہ دار ہیں - پھر ان کے لئے بطور ایک نشان کے بھی ہیں - اور الیاس نبی کی دوبارہ آمد کے مظہر ہیں - پس آنحضرت ﷺ حضرت مسیح ناصری سے اولی الناس ہو ہی نہیں سکتے - اب ایک ہی صورت ہے - اور وہ یہ کہ اس حدیث کو آنے والے مسیح پر چسپاں کیا جائے - جس پر یہ بالکل چسپاں ہو جاتی ہے - اول اس طرح سے کہ آنے والا مسیح آپؐ کی امت میں سے بھی ہے اور آپ کا شاگرد بھی ہے - آپؐ ہی کے کام کے لئے آیا ہے - پس آپؐ کا جو تعلق مسیح موعود سے ہو سکتا ہے وہ کسی اور شخص کا نہیں ہو سکتا - کیونکہ مسیح موعود آپؐ ہی کا شاگرد - آپؐ ہی کا متبع - آپؐ ہی کا قائم مقام ہے اس لئے کسی اور کو اس سے ایسا تعلق نہیں ہو سکتا - اور خود حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں کہ :-

دگر استاد را نامے ندانم کہ خواندم در دبستان محمدؐ

دوسرے اس وجہ سے کہ آپ فرماتے ہیں - کہ اس کے اور میرے درمیان کوئی اور نبی نہیں - پس چونکہ اور کوئی نبی درمیان میں نہیں - اور جو تعلق ایک نبی کو دوسرے نبی سے ہو سکتا ہے - وہ غیر نبی کو نبی سے نہیں ہو سکتا - کیونکہ انبیاء علاتی بھائی کی مانند ہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا - اِنِّیْ اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ

شاید کوئی شخص اس جگہ یہ اعتراض کرے کہ حدیث میں تو لَمْ یَکُنْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ نَبِیٌّ کے الفاظ آتے ہیں - جن کا یہ مطلب ہے کہ اس کے اور میرے درمیان نبی کوئی نہیں ہوا - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پچھلا مسیح ہے نہ کہ آئندہ آنے والا - کیونکہ آئندہ آنے والا مسیح مراد ہوتا تو بجائے لَمْ یَکُنْ کے لَا یَکُوْنُ کے الفاظ حدیث میں ہونے چاہئیں تھے - سو اس کا جواب یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں استقبال کے لئے ماضی کے الفاظ کثرت سے پائے جاتے ہیں - اور قرآن کریم میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں - کہ لفظوں سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ ایسا ہو چکا ہے لیکن مراد یہ ہے کہ آئندہ ہو گا - حضرت مسیح موعود نے اپنی کتب میں اس مضمون پر مفصل بحث کی ہے - وہاں سے اس کی تفصیل بھی دیکھی جا سکتی ہے - بلکہ خود حضرت مسیح موعود کے اپنے الہامات میں یہ رنگ پایا جاتا ہے پس گو الفاظ ماضی کے ہیں مگر مراد آئندہ کا زمانہ ہے - اور اس کا زبردست ثبوت یہ ہے کہ جو حال بتایا گیا ہے وہ آنے والے مسیح کا ہے پس اگر ماضی کے معنی کئے جائیں تو حدیث بالکل لغو ہو جائے گی - اور اس کا مطلب یہ بن جائے گا کہ پچھلے مسیح اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں گزرا - پچھلا مسیح خنزیر قتل کرے گا اور صلیب توڑے گا وغیرہ وغیرہ - اب ان معنوں کے رو سے یا تو رسول اللہ

ﷺ پر یہ اعتراض آتا ہے کہ ذکر تو پچھلے مسیح کا کرتے ہیں۔ اور کام اگلے مسیح کا بتاتے ہیں۔ یا پھر یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ناصری اب تک زندہ ہے۔ اور وہی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اور یہ دونوں باتیں ناممکن ہیں۔ پس سوائے اس کے کہ لَمْ یَکُنْ کے معنے پیشگوئیوں کے محاورہ کے مطابق استقبال کے کریں اور کوئی چارہ نہیں۔

شاید کوئی شخص یہ کہہ دے کہ گو مسیح موعود تو اسی امت میں سے پیدا ہونا تھا لیکن آنحضرت ﷺ یہی خیال کرتے تھے کہ پچھلے مسیح نے ہی دوبارہ آنا ہے اس لئے آپ نے اسی خیال کے ماتحت آنے والے مسیح کا نام نبی رکھ دیا۔ لیکن چونکہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے آگیا اس لئے نبی نہیں کہلا سکتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس صورت میں آنحضرت ﷺ پر اعتراض پڑے گا کہ آپ باوجود اس کے کہ خود آپ پر مسیح کی وفات کی وحی نازل ہوئی تھی اپنی وفات تک مسیح کی زندگی کے قائل رہے اور اس سے تو غیر احمدیوں کو خاص تقویت حاصل ہوگی۔ اور دوسرے حضرت مسیح موعود کے ان تمام اقوال کی تکذیب ہوگی۔ جن میں حضرت مسیح موعود نے اس امر پر زور دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا بھی یہی مذہب تھا۔ کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے اور صحابہؓ کا بھی اسی پر اجماع تھا۔ کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ غرض اس کے سوا کوئی صورت نہیں بنتی کہ اس حدیث کو آنے والے مسیح پر چسپاں کیا جائے اور جب اس پر چسپاں کیا جائے تو ضرور اسے نبی بھی قرار دینا پڑتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی شہادت سے ثابت ہے کہ وہ نبی ہے پس خدا تعالیٰ کی شہادت اور پھر اس کے رسول کی شہادت کے ہوتے ہوئے مسیح موعود کو غیر نبی قرار دینا بعید از انصاف و راستبازی ہے۔

(۳) تیسری شہادت مسیح موعود کے نبی ہونے پر انبیائے گزشتہ کی شہادت ہے سب سے پرانی شہادت تو زرتشت نبی کی ہے۔ جو ایران کا ایک نبی ہے اور جس کے پیرو پارسی کہلاتے ہیں۔ اور ہندوستان میں خاص طور پر معزز خیال کئے جاتے ہیں۔ اور دنیاوی ترقی میں دوسری ہندوستانی قوموں سے ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اس نبی نے اپنے بعد تین نبیوں کے آنے کی خبر دی تھی۔ جن میں سے ایک تو آنحضرت ﷺ کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ اور آپ کے نشانات بھی بتائے تھے۔ اور یہ بھی لکھا تھا۔ کہ اس وقت ایران کی حکومت تباہ ہو جائے گی اور اس کا سبب ایرانیوں کی بدکاری اور عیاشی ہوگا۔ آپ کے علاوہ ایک دوسرے نبی کی پیشگوئی تھی جس کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے کہ پہلے گزر گیا ہے یا آئندہ ہونے والا ہے۔ لیکن جس تیسرے نبی کی پیشگوئی اس

نے کی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود ہیں۔ اور اس نے اس کا نام بھی بتایا ہے اور وہ مسیا در بھی ہے بعض عیسائی اس پیشگوئی کو اپنے مسیح پر چسپاں کرتے رہے ہیں۔ لیکن یہ آپ پر چسپاں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ گو آپ کا نام بھی مسیح تھا۔ جس کی طرف مسیا کا لفظ صاف اشارہ کر رہا ہے۔ لیکن ان پر وہ نشانات صادق نہیں آتے۔ جو اس نبی کے بتائے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دنیا کی آخری عمر میں آئے گا۔ اور اس کے زمانہ میں شیطان اور رحمٰن کی فوجوں کی آخری جنگ ہوگی اور وہ شیطان کو قتل کرے گا۔ تلوار سے نہیں بلکہ دعاؤں سے۔ اور اس کے زمانہ میں بڑا امن ہو گا۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ ان نشانات سے ظاہر ہے کہ پہلا مسیح اس پیشگوئی سے مراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پہلا مسیح دنیا کا آخری مصلح نہیں۔ بلکہ دوسرا مسیح ہے۔ پس جب صاف مسیا کے نام سے زرتشت نے ایک نبی کی خبر دی تھی تو اس نام کا مستحق رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْفَارِسِ اس فارسی نبی کی خبر کا پورا کرنے والا مسیح موعود ضرور نبی ہے۔

دوسری شہادت اس سلسلہ میں کرشن نبی کی ہے حضرت مسیح موعود نے اپنی کتب میں اوتار کے معنی نبی کے تسلیم فرمائے ہیں۔ اور سری کرشن جی نے آخری زمانہ میں ایک نہہ کلنک اوتار کی خبر دی تھی جس کے زمانہ کے سب نشانات آج کل پورے ہو رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی مسیح موعود کا نام کرشن رکھا ہے۔ پس آپ ہی نہہ کلنک اوتار ہیں یعنی نبی ہیں کیونکہ اوتار کے معنے نبی کے ہی ہیں۔

تیسری شہادت دانیال نبی کی ہے۔ کہ انہوں نے بھی حضرت مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی کی ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کا نام انہوں نے نبی رکھا ہے۔ پھر کتاب طالمود میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا ہے۔

اب میں ان تمام صداقت پسندوں سے جن کا دعویٰ ہے کہ وہ حق کو قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا یہ بات عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہے کہ ایک شخص جو غیر نبی ہے اس کی نسبت ہزاروں سال پہلے سے انبیاء خبریں دے رہے تھے۔ کیا عقل اس بات کو مان سکتی ہے کہ ایک غیر نبی کی خبر ابتدائے زمانہ سے نبی دیتے آئے ہیں۔ کیا مسیح موعود کی نسبت ہر مذہب میں پیشگوئیوں کا موجود ہونا اس بات کو ثابت نہیں کرتا کہ وہ نبی ہے۔ لیکن صرف اسی پر اکتفا نہیں۔ وہ سب نبی جو مسیح موعود کی خبر دیتے ہیں اسے اوتار اور نبی کرکے یاد کرتے ہیں۔ تو کیا ان سب نبیوں کی شہادتوں کے باوجود جو انہوں نے ہزاروں سال پہلے دی تھیں۔ ہم مسیح موعود کو غیر نبی تسلیم کر سکتے

ہیں۔ اور ان تمام پیشگوئیوں میں جہاں جہاں اسے نبی کر کے یاد کیا گیا ہے۔ ان سب مقامات کی یہ تاویل کر سکتے ہیں۔ کہ نبی سے مراد نبی نہیں بلکہ کسی مشابہت کی وجہ سے نبی کہہ دیا گیا ہے۔ آخر تاویل کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ہزاروں سال پہلے ایک نبی ہند میں مسیح موعود کو نبی قرار دیتا ہے۔ تو ایک فارس میں اور ایک شام میں۔ لیکن باوجود دنیا کے عظیم الشان انبیاء کی پیشگوئیوں کے اور اسے نبی کہنے کے۔ وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہا۔ اور سب باتوں کو جانے دو۔ صرف اسی امر کو لے کر اس پر غور کرو کہ کیا عقل اس بات کو باور کر سکتی ہے یہ عجیب غیر نبی ہے کہ نبیوں سے زیادہ اس کی نسبت ہزارہا سال سے خبریں دی گئیں ہیں۔ اور کل دنیا کو اس کے انتظار کا شوق لگایا گیا ہے۔ لیکن جب وہ آتا ہے تو ایک غیر نبی کا غیر نبی۔ اور ایک معمولی مجدد۔ نہ اسے نبی کہہ سکتے ہیں نہ رسول اور پھر تعجب یہ ہے کہ نہ صرف اس آنے والے کی نسبت پہلے نبیوں نے نبوت ہی کی ہے۔ بلکہ اسے نبی کر کے سب پکارتے آئے ہیں۔ مگر ہمیں بتایا جاتا ہے کہ سب کا منشاء نبی سے کچھ اور ہی تھا۔ در حقیقت مسیح موعود نبی نہیں ہو سکتا۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مُخلّی بالطبع ہو کر اس بات پر غور کرے گا۔ تو اسے اس خیال کی لغویت خود ہی معلوم ہو جائے گی۔ اور روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آنحضرت ﷺ نبی رکھیں۔ کرشن نبی رکھے۔ زرتشت نبی رکھے۔ دانیال نبی رکھے۔ اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جا رہی ہوں۔ لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہے اور سب پچھلے نبیوں کی بات قرآن کریم کی شہادت۔ اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کی تاویل کر لی جائے اگر تاویل ہی کرنی ہے تو کیوں اپنے خیالات اور گمانوں کی تاویل نہ کی جائے اور کیوں بلا سبب اس قدر شہادتوں کو ان کی حقیقت سے پھیر دیا جائے؟ اور اس قدر زبردست ثبوتوں سے منہ پھیر لیا جائے۔

(۴) چوتھی شہادت حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق خود آپ کی وحی اور الہامات ہیں جن میں کثرت سے آپ کو نبی کا خطاب دیا گیا۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو آپ کو بار بار الہام ہوئے ہیں پس کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سینکڑوں دفعہ نبی کا خطاب دیا ہے وحی الٰہی جس میں نبی یا رسول کا خطاب دیا گیا ہے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (۲) اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔ (۳) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ (۴) جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ

الْاَنْبِیَآءِ (۵) مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (۶) دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (۷) دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (۸) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَ اَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ وَ اُعْطِیْکَ مَا یَدُوْمُ۔ (۹) صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ (۱۰) لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ (۱۱) وَقَالُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ (۱۲) یٰنَبِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ۔ (۱۳) اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (۱۴) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَ اُفْطِرُ وَ اَصُوْمُ (۱۵) یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۱۶) تَاللّٰہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ۔ (۱۷) مبشروں کا زوال نہیں ہوتا گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ (۱۸) سَیَقُوْلُ الْعَدُوُّ لَسْتَ مُرْسَلًا سَنَاْخُذُہٗ مِنْ مَّارِنٍ اَوْ خُرْطُوْمٍ وَاِنَّا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔ (۱۹) یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا۔ (۲۰) قُلْ اِنِّیْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۔ (۲۱) ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ وَتَھْذِیْبِ الْاَخْلَاقِ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ وَلِتَدْعُوَ قَوْمًا اٰخَرِیْنَ (۲۲) ذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ اِنَّ یَوْمِیْ لَفَصْلٌ عَظِیْمٌ۔ (۲۳) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَمَنْ یَّلُوْمُہٗ اَلُوْمُ اُفْطِرُ وَ اَصُوْمُ (۲۴) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اُجِیْبُ اُخْطِیُٔ وَاُصِیْبُ۔ (۲۵) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ اِلَی الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ (۲۶) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَقْصُدُکَ وَاَرُوْمُ۔ (۲۷) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ فَقَطْ۔ (۲۸) اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ (۲۹) اِنِّیْ اَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ وَاُعْطِیْکَ مَا یَدُوْمُ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَرُوْمُ مَا یَرُوْمُ۔ (۳۰) مقام او مبین از راہ تحقیر بدورانش رسولاں ناز کروند (۳۱) برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں (۳۲) مَآ اَرْسَلَ نَبِیٌّ اِلَّآ اَخْزَی بِہِ اللّٰہُ قَوْمًا لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ (۳۳) اِنَّ خَبَرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاقِعٌ۔ (۳۴) وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ (۳۵) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ (۳۶) یُبْدِیْ لَکَ الرَّحْمٰنُ شَیْئًا اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ۔ (۳۷) اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اَحْمَدَ اِلٰی قَوْمِہٖ فَاَعْرَضُوْا وَقَالُوْا کَذَّابٌ اَشِرٌ۔ (۳۸) یَا اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلًا۔ (۳۹) قُلْ یٰٓاَیُّھَا

النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔

ان الہامات کے علاوہ اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن میں آپ کو نبی یا رسول کر کے تو نہیں پکارا گیا۔ لیکن نبیوں اور رسولوں کے ناموں سے پکارا گیا ہے کہیں آپ کو موسیٰ کہا ہے کہیں محمد کہا ہے کہیں عیسیٰ اور کہیں داؤد کہیں سلیمان کہیں ابراہیم کہیں نوح کے نام سے پکارا گیا ہے۔ غرض بہت سے انبیاء کے نام سے آپ کو پکارا گیا ہے جو مزید ثبوت ہے آپ کی رسالت و نبوت کا۔

اب یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس قدر الہامات کی موجودگی میں ہم حضرت مسیح موعود کو غیر نبی قرار دیں۔ اللہ تعالیٰ تو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں۔ بیسیوں اور سینکڑوں دفعہ آپ کو نبی کے نام سے یاد فرماتا ہے (کیونکہ بعض الہام بار بار اور کثرت سے ہوتے تھے) اور ہم ان سب جگہ پر یہ تاویل کرلیں کہ ان سب الہامات سے مراد اسی قدر ہے کہ آپ نبی نہیں مگر نبیوں کی کوئی صفت آپ میں پائی جاتی ہے کیا اس کی نظیر دنیا میں کسی اور انسان میں بھی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بار بار نبی کہہ کر پکارتا ہے لیکن وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتا۔ اور تعجب یہ ہے کہ جو آپ کا اصل عہدہ تھا اس کا تو ذکر نہیں کیا جاتا اور شاید ایک ہی جگہ آپ کو محدث کر کے پکارا گیا ہے۔ لیکن وہ نام جو آپ کو یونہی دے دیا گیا تھا۔ جب پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی نام سے پکارتا ہے۔ اور اصل عہدہ پر بالکل زور نہیں دیا جاتا۔ کیا اس امر کو عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہے؟ کیا یہ تاویل معقول معلوم ہوتی ہے؟ اگر آپ کو پیار سے نبی کہہ دیا گیا تھا۔ یا رسول کہہ دیا گیا تھا۔ تو چاہئے تھا۔ کہ آپ کے الہامات میں کثرت سے محدث کا لفظ آتا۔ نہ یہ کہ نبی اور رسول کا لفظ آتا لیکن نبی اور رسول تو سینکڑوں دفعہ کہا گیا ہے۔ اور محدث صرف ایک ہی دفعہ کہا گیا ہے پھر کیا یہ بات ثابت نہیں کرتی۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ کو ہمیشہ نبیوں سے مشابہت دی جاتی تھی۔ اور پہلے مجددین میں سے صرف سید عبدالقادرؒ کے نام سے آپ کو یاد کیا گیا ہے ورنہ ہمیشہ نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے نام سے آپ کو پکارا گیا ہے جو اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ آپ نبی تھے۔ دنیا میں وہ کونسا نبی گزرا ہے جس کے نبی قرار دینے کے لئے کوئی اور وجہ قرار دی جاتی ہے؟ کیا سب نبیوں کو ہم اس لئے نبی نہیں مانتے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو نبی کہا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہی خدا جس نے موسیٰ سے کہا کہ تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا۔ اور عیسیٰ سے کہا کہ تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا۔ لیکن آج مسیح موعود سے کہتا ہے کہ تو نبی ہے۔ تو وہ نبی نہیں ہوتا۔ اگر نبی بنانے کے لئے کوئی اور لفظ ہوتے ہیں تو انہیں ہمارے سامنے پیش کرو جن سے ہمیں معلوم ہو سکے کہ پہلے نبیوں کو تو

اس طرح نبی کہا جاتا تھا تب وہ نبی ہوتے تھے اور مسیح موعود کو اس کے خلاف کسی اور طرح نبی کہا گیا ہے پس وہ نبی نہیں ہوئے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی یقینی وحی کی موجودگی میں کوئی شخص مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر سکتا ہے اور جو شخص انکار کرتا ہے۔ اسے ضرور پہلے نبیوں کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ کی نبوت جن دلائل اور جن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے ان سے بڑھ کر دلائل اور صاف الفاظ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق موجود ہیں ان کے ہوتے ہوئے اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں آج تک کبھی کوئی نبی ہؤا ہی نہیں۔ اور اگر وہ دلائل حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت نہیں کرتے۔ تو ہمارے سامنے وہ دلائل پیش کرو جن کے رو سے کسی نبی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر ضد اور تعصب کو چھوڑ دیا جائے تو اس سے زبردست دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے متواتر تیئس سال تک نبی اور رسول کے نام سے یاد کیا ہے۔

میں حیران ہوں کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود کی نبوت پر معترض ہیں۔ اتنا تو سوچیں کہ نبی بنانا خدا کا کام ہے یا انسان کا۔ اگر خدا کا کام ہے۔ تو وہ کسی کو نبی کس طرح بناتا ہے۔ کیا ہمیں خدا تعالیٰ کے کسی کو نبی بنانے کا علم اسی طرح نہیں ہوتا۔ کہ اس نے اسے نبی اور رسول کا خطاب دیا ہے؟ اگر اسی طرح ہمیں کسی شخص کے نبی بن جانے کا علم ہوتا ہے تو کیا حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے تیئس برس نبی اور رسول کے نام سے نہیں پکارا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نبی نہ ہوئے۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ وہ خدا کے ہاتھ کو پکڑ لے کہ گو تو کسی کو نبی بنائے مگر ہم اسے نبی نہیں بننے دیں گے۔ حضرت مسیح موعود پر جب لوگ اعتراض کرتے تھے کہ یہ مسیح کس طرح ہو گئے۔ تو آپ جواب دیا کرتے تھے کہ یہ خدا کا کام تھا۔ اس نے کر دیا۔ اگر تم کو یہ فیصلہ منظور نہیں۔ تو جاؤ خدا سے جنگ کرو۔ میں بھی منکرین نبوت مسیح موعود سے کہتا ہوں کہ نبی بنانا خدا کا کام ہے اور اس نے اپنے حکم سے مسیح موعود کو نبی بنا دیا۔ اب اگر کسی کو اس فعل الٰہی پر اعتراض ہے۔ تو وہ خدا سے لڑے۔ مگر کیا کسی کی طاقت ہے۔ کہ جسے خدا نبی بنائے اسے وہ نبی ہونے سے روک دے۔ یہ کسی انسان کی طاقت نہیں پس نادان ہے وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے بعد پھر بھی مسیح موعود کی نبوت کو مٹانا چاہتا ہے کیونکہ جس بات کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کر لیا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور جو انعام خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو دیا ہے۔ اسے کوئی واپس نہیں کر سکتا۔ نبوت کی چادر اللہ تعالیٰ نے خود مسیح موعود کے کاندھوں پر ڈال دی ہے۔ اب کسی انسان کی طاقت نہیں کہ اس چادر کو مسیح موعود کے کاندھوں

پر سے اتارے۔

(۵) پانچویں دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی جو تعریف قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے وہ آپ پر صادق آتی ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ تعالیٰ نہیں غالب کرتا اپنے غیب پر مگر اپنے پسندیدہ بندوں یعنی رسولوں کو (یعنی کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار رسول پر ہی کرتا ہے) اور یہ شرط حضرت مسیح موعودؑ میں پائی جاتی ہے۔ یہ شرط معمولی نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم رسولوں کے سوا کسی کو اظہار علی الغیب کی طاقت نہیں دیتے پس جبکہ اظہار علی الغیب کی طاقت سِوا رسولوں کے اور کسی کو ملتی ہی نہیں اور حضرت مسیح موعود کو یہ طاقت ملی ہے۔ تو آپ کی رسالت اظہر من الشمس طور سے ثابت ہو جاتی ہے۔ جس کا انکار کوئی ذی عقل کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ شرط جو رسولوں کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔ وہ حضرت مسیح موعود میں پائی جاتی ہے۔ پس آپ رسول ہیں۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم رسولوں کی مانند دو طریق سے غیب پر غالب کیا ہے یعنی ایک پچھلے غیب پر اور ایک آئندہ کے غیب پر۔ پچھلے غیب سے میری مراد پچھلی پیشگوئیاں ہیں جو آپ کے وقت میں پوری ہو کر آپ کے لئے نشان صداقت ہوئیں۔ جب سے یہ دنیا چلی ہے۔ سب نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کی نسبت خبر دی تھی۔ کہ اس کے زمانہ میں شیطان کی اور ملائکہ کی آخری جنگ ہوگی اور بہتوں نے اس کے لئے نشان مقرر کئے تھے۔ پس وہ سب نشانات جو پہلے غیب کے طور پر تھے اس زمانہ میں مسیح موعود کے ہاتھ پر پورے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی ایک قسم کا اظہار علی الغیب ہے۔ کہ بیسیوں پیشگوئیاں جو بصورت غیب تھیں مسیح موعود نے ان کو ظاہر کر دیا ہے۔ اور وہ مسیح موعود کی صداقت پر شاہد ہیں۔

دوسرا طریق اظہار علی الغیب کا یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں لاکھوں نشانات دکھائے ہیں۔ اور ہزاروں غیب کی خبروں کا آپ کو قبل از وقت علم دیا ہے جو اپنے وقت پر آکر پوری ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ اور آئندہ ہوں گی پس واقعات پکار پکار کر اس امر کی تصدیق کر رہے ہیں کہ مسیح موعود میں وہ شرط پائی جاتی ہے۔ جو سوائے نبیوں کے اور کسی انسان میں نہیں پائی جاتی۔

علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی نسبت یہ بھی بیان فرمایا ہے وَمَا نُرْسِلُ

الْمُرْسَلِیْنَ اِلاَّ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ یعنی ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں تو ان کا کام تبشیری اور انذاری رنگ کی پیشگوئیاں کرنا ہوتا ہے۔ اس آیت میں اظہار علی الغیب کی اللہ تعالیٰ نے تفسیر فرما دی ہے کہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع ملنے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ قوموں کی ترقیوں اور تباہیوں کے متعلق ہوں۔ اور یہ شرط بھی حضرت مسیح موعود میں پائی جاتی ہے۔ پس آپ بموجب فرمودہ قرآن کریم نبی ہیں۔

(۶) چھٹی دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے کی یہ ہے کہ اگر آپ کو نبی نہ مانا جائے۔ تو ایک خطرناک نقص پیدا ہو جاتا ہے جو انسان کو کافر بنا دینے کے لئے کافی ہے یعنی یا تو اللہ تعالیٰ پر نعوذ باللہ من ذلک غلط بیانی کا اتہام لگانا پڑتا ہے یا حضرت مسیح موعود پر جھوٹ کا الزام اور اللہ تعالیٰ تو وہ پاک ذات ہے کہ جو سب خوبیوں کی جامع ہے۔ اور سب بدیوں سے منزّہ ہے۔ اور بدی تو الگ رہی۔ بد کن سے بھی بیزار ہے۔ اور نیکی اور خوبی تو اس کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اس کے سب کام اچھے اور ہر بات خیر والی ہے۔ قرآن کریم میں اس کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى سب اچھے نام ہی اللہ کے لئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی نقص منسوب کرنا اول درجہ کا کفر ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر کفر اور کوئی نہیں۔ کیونکہ جو شخص خدا تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ وہ تو پھر بھی معذور ہے لیکن جو شخص اسے مان کر پھر اس کی طرف نقص اور بدی کو منسوب کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر خبیث النفس اور کوئی نہیں۔ اسی طرح مسیح موعود خدا تعالیٰ کا پیارا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ گندوں اور بدکاروں اور فاسقوں کو اپنا پیارا نہیں بناتا۔ کیونکہ وہ خود پاک ہے۔ اور پاکوں سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اس کا رحم سب دنیا پر وسیع ہے۔ لیکن اس کا خاص تعلق اور اس کی رضاء کے مستحق صرف نیک اور راستباز انسان ہی ہوتے ہیں۔ اور چونکہ مسیح موعود اس کے مقرّب بندوں میں سے ہے اس لئے اس کے صادق اور راستباز ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص اسے کاذب قرار دے۔ وہ بھی سخت خطرہ کی حالت میں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کو نبی نہ قرار دینے پر اللہ تعالیٰ یا مسیح موعود دونوں میں سے ایک پر ضرور الزام لگانا پڑتا ہے۔ اور ہر دو باتیں انسان کے تباہ کر دینے والی ہیں مجھے یقین ہے کہ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کیا ہے انہوں نے کبھی اس امر پر پورا غور نہیں کیا۔ ورنہ مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ ان میں سے بہت سے حق پسند اور نیک فطرت اور سعید انسان اس خیال سے فوراً توبہ کر لیتے۔ اور اپنے عقیدہ پر پشیمان ہوتے او پچھتاتے۔ اور مجھے امید ہے کہ جب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ مسیح موعود کی

نبوت کا انکار کر کے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ ضرور توبہ کر لیں گے کیونکہ راستباز انسان جب ایک امر کی صداقت کو معلوم کرے۔ تو فوراً اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور ایکدم کے لئے بھی اس سے دور ہونا پسند نہیں فرماتا۔ ہاں جو لوگ دھڑہ بندی اور خودپسندی سے کام کرنے والے ہوں۔ ان کا کوئی علاج نہیں۔ اور ان کے ماننے سے دین کو کوئی تقویت بھی حاصل نہیں ہوتی۔ بہرحال جس امر کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو غیب پر کثرت سے اطلاع نہیں دیتا۔ مگر اپنے رسولوں کو۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ یہ ہماری سنت ہے کہ سوائے رسولوں کے ہم کسی پر کثرت سے غیب ظاہر نہیں کرتے۔ اب اس آیت کے مقابلہ پر حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتب میں بار بار فرماتے ہیں جیسا کہ میں فصل دوم میں حوالہ نقل کر چکا ہوں کہ آپ پر کثرت سے اظہار غیب کیا گیا ہے۔ اب ہمارے لئے سوائے دو راہوں کے اور کوئی راہ نہیں۔

۱۔ اول تو یہ بات مان لیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ مجھ پر کثرت سے اظہار غیب ہوا ہے۔ قرآن کریم کے مخالف نہیں بلکہ عین مطابق ہے۔ کیونکہ قرآن کریم بھی یہی فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کثرت سے اظہار غیب سوائے رسولوں کے اور کسی پر نہیں کرتا۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم اس بات پر اصرار کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے۔ مگر اس صورت میں ہمیں دو باتوں میں سے ایک بات قبول کرنی ہو گی۔

اول یہ بات کہ نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بات غلط بیان فرمائی ہے کہ وہ سوائے رسولوں کے اور کسی کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ نہیں عطا فرماتا حالانکہ واقعات نے اس کی صریح تردید کر دی۔ کہ مرزا صاحب کو جو غیر نبی ہیں۔ اس نے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی ہے جو قرآن کریم کے بیان کے صریح خلاف ہے۔ پس ایک تو یہ بات ہے۔ جو مرزا صاحب کی نبوت کا انکار کرنے والے کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر مسیح موعود کی نبوت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

دوم۔ ہاں ایک اور راہ بھی ہے۔ جو مسیح موعود کی نبوت کے منکر اختیار کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تو غلط بیانی کو منسوب نہ کریں۔ اور نہ قرآن کریم کی تکذیب کریں۔ بلکہ یوں کہہ

دیں کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت مسیح موعود نے غلط کہا ہے کہ آپ کو غیب پر کثرت سے اطلاع دی جاتی تھی۔ کیونکہ آپ غیر نبی تھے۔ اور نبی کے سوا کسی کو کثرت سے غیب پر اطلاع نہیں دی جاتی۔ پس یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ آپ کو غیب پر کثرت سے اطلاع دی گئی ہو۔

لیکن ہر ایک وہ شخص جو مسیح موعود پر ذرہ بھی ایمان رکھتا ہے۔ اس قول کے کہنے کی کبھی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور جو یہ جرأت کرے گا۔ اس کا ایمان یقیناً سلب ہو جائے گا اور آخر بے ایمانی کی موت مرے گا۔

غرض کہ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ کی آیت کے ماتحت جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں تین باتوں میں سے ایک بات ضرور ماننی پڑتی ہے۔ یا تو یہ کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے اور خدا تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ سوائے رسولوں کے دوسروں پر وہ کثرت سے امور غیبیہ ظاہر نہیں کیا کرتا۔ اور حضرت مسیح موعود نے بھی کہا ہے کہ آپ پر اظہار غیب کثرت سے ہوا کرتا تھا۔ اور یا یہ کہ آپ نبی نہ تھے۔ لیکن یہ آیت نبی ہونے کے لئے حجت نہیں۔ کیونکہ یہ بات نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے غلط فرمائی ہے کہ وہ سوائے رسولوں کے دوسروں پر اظہار غیب کثرت سے نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ ایسا کر دیا کرتا ہے جیسے کہ مرزا صاحب کے ساتھ اس نے ایسا ہی سلوک کیا ہے جو غیر نبی ہیں۔ یا تیسری بات یہ ماننی پڑے گی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تو جو کچھ فرمایا ہے درست ہی فرمایا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نعوذ باللہ غلط کہتے رہے ہیں۔ کہ آپ پر کثرت سے امور غیبیہ ظاہر کئے گئے ہیں۔ آپ تو غیر نبی تھے۔ آپ کے ساتھ یہ سلوک کس طرح ہو سکتا تھا۔

حضرت مسیح موعود کی نبوت کو مان کر یا اس سے انکار کر کے ان تینوں راہوں میں سے کوئی راہ ضرور اختیار کرنی پڑے گی۔ اور اب یہ ہر ایک شخص کا اپنا کام ہے کہ جس راہ کو چاہے اختیار کر لے۔ یا تو حضرت مسیح موعود کو نبی مان کر اللہ تعالیٰ کی طرف بھی کوئی عیب نہ منسوب کرے اور نہ حضرت مسیح موعود کو جھوٹا کہے۔ خدا اور اس کے رسول دونوں کی تصدیق کرے۔ اور یا حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر کے خدا تعالیٰ یا مسیح موعود دونوں میں سے ایک پر جھوٹ کا اتہام اور بہتان لگا دے۔ اور اپنی آخرت تباہ کر لے۔ مجھے اس امر پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ ان دونوں راہوں میں سے کونسی راہ پر امن اور خطرات سے خالی ہے۔ اور کونسی راہ ہلاکت اور تباہی کی طرف لے جانے والی ہے۔ انسان ناواقفیت کی وجہ سے ایک بات کہہ دے تو وہ اور بات ہے۔ لیکن صداقت معلوم ہونے پر باطل پر قائم رہنا مؤمن کا کام نہیں۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ وہ تمام

اصحاب جو نبوت مسیح موعود کا انکار اس وجہ سے کر رہے تھے۔ کہ اب تک انہیں اس صداقت کا علم نہ تھا صداقت کے ظاہر ہونے کے بعد اور اس کے رد کر دینے سے جو خطرات پیدا ہو سکتے ہیں ان کے معلوم کر لینے کے بعد ایک منٹ کے لئے بھی ایسے عقیدہ پر قائم نہ رہیں گے جو بالواسطہ اللہ تعالیٰ یا اس کے مسیح موعود پر ایک مکروہ بہتان باندھنے کا باعث ہوتا ہے۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ کہہ دے کہ اس آیت سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ سوائے رسولوں کے اور کسی پر اللہ تعالیٰ کثرت سے غیب ظاہر نہیں کرتا بلکہ ہم تو اس سے یہ مطلب لیتے ہیں کہ رسولوں پر ضرور غیب ظاہر کرتا ہے۔ باقی بھی کسی پر کر دے تو کچھ حرج نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ایسا خیال صرف جہالت اور عربی زبان سے ناواقفیت کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتا ہے۔ ورنہ جو لوگ عربی زبان جانتے ہیں انہیں یہ خیال کبھی نہیں پیدا ہو سکتا۔ کہ اس آیت کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ رسولوں کے سوا اور لوگوں پر بھی کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار ہو سکتا ہے پس ایسے شخص کو چاہئے کہ کسی عربی زبان کے واقف سے جا کر اس آیت کے معنے کرا لے پھر اعتراض کی کوشش کرے۔ اس آیت کے معنی سوائے دو کے اور تیسرے بن ہی نہیں سکتے۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ اگر مِنْ تَبْعِیْضِیَّه مانا جائے تو اس آیت کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے غیب پر کثرت سے اطلاع نہیں دیتا۔ سوائے ان کے جن پر راضی ہوتا ہے رسولوں میں سے یعنی رسولوں میں سے جن پر راضی ہوتا ہے۔ ان پر اظہار غیب کرتا ہے نہ کہ سب پر۔ سو اگر یہ معنی کریں۔ تب یہ مطلب نکلے گا۔ کہ اظہار علی الغیب کا مرتبہ ایسا بڑا ہے۔ کہ رسولوں میں سے بھی سب کو حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض کو حاصل ہوتا ہے پس یہ معنے اگر کئے جائیں تب بھی اس آیت سے یہی ظاہر ہے کہ غیر تو غیر بعض رسولوں کو بھی یہ مرتبہ نہیں ملتا۔ جس سے یہ امر بالبداہت ثابت ہو جاتا ہے کہ غیر نبی کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ کبھی نہیں دیا جاتا۔ لیکن مِنْ کو تَبْعِیْضِیَّه بنانا بعض دوسری آیات کے خلاف ضرور معلوم ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب رسولوں سے تبشیر و انذار کا کام لیا جاتا ہے نہ کہ بعض سے۔ لیکن ہمارا مطلب ان معنوں سے بھی بہرحال ثابت ہے۔

۲۔ دوسرے معنی اس آیت کے یہ ہو سکتے ہیں کہ مِنْ کو بَیَانِیَّہ قرار دیا جائے اور یہ معنی کئے جائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں یعنی رسولوں پر اظہار غیب کرتا ہے ان کے سوا اور کسی

پر نہیں کرتا- ان معنوں کے رو سے سب رسولوں پر اظہار علی الغیب کا انعام ثابت ہوتا ہے نہ کہ بعض پر- لیکن رسولوں کے سوا اور کسی پر اظہار علی الغیب ہونے کی نفی ان معنوں کے رو سے بھی ثابت ہے پس خواہ کوئی معنے کریں یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ رسولوں کے سوا اظہار علی الغیب کا انعام کسی اور پر بھی ہو سکتا ہے بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہوتا پس اس جواب سے کوئی شخص اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتا کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ اظہار علی الغیب صرف رسولوں کے لئے ہی ہو بلکہ جو شخص مسیح موعود کو نبی نہیں مانتا اسے بہرحال یا اللہ تعالیٰ پر یا حضرت مسیح موعود پر اعتراض کرنا ہوگا- ونعوذ باللہ من ذالک-

میں اس جگہ حضرت مسیح موعود کی ایک تحریر بھی نقل کر دیتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود نے امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانے کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں تا ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص یہی کہہ دے کہ حضرت مسیح موعود نے یہ دعویٰ ہی نہیں کیا- اس لئے اس آیت سے استدلال کرنا ہی جائز نہیں-

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-"خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں- اسے نبی کہتے ہیں- اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے- پس ہم نبی ہیں-" (بدر نمبر ۹ جلد ۷ ،۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۷- ساتویں دلیل- یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے خود اپنے آپ کو نبی کے لفظ سے پکارا- اگر آپ نبی نہ ہوتے تو کیوں اپنے آپ کو نبی اور رسول کر کے پکارتے- جن لوگوں کا نام نبی رکھ دیا جاوے وہ اس طرح اپنے آپ کو نبی کہہ کر نہیں پکارا کرتے- میں اس جگہ چند وہ حوالجات دیتا ہوں جن سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو نبی کہا ہے- اور اس بات کا بار ثبوت حضرت مسیح موعود کی نبوت کے منکرین پر ہوگا کہ وہ کسی اور بزرگ یا ولی کی تحریر سے بھی اس قسم کے الفاظ دکھا دیں کہ وہ اپنی نسبت نبی کے الفاظ استعمال کیا کرتا ہو-

حوالہ ۱- پگٹ جو انگلستان کا ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا- اس کے خلاف اشتہار لکھا- اور اس کے آخر میں جہاں راقم مضمون کا نام لکھا جاتا ہے- حضرت مسیح موعودؑ نے یہ الفاظ لکھے:-

The Prophet Mirza Ghulam Ahmad.

(۱) "اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں- اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی-(حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰ حاشیہ)

(۲) "جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا۔ اور امتی بھی" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۱)

(۳) "سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔"[1]

(۴) "خدا تعالیٰ نے مجھے انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۶ حاشیہ)

(۵) (الہام) يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا (ترجمہ از حضرت مسیح موعودؑ) "اس دن زمین اپنی باتیں بیان کرے گی کہ کیا اس پر گزرا خدا اس کے لئے اپنے رسول پر وحی نازل کرے گا کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے۔" (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۵)

(۶) "خدا کی مہر نے یہ کام کیا۔ کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے۔ اور ایک پہلو سے نبی" (حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹، ۱۰۰ حاشیہ)

(۷) "اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں بنی اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا۔ اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا۔" (حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۴ حاشیہ)

(۸) "خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا" (حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۴ حاشیہ)

(۹) "پس اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو۔ مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۵)

(۱۰) "اور کانگڑہ اور بھاگسو کے پہاڑ کے صدہا آدمی زلزلہ سے ہلاک ہو گئے ان کا کیا قصور تھا۔

[1] حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۴

انہوں نے کونسی تکذیب کی تھی سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۶)

(۱۱) "اور اس امتحان کے بعد اگر فریق مخالف کا غلبہ رہا۔ اور میرا غلبہ نہ ہوا تو میں کاذب ٹھہروں گا۔ ورنہ قوم پر لازم ہو گا کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر آئندہ طریق تکذیب اور انکار کو چھوڑ دیں۔ اور خدا کے مرسل کا مقابلہ کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔"

(حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۱)

(۱۲) "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶۔۴۰۷)

(۱۳) "پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا............ تب وہ وقت آگیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۸۶)

(۱۴) "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

(۱۵) وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:۱۶) پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۰)

(۱۶) وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ:۴)..... یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۵۰۲)

(۱۷) "صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۴)

(۱۸) "جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔ اور آنے والا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں۔ نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حَکم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ــ روحانی خزائن جلد ۲۲ ۱۵۹)

(۱۹) "میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے"

(نزول المسیح صفحہ ۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۲۶)

(۲۰) "میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلّیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدیؐ شکل اور محمدیؐ نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۵ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۱)

(۲۱) "ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسولؐ نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۵۰، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۲۶)

(۲۲) "اس فیصلہ کے کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہو گا۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۸، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۴)

(۲۳) "اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ ابن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم - روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۱)

(۲۴) "خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے ...... قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے ...... سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء صفحہ ۱۰ تا ۱۵، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱)

(۲۵) "ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۶)

(۲۶) "میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰)

(۲۷) "اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں۔ اور نبی بھی ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۱)

(۲۸) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔"

(آخری خط حضرت اقدس مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

(۲۹) "میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں

کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہوسکتے۔

(آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء)[^۵۲]

(۳۰) "پس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانے میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔"

(آخری خط حضرت اقدس مندرجہ اخبار عام ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء)[^۵۳]

(۳۱) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔" (بدر ۵/ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۳۲) "جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔"

(آخری خط حضرت اقدس مندرجہ اخبار عام ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء)[^۵۴]

(۳۳) "میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی ہوں تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا۔ اور نبی بھی ہوگا۔" (آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء)[^۵۵]

(۳۴) "یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسبِ مراتب استعدادات آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اور انتشارِ روحانیت ظہور میں آتا ہے تب ہر ایک شخص خوابوں کے دیکھنے میں ترقی کرتا ہے اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہیں اور روحانی امور میں عقلیں بھی تیز ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ جب بارش ہوتی ہے ہر ایک زمین کچھ نہ کچھ اس سے حصہ لیتی ہے۔ ایسا ہی اس وقت ہوتا ہے جب رسول کے بھیجنے سے بہار کا زمانہ آتا ہے۔ تب ان ساری برکتوں کا موجب دراصل وہ رسول ہوتا ہے۔ اور جس قدر لوگوں کو خوابیں یا الہام ہوتے ہیں۔ دراصل ان کے کھلنے کا دروازہ وہ رسول ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ دنیا میں ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے اور آسمان سے عام طور پر ایک روشنی اترتی ہے۔ جس سے ہر ایک شخص حسب استعداد حصہ لیتا ہے وہی روشنی خواب اور الہام کا موجب ہو جاتی ہے اور نادان خیال کرتا ہے کہ میرے ہنر سے ایسا ہوا ہے مگر وہ چشمہ الہام اور خواب کا صرف اس نبی کی برکت سے دنیا پر کھولا جاتا ہے۔ اور اس کا زمانہ ایک

[^۵۲]: [^۵۳]: [^۵۴]: بحوالہ بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰

لیلۃ القدر کا زمانہ ہوتا ہے جس میں فرشتے اترتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ (القدر:۵-۶) جب سے خدا نے دنیا پیدا کی ہے یہی قانون قدرت ہے۔منہ (حقیقۃ الوحی — روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۹)

(۳۵) "اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں" (چشمۂ معرفت صفحہ ۷۷، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۸۵)

(۳۶) کبھی نبی کی وحی خبر واحد کی طرح ہوتی ہے۔ اور مع ذالک مجمل ہوتی ہے۔ اور کبھی وحی ایک امر میں کثرت سے اور واضح ہوتی ہے۔.... پس میں اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ کبھی میری وحی بھی خبر واحد کی طرح ہو اور مجمل ہو۔ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴۳، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۴۵)

(۳۷) "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گزر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں اسی طرح اس زمانہ میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہو یا وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ یا ابو جہل ہو۔ سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم - روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸)

(۳۸) "ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے.... ہاں جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہوگیا۔ اور اس کو شناخت نہیں کیا۔ اور اس کے انوار سے مطلع نہیں ہوا اور اس کا ایمان بھی کچھ چیز نہیں اور آخر وہ ضرور مرتد ہوگا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور عبداللہ بن ابی سرح اور عبید اللہ بن جحش آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں۔ اور یہودا اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں۔ اور جموں والا چراغ دین اور عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے۔" (حقیقۃ الوحی — روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۳)

(۳۹) "سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہوگیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹،۸ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۰، ۴۰۱)

آٹھویں دلیل۔ حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ قرآن کریم میں نبیوں کے

متعلق جو انعامات بتائے ہیں۔ ان سب سے آپ نے حصہ وافر لیا۔ اور وہ سب حالات جو نبیوں کے متعلق قرآن کریم نے بتائے ہیں وہ بھی آپ کے متعلق پورے ہوئے۔ پس وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ نبیوں کے متعلق فرماتا ہے جب سب کی سب آپ میں پائی جاتی ہیں تو کس طرح ہم آپ کو نبی نہ کہیں۔ مثال کے طور پر چند آیات قرآنیہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (البقرہ:۲۴)	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ معجزہ دیا گیا۔
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (البقرہ:۱۲۰)	آپ بھی حق لے کر اور بشیر و نذیر ہو کر آئے آپ کو اپنی جماعت کے حق میں بڑی بڑی عظیم الشان بشارتیں دی گئیں۔ اور مخالفین کے حق میں بڑی بڑی انذاری پیشگوئیاں کی گئیں۔
(۳) تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرہ:۲۵۴)	آپ میں یہ سب خصوصیات موجود ہیں۔
(۴) وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (اٰل عمران:۸۲)	یہ وصیت آنحضرت ﷺ کی بابت کی گئی تھی۔ آپ کے متعلق بھی آنحضرتؐ نے وصیت فرمائی۔ کہ اسے میری طرف سے سلام کہنا اور فرمایا۔ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔
(۵) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (اٰل عمران:۱۶۵)	یہ سارے کام بھی آپ نے کئے۔ اور آپ ایسے وقت میں آئے جب کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جا چکا تھا۔ اور ایمان ثریا پر جا چکا تھا۔
(۶) رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ	

لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (النساء : ۱۶۶)

آپ ایسے زمانہ میں آئے جبکہ اگر نہ بھیجے جاتے تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق لوگوں کو اعتراض کا حق تھا۔

(۷) يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ (المائدہ:۲۰)

(۸) قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۔(الانعام:۱۲)

آپ کے منکرین و مخالفین پر بھی اسی طرح تباہیاں آئیں۔

(۹) قُلْ اَىُّ شَىْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ (الانعام:۲۰)

آپ کی صداقت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرح طرح کی شہادتوں کے ساتھ ثابت کی۔

(۱۰) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (الانعام:۲۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح سے کامیابی بخش کر آپ کی صداقت ثابت کی۔

(۱۱) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۔(الانعام:۴۳)

آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے مصائب قحط۔ زلازل بیماریاں بھیجیں۔

(۱۲) وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۔(الانعام:۴۹)

آپ کو بھی اپنی قوم موافقین و مخالفین کے حق میں بڑی بڑی تبشیری اور انذاری خبریں دی گئیں۔

(۱۳) ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ (الانعام:۱۳۲)

اس زمانہ میں جس قدر عالمگیر تباہیاں دنیا میں آئیں۔ اگر اس زمانہ میں کسی رسول کا آنا نہ تسلیم کیا جائے تو اس آیت کی تکذیب لازم آئے گی۔

(۱۴) وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِىْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا

حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (الاعراف:۸۸)

اس معیار کے رو سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی صداقت ثابت کی- اور اپنی نصرت کے نشانوں کے ساتھ ظاہر کر دیا کہ حق کس کے ساتھ ہے-

(۱۵) وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (الاعراف:۱۳۱)

آپ کے زمانہ میں جس قدر خشک سالی اور قحط نے زور آور حملے کئے وہ کچھ محتاج بیاں نہیں-

(۱۶) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال:۲۵)

اس اظہر من الشمس نشان سے کوئی چشم بینا انکار نہیں کر سکتی-

(۱۷) اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا-(الرعد:۴۲)

اللہ تعالیٰ دن بدن آپ کی جماعت کو بڑھا رہا ہے اور مخالفین کو کم کر رہا ہے- بعض کو سلسلہ حقہ میں داخل کر کے اور بعض کو ہلاک کر کے-

(۱۸) وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:۱۶)

اس زمانہ میں جو عذاب آ رہے ہیں وہ اس آیت کے ماتحت دلالت کرتے ہیں کہ کوئی رسول آ گیا-

(۱۹) وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ (طٰہٰ:۱۳۵)

یہ آیت بھی صاف طور پر بتا رہی ہے کہ کوئی رسول اس زمانہ میں خدا کی طرف سے آ چکا ہے-

(۲۰) وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ-(الشعراء: ۲۰۹)

(۲۱) فَوَهَبَ لِىْ رَبِّىْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِىْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (الشعراء:۲۲)

آپ فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم اور مرسل بنا کر بھیجا ہے-

(۲۲) وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (الفرقان:۲۸)

آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت الہام فرمائی

(۲۳) وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ (القصص:۶۰)	عام عذاب اور تباہی آتی ہی نہیں جب تک کوئی رسول نہ آجائے۔ اس زمانہ میں جیسی عالمگیر تباہی طرح طرح سے آئی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس جگہ کوئی شخص یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ غدر ۵۷ کے وقت کونسا رسول آیا ہوا تھا فلاں تباہی کے وقت کونسا نبی آیا تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ کل عالم کے لئے نبی ہیں۔ اس لئے آپ کی ظلّیت میں جو نبی آئے گا ضرور ہے کہ وہ بھی تمام عالم کی طرف آئے۔ پس اس کی تکذیب و مخالفت پر تباہی بھی عالمگیر ہی آنی ضروری ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کے بعد عالمگیر تباہی صرف مسیح موعود کے وقت میں آئی۔
(۲۴) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (الاحزاب:۴۶-۴۷)	یہ سب باتیں آپ میں موجود ہیں۔
(۲۵) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا:۲۹)	یہ خصوصیت بھی آپ میں موجود ہے۔
(۲۶) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (المؤمن:۵۲)	اللہ تعالیٰ نے بڑے زور سے آپ کی تائید فرمائی۔ جیسا کہ پہلے سے آپ کو خبر دی گئی تھی کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"
(۲۷) هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ (الفتح:۲۹)	اس آیت میں مسیح موعود کی بابت پیشگوئی ہے اور رسولہ سے آپ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس پر اکثر مفسرین کا بھی اتفاق ہے۔ پھر یہ آیت آپ پر بھی الہاماً

	نازل ہوئی۔ اور آپ کا دعویٰ ہے کہ میں اس کا مصداق ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے اسی زمانہ میں آپ کے ہاتھ سے ہی حسب وعدہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ بخشا۔
(۲۸) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۔ (الحاقہ:۴۵-۴۷)	اس آیت کو بھی آپ نے اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔
(۲۹) وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا۔ (الجن:۸)	اس زمانہ میں بھی لوگوں نے یہی سمجھا ہوا تھا۔
(۳۰) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (الجن : ۲۶-۲۷)	اس آیت کو بیسیوں جگہ آپ نے اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔
(۳۱) وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ (المؤمن:۲۹)	اس آیت کے دونوں پہلو آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر رہے ہیں۔ اگر آپ کا دعویٰ نعوذ باللہ جھوٹا ہوتا تو مطابق آیت فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ کے صادقوں والی عمر نہ پا سکتے۔ اور آپ کی پیشگوئیوں کی صداقت ثابت نہ ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعوائے الہام کے بعد تئیس برس سے ڈیڑھ چند سے بھی زیادہ عرصہ عمر دی۔ اور آپ کی پیشگوئیوں کو موافقوں اور مخالفوں پر پورا کر کے آپ کی صداقت ثابت کر دی۔
(۳۲) قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى (طٰہٰ:۶۲)	اس آیت میں اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والوں کے دو نشان بتائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کی بیخ کنی کی جاتی ہے۔ دوم یہ کہ انہیں ناکام رکھا جاتا ہے ان دونوں

معیاروں کے رو سے آپ کی صداقت ثابت ہے۔

نویں دلیل آپ کی نبوت پر یہ ہے کہ جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ نبی کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ جدید شریعت لائے یا یہ کہ پہلے نبی کا متبع نہ ہو۔ اور جب آپ نے نبوت کے متعلق انکار کیا ہے تو یہی کہا ہے کہ میں شریعت جدیدہ نہیں لایا۔ اور نہ میں نے براہ راست نبوت پائی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نبوت کے مدعی تھے کیونکہ آپ نے ان چیزوں سے انکار نہیں کیا جو نبوت کے لئے شرط ہیں۔

دسویں دلیل۔ جب کبھی حضرت مسیح موعود پر اعتراض ہؤا کہ آپ نبوت کے مدعی ہیں تو اس کا جواب آپ نے یہ نہیں دیا۔ کہ میں نبی نہیں ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نبی تھے۔ ورنہ معترضین کے جواب میں یہ کہہ دینا آسان تھا کہ میں تو نبی نہیں ہوں مگر ۱۹۰۱ء کے بعد جب جواب دیا ہے یہی دیا ہے کہ میں ایسا نبی نہیں ہوں جو شریعت لائے یا بلاواسطہ نبوت پائے ورنہ آسان بات تھی آپ صاف جواب دے دیتے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ مگر آپ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔

گیارہویں دلیل۔ حضرت مسیح موعود کے دعوے کے متعلق جب ایک شخص سے سوال ہؤا کہ کیا وہ دعوائے نبوت کرتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ نہیں ایسا کوئی دعویٰ نہیں اس پر حضرت مسیح موعود نے ایک غلطی کا ازالہ نامی ایک اشتہار شائع کیا۔ اور اس شخص کو ڈانٹا۔ اور اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ اگر آپ ویسے ہی نبی ہوتے جیسے لوگ کہتے ہیں۔ کہ صرف آپ کا نام نبی رکھا گیا ہے تو آپ نے غلطی کا ازالہ اشتہار کیوں شائع کیا۔ معترض نے تو یہ اعتراض کیا تھا کہ کیا ان کا دعویٰ نبی ہونے کا ہے اور مجیب نے جواب میں کہا کہ نہیں ایسا کوئی دعویٰ نہیں اگر حضرت مسیح موعود کا ایسا کوئی دعویٰ نہ تھا اور آپ نبی نہ تھے تو اشتہار کیوں دیا۔ دعویٰ تو وہ کہلاتا ہے جس میں انسان کسی درجہ پانے کا مدعی ہوتا ہے نہ کہ نام دعویٰ کہلاتا ہے مثلاً ایک شخص کا نام کمال الدین ہو اور اس سے کوئی شخص یہ سوال کرے کہ کیوں صاحب کیا آپ نے دین کے کمال ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو وہ اس کے جواب میں یہ کبھی نہ کہے گا۔ کہ ہاں میں نے یہ دعویٰ کیا ہے کیونکہ نام پانا دعویٰ نہیں کہلاتا۔ اور اس کا دین کا کمال ہونے کے دعویٰ کے انکار سے اس پر جھوٹ کا الزام نہ آئے گا۔ اسی طرح مثلاً ایک شخص حکیم صاحب کے نام سے مشہور ہو اور کوئی شخص اس سے پوچھے کہ جناب کیا آپ حکیم صاحب ہیں تو وہ کہہ سکتا ہے کہ ہاں لیکن اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ کیا آپ حکیم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کا جواب وہ یہ دے گا کہ نہیں مجھے حکیم ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں اور یہی

جواب درست ہو گا۔ اسی طرح جب ایک احمدی سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا تمہارے پیر نے دعویٰ نبوت کیا ہے تو اگر حضرت مسیح موعود واقع میں نبی نہ ہوتے بلکہ صرف نام پایا ہوتا تو اس احمدی کا انکار بالکل درست اور راست تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود اس پر ایک اشتہار شائع کرتے ہیں کہ یہ اس کی غلطی تھی جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ کو دعوائے نبوت تھا۔ اور آپ نبی تھے۔

بارھویں دلیل ۔ حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۴ پر فرماتے ہیں۔ "بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا" اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کو صرف نام نبی نہیں دیا گیا تھا بلکہ آپ واقع میں نبی تھے کیونکہ آپ فرماتے ہیں "مجھے نبوت کے ۵۹ مقام تک پہنچایا" اگر آپ نبی نہ ہوتے تو یہ نہ فرماتے کہ نبوت کے مقام تک مجھے پہنچایا۔ بلکہ یہ فرماتے کہ گو فیضان نبوت تو اب بند ہو چکا تھا اور میں نبی نہ ہو سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی نام دے دیا۔ لیکن آپ اس کی بجائے یہ فرماتے ہیں کہ مقام نبوت تک پہنچایا۔ بعض لوگ جو حضرت صاحب کے نبی ہونے کو ایسا ہی قرار دیتے ہیں جیسے آدمی کو شیر کہہ دینا وہ اس کا جواب دیں کہ جس آدمی کو شیر کہتے ہیں کیا اس میں شیر کی سب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر نہیں تو جبکہ حضرت مسیح موعود صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ نبوت کے مقام تک مجھے پہنچایا۔ اس کا یہ مطلب کیونکر لیا جا سکتا ہے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ نام رکھ دیا گیا تھا۔ نبوت کا منصب بھی جب آپ کو دیا گیا۔ اور نبی نام بھی ہو گیا۔ تو آپ کے نبی ہونے میں کیا کسر باقی رہ گئی۔

تیرھویں دلیل مذکورہ بالا حوالہ سے ہی حضرت مسیح موعود کی نبوت کا ایک اور بھی ثبوت ملتا ہے اور وہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کا فیضان ثابت کرنے کے لئے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا ہے۔ اب اگر اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ کا نام نبی رکھ دیا گیا ہے تو اس سے افاضہ کا کیا ثبوت ملا آنحضرت ﷺ کا افاضہ تو تب ثابت ہوتا ہے جب نبوت ملے نہ کہ کسی کا نام نبی رکھ دینے سے آپ کا فیضان ثابت ہو جاتا ہے۔ ایک استاد کا فیضان یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے شاگرد کو لائق بنائے نہ یہ کہ اس کے شاگرد کا نام لائق رکھ دیا جائے کالجوں کے پروفیسروں کی لیاقت اس طرح ثابت ہؤا کرتی ہے کہ ان کے شاگرد بی اے یا ایم اے میں واقعی طور پر کامیاب ہو جائیں یا اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ ان کے انٹرنس پاس طالب علم کا نام بی اے یا ایم اے رکھ دیا جائے؟ اس قسم کا افاضہ تو بچوں میں ہوتا ہے کہ ایک بادشاہ بن جاتا ہے اور کسی کو پھانسی

۵۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲

کا حکم دے دیتا ہے اور کسی کو وزیر بنا دیتا ہے اور کسی کو کمانڈر مقرر کر دیتا ہے اور کسی کو امیر الامراء بنا دیتا ہے مگر یہ سب نام ہی نام ہوتے ہیں اس کے اندر حقیقت کوئی نہیں ہوتی۔ اور ان کی اس کارروائی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس مصنوعی بادشاہ میں بڑی طاقت ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بلکہ اس کی حقیقت ایک کھیل سے زیادہ نہیں ہوتی۔ پس آنحضرت ﷺ کی قوت افاضہ اس بات سے ثابت نہیں ہو جاتی کہ آپ کی امت میں سے ایک شخص کا نام نبی رکھ دیا جائے کیونکہ اس کا افاضہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں نام تو خدا تعالیٰ نے رکھا ہے آنحضرت ﷺ کے افاضہ کا اس سے کیا ثبوت ملا؟ آپ کے افاضہ کا ثبوت تب ملے کہ آپ کی اتباع میں واقعی کوئی شخص نبی بن جائے اور آپ کی شاگردی اس کے قلب کے اندر ایسی طہارت اور صفائی پیدا کر دے کہ اس کا دل مصفّی آئینہ کی طرح ہو جائے ورنہ نام رکھنے سے کچھ نہیں بنتا۔ ایک مصور کا کمال اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ اس کی تصویر واقعہ میں اعلیٰ درجہ کی ہو یا اس طرح کہ اس کی کسی تصویر کی لوگ تعریف شروع کر دیں؟ اگر وہ واقع میں اعلیٰ تصویر نہیں تو اس کے ہنر کا کوئی ثبوت نہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ کے کسی شاگرد کا نام نبی رکھنے سے آپؐ کے افاضہ کا کمال ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ آپؐ کے افاضہ کا کمال اسی طرح ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی شاگردی میں واقع میں کوئی شخص نبیوں کے کمالات حاصل کرے۔ اگر واقع میں کوئی شخص نبیوں کے مقام تک آپ ﷺ کی اتباع سے نہیں پہنچ سکتا تو صرف کسی کا نام نبی رکھ دینے سے آپؐ کے افاضہ کا کمال ثابت نہیں ہو سکتا۔ غرض کہ حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کے افاضہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مقام نبوت پر پہنچایا ثابت کرتا ہے کہ آپؑ کو واقع میں نبی بنا دیا گیا۔ ورنہ کسی اور معنے کے رو سے آنحضرت ﷺ کے افاضہ کا کمال ثابت نہیں ہوتا۔

چودھویں دلیل حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی — روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۳-۱۵۴)

اس عبارت سے یہ نتائج نکلتے ہیں ایک تو یہ کہ آپ کسی زمانہ میں مسیح سے اپنے آپ کو افضل

نہ قرار دیتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اسے نبی سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو غیر نبی۔ اس لئے اس پر اپنے آپ کو فضیلت نہ دیتے تھے۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ نے اپنی وحی میں نبی کے صریح لفظ کو دیکھ کر آخر کار اس عقیدہ کو بدل دیا اور مسیح پر اپنے افضل ہونے کا اعلان کیا۔ ان دونوں نتیجوں کو ملائیں تو تیسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ واقع میں نبی تھے نہ کہ آپ کا نام نبی تھا کیونکہ آپ مسیح سے افضل ہیں اور غیر نبی نبی پر من کل الوجوہ افضل نہیں ہو سکتا پس آپ فی الواقع نبی ہیں ورنہ نبی نام پانے سے کوئی شخص نبی سے افضل نہیں ہو سکتا جس کا ثبوت یہ ہے کہ جس وقت حضرت مسیح موعود حضرت مسیح ناصری سے اپنے آپ کو افضل نہیں قرار دیتے تھے اس وقت بھی نبی کے نام پانے کے مدعی تھے کیونکہ مسیح سے افضل نہ ہونے کا عقیدہ تریاق القلوب میں بھی درج ہے جو ۱۸۹۹ء کی تصنیف ہے اور جزوی نبی ہونے کا یا نبی نام پانے کا دعویٰ توضیح مرام میں بھی موجود ہے جو ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی جس سے ثابت ہوا کہ صرف نام پانے والا یا جزوی نبی بھی اصلی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کسی نبی سے افضل ہو گا وہ ضرور نبی ہو گا اور چونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل کہا ہے اس لئے آپ واقع میں نبی تھے نہ کہ آپ کا نام اسی طرح نبی رکھ دیا گیا تھا جس طرح آدمی کو شیر کہہ دیتے ہیں۔

پندرھویں دلیل حضرت مسیح موعود اپنی کتاب نزول المسیح کے صفحہ ۶ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیّت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلّی طور پر نبوت محمدیؐ اس میں رکھ دی تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔" (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۲) اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ کا مقابلہ تبھی کر سکتا تھا کہ جس طرح اس کا آخری خلیفہ نبی تھا۔ اس کا آخری خلیفہ بھی نبی ہو۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو سلسلہ محمدیہ کی کسر شان ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسی نقص کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا۔ اس حوالہ پر غور کرو یہ بھی حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ایک روشن دلیل ہے کیونکہ اگر یہی مانا جائے جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے بلکہ آپ محدث تھے اور نبی آپ کا نام صرف جزوی کمالات کی وجہ سے رکھ دیا گیا تھا تو مذکورہ

بالا دلیل جو حضرت مسیح موعود نے دی ہے باطل ہو جاتی ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ محمدی سلسلہ کا مسیح بھی موسوی سلسلہ کے مسیح کی طرح شان نبوت کے ساتھ آنا چاہئے تھا تا نبوت محمدیہ کی کسر شان نہ ہو۔ اب اگر اس سے مراد صرف نام ہے درجہ نبوت نہیں تو نام سے کام نہیں چل سکتا۔ کیا محمدیؐ سلسلہ کے آخری خلیفہ کا نام نبی رکھ دینے سے وہ مسیح کے برابر ہو سکتا ہے؟ اور کیا اس سے محمدی سلسلہ کی شان نقص سے پاک ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ جبکہ محمدیؐ مسیح غیر نبی کا غیر نبی ہی رہا تو اس کا نام نبی رکھ دینے سے وہ محدث کی بجائے نبی کس طرح بن سکتا ہے۔ اور محمدیؐ سلسلہ موسوی سلسلہ کا مقابلہ کس طرح کر سکتا ہے؟ اس طرح نام بدل بدل کر تو عزت کبھی قائم نہیں رہ سکتی اور یہ تو آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے کہ آپ اپنی عزت اس طرح قائم کرتے ہیں کہ اپنے امتیوں کا نام نبی رکھ دیتے ہیں تا موسوی سلسلہ سے مشابہت ہو جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنے درسوں میں ایسے ہی موقع کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ صرف نام سے برابر ہونا چاہتے ہیں۔ اور ایک واقعہ سناتے تھے کہ ہمارے ضلع میں ایک عورت نے اپنے بیٹے کا نام خان بہادر رکھا میں نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے یہ نام کیوں رکھا ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہمارے خاندان کے کئی آدمیوں کو گورنمنٹ نے خان بہادر کا خطاب دیا ہے ہم غریب لوگ ہیں خیر ہے ہمارے بیٹے کو یہ خطاب مل سکے گا یا نہیں وہ اس لائق ہو گا یا نہیں۔ اس لئے میں نے اپنے شریکوں کی برابری کرنے کے لئے اس کا نام ہی خان بہادر رکھ دیا ہے۔ اب گورنمنٹ خطاب دے یا نہ دے لوگ تو اسے خان بہادر ہی کہہ کر پکارا کریں گے۔ لیکن کیا اس سے وہ عورت اور اس کا لڑکا واقع میں ان امراء کے برابر ہو گئے۔ اور کیا نام بدلنے سے ان کی حیثیت بھی بدل گئی؟ اگر نہیں تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود نبی نہیں اتنا تو خیال کریں کہ اس خیال سے آنحضرت ﷺ کی کس قدر ہتک ہوتی ہے۔ مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اگر مسیح محمدی شان نبوت سے نہ آتا تو محمدی سلسلہ کی کسر شان تھی لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمدی مسیح واقع میں نبی نہ تھا بلکہ غیر نبی محدث کو بعض مشابہتوں کی وجہ سے نبی کا نام دے دیا گیا تھا۔ اب بتاؤ کہ اس خیال سے آنحضرت ﷺ کی کسر شان ہوتی ہے یا نہیں۔ کیا یہ معاملہ خان بہادر والے معاملہ کے مشابہ نہیں بن جاتا؟ پھر کیوں اس عقیدہ کے پیچھے پڑے ہو جس سے آنحضرت ﷺ کی ہتک ہوتی ہے توبہ کرو توبہ۔ تا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں نہ پڑ جاؤ۔ خوب درکھو کہ محمدی سلسلہ کی شان اسی صورت میں قائم رہتی ہے کہ اس کا آخری خلیفہ بھی نبی ہو اور سچا نبی ہو نہ کہ ایسا نبی کسی کا نام نبی رکھ دیا جائے اور وہ صرف ایک محدث ہی ہو۔ مسیح موعود کے نبی

ہونے کے بغیر آنحضرت ﷺ کی ہتک ہوتی ہے اور اسے ایک محدث قرار دیتے ہیں جس نے نبی کا نام پالیا ہے محمدی سلسلہ کی کسرشان ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور مسیح موعود کو محدث ثابت کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی کسرِ شان کرتا ہے۔

اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ براہ راست نبوت پانے سے نبی کا درجہ بلند نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ محمدیؐ سلسلہ کی عظمت اس طرح قائم ہو جاتی ہے کہ اس کے آخر میں بھی ایک نبی ہو پس اگر براہ راست نبوت پانے والا ہی نبی ہوتا ہے یا بڑا درجہ رکھتا ہے۔ تو ایک امتی نبی کے بھیج دینے سے وہ نقص دور نہ ہو سکتا تھا جس کے دور کرنے کے لئے وہ بھیجا گیا اور چونکہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک ایک امتی نبی کے آنے سے کسرشان کا خطرہ جاتا رہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امتی نبی ہونا درجہ کو کم نہیں کر دیتا۔

شاید کوئی شخص اس جگہ یہ اعتراض کرے کہ اگر آخری خلیفہ کے نبی نہ ہونے سے محمدی سلسلہ کی کسرشان ہوتی تھی تو کیوں درمیانی خلفاء کے نبی نہ ہونے سے محمدی سلسلہ کی ہتک نہیں ہوتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض مسیح موعود پر ہے نہ مجھ پر۔ آپ ایسا فرماتے ہیں۔ میں نے یہ بات اپنی طرف سے تو نہیں بنائی۔ لیکن اعتراض کو قبول کر کے میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ جب کسی شئے کا اول اور آخر مل جائے تو وہ برابر ہو جاتی ہے اور درمیانی حصہ کا مقابلہ کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ دوم یہ کہ موسوی سلسلہ کے نبی حضرت موسیٰ کے فیضان سے نبی نہ بنے تھے لیکن محمدیؐ سلسلہ کا خلیفہ آنحضرت ﷺ کے فیضان سے نبی بنا ہے۔ اور یہ ایک ایسی عظمت ہے جس کا مقابلہ حضرت موسیٰ نہیں کر سکتے ہیں۔ اس ایک نظیر نے محمدی سلسلہ کو موسوی سلسلہ پر وہ فضیلت دے دی کہ اب اس پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا درجہ استادی ثابت ہو گیا۔ اور موسوی سلسلہ پر محمدی سلسلہ کی فضیلت ثابت ہو گئی اور اسی کا ثابت کرنا مدنظر تھا۔

(۱۶) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل: ۱۶) ہم اس وقت تک عذاب نازل نہیں کیا کرتے جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ۔ (القصص: ۶۰) یعنی تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ اس علاقہ کے اس مقام میں جو اس کا مرکز ہونے کی اہلیت رکھتا ہے کوئی رسول مبعوث نہ کر دے۔ جو ان لوگوں پر ہماری آیات پڑھ کر سنائے۔ اور نہ ہم ہلاک

کرنے والے تھے بستیوں کو۔ مگر اس صورت میں کہ اس کے باشندے ظالم ہو جائیں۔ ان دونوں آیات سے ثابت ہے۔ کہ اس وقت تک کوئی عام عذاب الٰہی نہیں آتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول مبعوث نہ ہو۔ لیکن اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایسی تباہیاں اور عذاب آرہے ہیں کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پس یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ اس وقت کوئی رسول دنیا میں مبعوث ہؤا ہے اور حضرت مسیح موعود نے چونکہ اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے اس لئے آپ کی رسالت کے ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

(۱۷) حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"ہمارا نبی ﷺ اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ امتی ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم - روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۵۵)

یہ عبارت بھی حضرت مسیح موعود کی نبوت پر شاہد ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود آنحضرت ﷺ کی بلند شان کا یہ ثبوت دیتے ہیں کہ آپؐ کی امت کا ایک شخص نبی ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ تو پھر یہ فضیلت ایک بناوٹی فضیلت ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ جو چیز ہے ہی نہیں اسے فرض کر کے فضیلت ثابت نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود کے قول سے تو صاف ثابت ہے کہ اس امت میں سے نبی ہو سکتا ہے کیونکہ آپ اس بات کو آنحضرت ﷺ کی فضیلت قرار دیتے ہیں۔ پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ اس امت میں نبی آہی نہیں سکتا تو حضرت مسیح موعود کی یہ دلیل غلط جاتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی جناب سے جو فیضان جاری ہی نہیں۔ اس کی بناء پر آپ کی فضیلت ثابت کرنی درست نہیں لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود اسے فضیلت آنحضرتؐ بتاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد نبی آسکتا ہے۔ اور جب نبی کا آنا منع نہ ہؤا۔ تو مسیح موعود کی نبوت ثابت ہے۔

۱۸- اب میں ایک زبردست دلیل دیتا ہوں۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا نبی جو فی الواقعہ نبی ہو۔ آسکتا ہے۔ جو اپنے درجہ میں نبیوں میں شامل ہو گا نہ کہ محدثوں میں۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعود ایسے ہی نبی ہیں۔ حضرت مسیح موعود محدثیت کی نسبت ۳ ر فروری ۱۸۹۲ء کے اشتہار میں لکھتے ہیں۔

"اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت ﷺ نے مکلم مراد لئے ہیں۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنُوْا اَنْبِيَاءَ فَاِنْ يَكُ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْهُمْ اَحَدٌ فَعُمَرُ (صحیح بخاری کتاب المناقب ۔باب مناقب عمر بن الخطابؓ) تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہؤا خیال فرمالیں۔" (ماخوذ از اشتہار حضرت مسیح موعودؑ ۳/ فروری ۱۸۹۲ء) اس عبارت سے مفصلہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:۔

(۱) یہ کہ محدث نبی نہیں ہوتا بلکہ کسی مشابہت کی وجہ سے اس کا نام نبی رکھ دیا جاتا ہے

(۲) یہ کہ محدث سے صرف مکلّم مراد ہے یعنی جس سے خدا تعالیٰ کا کلام ہوتا ہو نہ کہ نبی۔

(۳) یہ کہ ایسے محدث بنی اسرائیل میں بہت گزرے ہیں۔

(۴) یہ کہ اس امت میں سے بھی ایسے محدثوں کے ہونے کی امید ہے۔

(۵) یہ کہ حضرت مسیح موعود نے جہاں جزوی نبی کا لفظ اپنی کتابوں میں لکھا تھا اس سے مراد صرف محدث تھا۔ اور لوگوں کو چاہئے کہ اسے کاٹ کر محدث ہی لکھ دیں۔

یہ وہ نتائج ہیں جو حضرت مسیح موعود کی مذکورہ بالا تحریر سے نکلتے ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ آپ کی تحریر سے نکلتے ہیں۔ بلکہ صحیح بخاری کی حدیث سے آپ ان کی صحت پر دلیل لاتے ہیں۔ اور اس طرح اس قول کو اور بھی مضبوط کر دیتے ہیں۔ اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے بھی گزرے ہیں جن کو الہام تو ہؤا کرتا تھا لیکن وہ نبی نہ تھے۔ پس اگر میری امت میں سے ایسے آدمی ہوئے تو عمرؓ ضرور ہوں گے۔

غرض کہ اس حوالہ سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل میں محدث بہت سے گزرے ہیں۔ اب میں ایک اور حوالہ حضرت مسیح موعود کا نقل کرتا ہوں۔ آپ ختم نبوت کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی — روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹-۳۰)

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

(۱) یہ کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیّن ہونے کے یہ معنے نہیں کہ آپؐ کے بعد فیض روحانی بند ہے۔ بلکہ یہ معنے ہیں۔ کہ آپؐ کے بعد ایسا فیضان جاری ہے۔

(۲) یہ کہ آپؐ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس نبوت کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔

اب پہلے حوالہ اور اس حوالہ کو ملا کر دیکھو۔ کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ پہلے حوالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ محدث جسے جزوی نبی بھی کہہ سکتے ہیں۔ پہلی امتوں میں ہوتے رہے ہیں۔ اور اس حوالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ امتی نبی وہ درجہ ہے جو پہلے نبیوں کی اتباع سے نہیں ملا کرتا تھا۔ اور ان کا درجہ ایسا بڑا نہ تھا کہ ان کی اتباع سے کوئی فرد ان کی امت کا نبی بن جائے۔

پس ان حوالوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلی امتوں میں محدث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے۔ لیکن پہلے نبیوں میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہو سکے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں۔ بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ کیونکہ محدث یا جزوی نبی کا درجہ تو وہ ہے جو پہلی امتوں کے بعض افراد کو بھی مل جایا کرتا تھا لیکن امتی نبی کا وہ درجہ ہے جو پہلے رسولوں کی اتباع سے نہیں مل سکتا تھا۔ کیونکہ وہ خاتم النبیّن نہ تھے۔ اور جزوی نبی کے اوپر کا درجہ سوائے نبی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جزو کے بعد کل ہی ہوتا ہے۔ پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال نہ تھے جیسے آنحضرت ﷺ۔ اور جبکہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہو گیا۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔ نہ یہ کہ آپ کا اصل درجہ تو محدث ہونے کا تھا۔ نبی کا خطاب بعض مشابہتوں کی وجہ سے دے دیا گیا۔ کیونکہ آپ کو خود رسول اللہ ﷺ نے نبی کہا ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ بات آپ نے کہاں سے نکال لی۔ کہ محدث پہلے نبیوں کی اتباع سے ہو سکتے تھے؟ حدیث میں تو یہ ہے کہ ایسے لوگ بنی اسرائیل میں ہُوا کرتے تھے۔ یہ تو نہیں فرمایا۔ کہ وہ امتی بھی ہُوا کرتے تھے۔ پس ہم ان دونوں حوالوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ رسول اللہ

ﷺ کے زمانہ سے پہلے تو محدث بھی براہ راست ہؤا کرتے تھے۔ لیکن آپ کی امت میں محدث آپ کے واسطہ سے ہونے لگے ہیں تو اس کا یہ جواب ہے۔ کہ یہ بات تو آپ نے اپنے پاس سے لگالی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے تو صرف انبیاء کی نسبت لکھا ہے کہ ان کو براہ راست نبوت ملا کرتی تھی۔ محدثوں کی نسبت کہیں نہیں لکھا کہ ان کو بھی محدثیت براہ راست ملا کرتی تھی۔ پس بلا وجہ نئی شرط لگانے کی کوئی وجہ نہیں۔ یا تو اس دعوے کا ثبوت قرآن کریم سے دینا چاہئے یا حدیث سے یا پھر مسیح موعود کے کلام سے لیکن تینوں جگہ اس ثبوت کے مہیا کرنے میں ناکامی اور نامرادی ہوگی پس اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ محدث کے علاوہ اس سے بڑھ کر ایک اور نبوت ہے جو پہلے نبیوں کے فیض سے نہیں مل سکتی تھی۔ صرف نبی کریم ﷺ کے فیض سے مل سکتی ہے حالانکہ محدثیت پہلی امتوں کو بھی مل جاتی تھی۔ اور اب بھی مل جاتی ہے۔ لیکن وہ نبوت پہلی امتوں کو نہیں ملتی تھی اب مل جاتی ہے۔ اور محدثیت چونکہ جزوی نبوت کا نام ہے اس لئے وہ نبوت سوائے نبیوں والی نبوت کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور جبکہ نبوت کا دروازہ کھلا ہؤا۔ تو مسیح موعود جسے رسول اللہ ﷺ نے بھی نبی کہا ہے اور خدا تعالیٰ نے بھی تو اس کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں رہا۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود اس نبوت کے لئے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے مل سکتی ہے۔ نہ کہ کسی اور نبی کی اتباع سے یہ شرط لگاتے ہیں۔ کہ اس کے لئے امتی ہونا ضروری ہے۔ پس اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ پہلے محدث بغیر فیضان انبیائے سابقین کے محدث بن جاتے تھے تو یہ بھی ماننا ہوگا۔ کہ وہ امتی نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ امتی کے یہ معنے ہیں کہ وہ جو کچھ پائے اپنے نبی کے فیضان سے پائے اور جس شخص نے نبوت کی طرح محدثیت بلا اتباع کسی پرانے نبی کے حاصل کی۔ وہ امتی نہیں کہلا سکتا۔ اور نبی تو وہ ہے ہی نہیں۔ کیونکہ محدث درحقیقت نبی نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض مشابہتوں کی وجہ سے اسے جزوی نبی کہہ سکتے ہیں۔ (دیکھو اشتہار ۳/ فروری ۱۸۹۲ء)

پس اس صورت میں ماننا پڑے گا۔ کہ نبی اور امتی کے سوا کوئی اور گروہ بھی ہوتا ہے جو نہ نبی ہوتا ہے نہ امتی۔ کیونکہ محدث اگر براہ راست محدث بنے تو نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ امتی لیکن اس گروہ کا ہونا محال ہے۔ ہر ایک گروہ جو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے وہ دو حالت سے خالی نہیں یا نبی ہے یا امتی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ نہ نبی ہو اور نہ امتی ہو۔ گو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی بھی ہو اور امتی بھی۔ کیونکہ اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ ہے تو نبی۔ لیکن اس نے دوسرے نبی کے واسطے سے نبوت پائی

ہے۔ اور اس کی امت میں سے ہے۔ اور یہ بات محال نہیں ہے۔ پس محدثیت کی نسبت یہ کہہ ہی نہیں سکتے کہ وہ براہ راست مل سکتی ہے۔ اور بہرحال ماننا پڑے گا کہ پہلے نبیوں کی امت میں محدث یعنی جزوی نبی ہوتے تھے اور اسلام میں بھی محدث یعنی جزوی نبی ہوتے ہیں۔ لیکن پہلے نبیوں کے فیض سے نبوت نہیں مل سکتی تھی۔ اور آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت مل سکتی ہے اور جب نبوت مل سکتی ہے تو مسیح موعود نبی ہوئے نہ کہ محدث۔

(۱۹) حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ (وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ)

"یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جاوے۔ جو آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو نہیں دیکھا۔ آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنَ الْاُمَّةِ بلکہ یہ فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ اور ہر ایک جانتا ہے کہ مِنْهُمْ کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منہم میں داخل ہو سکتا ہے۔ جس میں ایسا رسول موجود ہو۔ کہ جو آنحضرت ﷺ کا بروز ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور آنحضرت ﷺ کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی — روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۲)

اس حوالہ کے لئے تو کسی طول طویل تشریح کی ضرورت ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ میں ایک گروہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو صحابہؓ کی مانند ہو گا اور صحابہ کی مانند وہ گروہ ہو نہیں سکتا۔ جب تک اس میں رسول بھی موجود نہ ہو۔ پس آپ رسول ہیں۔ اور ایسے رسول ہیں کہ جیسے رسول پہلے اس امت میں نہیں گزرے۔ یعنی آپ جزوی نبی یا رسول نہیں ہیں کیونکہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ کی آیت کو تو حضرت مسیح موعود نے اپنے پر چسپاں کیا ہے۔ بلکہ بعض جگہ صاف الفاظ میں اپنی ہی جماعت کی نسبت اٰخَرِیْنَ کے لفظ پر حصر کیا ہے۔ اور اگر آپ سے پہلے بھی کوئی رسول اسی قسم کا مانا جائے جیسے کہ آپ تھے تو اس کی جماعت بھی وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ کے ماتحت صحابہ رسول اللہ بن جائے گی۔ لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں اور چونکہ محدثین تو پہلے بہت گزر چکے ہیں۔ اس لئے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح موعود کی رسالت محدثیت والی نہیں۔ کیونکہ باوجود محدث ہونے کے پہلے لوگ اس آیت کے مصداق نہ بن سکے جس میں ایک

رسول کی خبر دی گئی تھی۔

(۲۰) کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ چونکہ خاتم النبیّٖن ہیں۔ اس لئے خواہ کسی کو الہامات میں کتنی دفعہ ہی نبی کے نام سے پکارا جائے تب بھی وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نبوت کا سلسلہ تو بند ہو گیا۔ اب اگر نام رکھ دیا جائے تو رکھ دیا جائے اور محدث بوجہ الہام پانے کے جزوی نبی کہلائے تو کہلائے۔ مگر نبی فی الواقع نہیں ہو سکتا۔ لیکن حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہو گا۔ اور میرے عہد پر ہو گا۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵ ۔ ۴۱، روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۶۹-۷۰)

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود خاتم الاولیاء ہونے کا دعویٰ فرماتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک خاتم کے وہی معنی ہیں جن کے ذریعہ سے آئندہ نبیوں کا سلسلہ روکا جاتا ہے۔ تو خاتم الاولیاء کے یہ معنی کرنے پڑیں گے کہ اب دنیا میں کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کبھی اگر خدا تعالیٰ کسی کا نام ولی رکھ بھی دے۔ تو اس سے یہ مطلب نہ ہو گا۔ کہ وہ ولی ہو گیا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف اس قدر ہو گا کہ اس کا نام ولی رکھ دیا گیا ہے۔ ورنہ وہ ولی نہیں۔ لیکن اگر یہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے بعد کوئی شخص ولی نہیں بن سکتا جب تک آپؑ کی فرمانبرداری کا جؤا اپنی گردن پر نہ رکھے۔ تو خاتم النبیّٖن کے معنے بھی یہی ہیں کہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ جب تک آنحضرت ﷺ کی غلامی نہ اختیار کرے۔ ورنہ نبوت کا دروازہ مسدود نہیں۔ اور جبکہ بابِ نبوت کھلا ہُوا ہے تو مسیح موعود بھی ضرور نبی ہے۔

گو نبوت کے دلائل تو بہت سے ہیں۔ لیکن اس جگہ اسی قدر پر کفایت کی جاتی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اگر سب دلائل جمع کئے جائیں تو ایک سو سے زائد دلائل مسیح موعود کی نبوت پر مل سکتے ہیں جنہیں کسی اور موقعہ پر پیش بھی کیا جا سکتا ہے مگر فی الحال اسی قدر کافی ہیں۔ اور حق پسند انسان کی ہدایت کے لئے اس سے زیادہ کی حاجت نہیں۔

دلائل نبوت میں مَیں نے نبی اور رسول دونوں کے حوالے نقل کئے ہیں لیکن ممکن ہے کہ کوئی شخص کہہ دے کہ لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهٖ والی آیت اور بعض اور دلائل میں رسول کا لفظ ہے نہ نبی کا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے خود اس آیت کا مطلب یہ نکالا ہے کہ یہ نبوت

کی شرط ہے پس جبکہ مسیح موعود نے نبی و رسول میں فرق نہیں کیا۔ تو کسی احمدی کا حق نہیں کہ فرق کرے۔ اور اگر کرے بھی تو پھر بھی اسے کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ جن لوگوں نے ان دونوں ناموں میں فرق کیا بھی ہے وہ رسالت کے درجہ کو نبوت کے درجہ سے بلند قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہر نبی رسول نہیں۔ لیکن ہر رسول نبی بھی ہے۔ پس اگر رسالت سے رسالت ہی مراد لو تب بھی رسالت کے ثابت ہوتے ہی نبوت خود ثابت ہو جائے گی۔

اس سوال کا جواب کہ کیا مسیح موعودؑ کے سوا کوئی اور نبی بھی اس امت میں گزرا ہے یا نہیں؟

ایک یہ سوال بھی کیا جاتا ہے کہ اس امت میں مسیح موعود کے سوا کوئی اور بھی نبی گزرا ہے یا نہیں تو اس کا جواب مختصر تو یہ ہے کہ نہیں۔ اور سب سے پہلے اس بات کے لئے بطور دلیل خود آنحضرت ﷺ کی احادیث کو پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے صرف ایک شخص کا نام نبی رکھا ہے۔ اور ہمارا حق نہیں کہ آپؐ کے حکم کے سوا اور کسی کا نام نبی رکھ دیں پھر یہی نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے صرف مسیح موعود کا نام نبی رکھا ہے بلکہ یہ بھی فرمادیا ہے کہ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ نَبِيٌّ یعنی اس کے اور میرے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔ پس خاتم الانبیاء کی گواہی کے باوجود ہم کسی کو نبی کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ نبی تو وہ شخص ہو سکتا ہے جس کی صداقت پر آنحضرت ﷺ کی مہر ہو۔ اور آپ مسیح سے پہلے اس امت کے کسی اور آدمی کی نبوت پر مہر صداقت لگانے سے انکار فرماتے ہیں۔ پس ہم بھی اس بات پر مجبور ہیں کہ مسیح موعود سے پہلے اس امت میں کسی اور امتی نبی کے وجود سے انکار کر دیں۔

دوسری شہادت اس بات کی تائید میں کہ حضرت مسیح موعود سے پہلے کوئی اور ولی یا بزرگ یا محدث نبی نہیں ہؤا۔ گو بوجہ محدثیت جزوی نبوت ان لوگوں میں پائی جاتی ہو۔ خود حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریریں ہیں۔ اور مسیح موعود وہ شخص ہے جس کو رسول اللہ ﷺ حَکَمْ وعدل بیان فرماتے ہیں۔ پس اس کا فیصلہ رد کرنا کسی مؤمن کا کام نہیں ہو سکتا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد

مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی (حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶-۴۰۷)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس امت میں اپنے سے پہلے کسی اور شخص کے نبی ہونے سے قطعی انکار کیا ہے۔پس جب مسیح موعود کہتا ہے۔کہ امت محمدیہؐ میں اس وقت تک صرف میں ہی ایک شخص ہوں جو نبی کہلانے کا مستحق ہوں تو اب بتاؤ کہ جو لوگ ہر بزرگ اور ولی کو نبی بنا رہے ہیں اور اس طرح مسیح موعود کی نبوت کو باطل کرنا چاہتے ہیں ان کا کیا حال ہو گا۔اور وہ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے حضرت مسیح موعود ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۸ حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ:-

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔اور ہر ایک حال میں مجھے حَکَم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔" (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۶۴)

اور پھر کتاب نزول المسیح میں فرماتے ہیں:-

"اور وہ جو خدا کے مأمور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔اور وہ جو خدا کے مأمور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا۔اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا۔اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ"۔(نزول المسیح ۲۶ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پس ہر ایک مؤمن پر فرض ہے کہ مسیح موعود کی تحریروں کی قدر کرے۔اور ان کو اپنے خیالات کے مطابق بنانے کی بجائے اپنے خیالات ان کے مطابق بنائے۔اور مسیح موعودؑ کے فیصلہ کو رد نہ کرے اور نہ اس کے الفاظ کو الٹ پھیر کر اپنے مطلب سے پھیرے کہ یہ ایک خطرناک گناہ ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا یہ مطلب ہے کہ احادیث میں چونکہ صرف مسیح کا نام نبی رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس نام سے وہ مخصوص ہے۔ ورنہ نبی تو سب محدث تھے۔ لیکن یہ لوگ اس قدر خیال نہیں کرتے کہ حضرت مسیح موعود صرف یہی تو نہیں فرماتے کہ میں اس نام سے مخصوص ہوں۔ تاہم خیال کرلیں کہ آپ کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ آپ کو حدیث میں بھی نبی کر کے پکارا گیا ہے بلکہ آپ تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ شرط نبوت پہلے بزرگوں میں پائی نہیں جاتی۔ اور جب شرط نبوت نہیں پائی جاتی۔ تو پھر وہ نبی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ غرض کہ حضرت مسیح موعود کے الفاظ صاف ہیں۔ آپ نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو نبی کے نام پانے کا ایک ہی مستحق قرار دیتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ پہلے اولیاء میں وہ شرط ہی پائی نہیں جاتی۔ اس لئے وہ نبی ہو ہی نہیں سکتے۔

اس حوالہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت محدثوں والی جزوی نبوت نہ تھی۔ کیونکہ محدث تو اس امت میں پہلے بھی بہت سے گزر چکے ہیں۔ پھر اگر آپ کی نبوت محدثیت والی جزوی نبوت ہوتی۔ تو وہ محدث بھی حضرت مسیح موعود کے ساتھ نبوت میں شریک ہوتے لیکن باوجود اس کے کہ اس امت میں بہت سے محدث گزرے ہیں۔ جن میں جزوی نبوت تسلیم کی جا سکتی ہے۔ پھر بھی حضرت مسیح موعود ان کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان میں شرط نبوت نہیں پائی جاتی۔ اور مجھ میں پائی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود محدثیت کی جزوی نبوت سے اوپر کسی اور نبوت کے مدعی تھے۔

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ میں ایک تقسیم کی ہے کہ ایک کیفیت نبی کی نبوت کی ہے اور ایک محدث کی نبوت کی۔ لیکن اگر کوئی غور سے دیکھے تو وہ تقسیم ان کی اپنی خود ساختہ ہے۔ نبی کی اصل تعریف کو انہوں نے محدثیت کی نبوت کے ماتحت رکھ کر حضرت صاحب کو محدثوں میں شامل کرنا چاہا ہے حالانکہ مسیح موعود سب محدثوں کو اس شرط کے پورا کرنے سے قاصر ظاہر فرما کر اپنے آپ کو اس امت کے باقی سب افراد سے علیحدہ کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے ایسی ہی بات کی ہے جیسے کوئی شخص مثلاً ڈاکٹر کی یہ تعریف کرے کہ ڈاکٹر وہ ہوتا ہے جو ولایت کا پاس یافتہ ہو اور اس تعریف کی بناء پر جس قدر اسسٹنٹ سرجن ہیں ان کے ڈاکٹر ہونے سے انکار کردے۔ مولوی صاحب نے بھی یہی کیا ہے۔ نبوت کی بعض خصوصیتوں کو اصل نبوت قرار دے کر اور ان نبیوں کے خصوصی نام لکھ کر کہہ دیا کہ دیکھو یہ نبیوں والی نبوت ہوتی ہے اور یہ حضرت مرزا صاحب میں پائی نہیں جاتی۔ حالانکہ وہ نبوت ہے ہی نہیں وہ تو بعض خصوصیتیں ہیں۔ نبوت کی جو تعریف تھی

اس کو محدثیت کی تعریف سے ملا کر ایک طرف رکھ دیا ہے اور لکھ دیا ہے۔ یہ محدثوں والی نبوت ہوتی ہے کوئی پوچھے کہ جناب نے قرآن کریم کی کس آیت سے یہ تعریف نکالی ہے۔ حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ جو شرط نبوت ہے۔ وہ اس امت کے اور کسی بزرگ میں نہیں پائی جاتی۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود اپنی نبوت محدثوں والی نبوت قرار دیتے رہے۔ اگر آپ کی نبوت محدثوں والی تھی تو آپ محدثوں سے اپنی علیحدگی کیوں ظاہر فرماتے ہیں اور کیوں کہتے ہیں کہ جس شرط کے پائے جانے پر میں نبی ہوں وہ پہلے بزرگوں ولیوں اور اقطاب میں نہیں پائی جاتی لیکن حضرت مسیح موعود کے اس صریح فیصلہ کے ہوتے ہوئے اب دو ہی راہیں ہیں یا تو مسیح موعود کو نبی قبول کیا جائے یا یہ کہہ دیا جائے کہ حضرت مسیح موعود ہیں تو محدث ہی۔ لیکن آپ پہلے بزرگوں کو شرط نبوت سے اس لئے محروم قرار دیتے ہیں کہ دراصل اب تک مسلمانوں میں کوئی محدث ہؤا ہی نہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اب تک امت محمدیہؐ میں کوئی شخص مکالمات و مخاطبات کے شرف سے مشرف کیا ہی نہیں گیا جو بالبداہت باطل ہے۔ اور پھر یہ بھی ہوگا کہ وہ سب لوگ جن کو جناب مولوی صاحب اور ان کے دوستوں کی طرف سے محدث قرار دے کر نبوت کا خطاب دیا گیا تھا۔ ان سب سے بھی یہ خطاب واپس لینا پڑے گا۔ اور پھر مرزا صاحب ایک ہی فرد رہ جائیں گے۔ جنہوں نے کسی قسم کی نبوت پائی ہے۔ اور یہی خصوصیت ہے جس کے مٹانے کے لئے اس قدر جوش دکھایا جاتا ہے۔ غرض سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو محدثوں کی نبوت سے علیحدہ نبوت قرار دیا جائے۔ اور وہ ایک ہی نبوت ہے یعنی نبیوں کی نبوت۔ اور اگر کوئی تیسری نبوت اور ہے تو اس کا ثبوت دیا جائے اور بتایا جائے کہ ایک نبوت نبیوں کی ہوتی ہے۔ ایک محدثوں کی نبوت ہوتی ہے۔ اور ایک اور تیسری نبوت ہوتی ہے مگر مشکل یہ ہے کہ جناب مولوی صاحب اپنے رسالہ میں اس دروازہ کو بھی بند کر چکے ہیں۔ اور مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں نبوت کی تین قسمیں بناتا ہوں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود صرف دو نبوتیں قرار دیتے ہیں۔ ایک نبیوں کی اور ایک محدثوں کی۔ اور مجھ سے ثبوت مانگا ہے کہ میں تیسری نبوت کو ثابت کروں۔ پس اب ان کے لئے یہ راہ نجات بھی بند ہے۔ تیسری نبوت کا دروازہ کھولنا بھی ناممکن ہوگیا ہے۔

میں اس جگہ یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ جناب مولوی صاحب نے میرا مطلب غلط سمجھ کر مجھ پر نبوت کی تین قسمیں قرار دینے کا الزام دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ جیسا کہ وہ دوست جنہوں نے میری اس کتاب کا شروع سے مطالعہ کیا ہے سمجھ چکے ہوں گے کہ میں نبوت کی ایک ہی قسم سمجھتا

ہوں- یعنی نبیوں کی نبوت- کیونکہ جو غیر نبی ہے- اس میں بعض کمالات کے پائے جانے کی وجہ سے ایک الگ نبوت تو قائم نہیں ہو جاتی- آخر وہ جو کچھ ہے- وہی رہے گا- ہم جو محدثوں کی نبوت کبھی لکھتے ہیں تو اس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ یہ ایک الگ قسم کی نبوت ہے- بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ محدث میں بھی بعض کمالات نبوت پائے جاتے ہیں- ورنہ نبوت تو نبیوں کی ہی ہوگی- پس قسم نبوت کے لحاظ سے ہم صرف ایک نبوت سمجھتے ہیں- جس میں وہ تین شرائط پائی جائیں جو میں اوپر لکھ آیا ہوں تو وہ نبی ہے- اور اس میں نبوت پائی جاتی ہے- اور جس میں وہ تین شرائط نہ پائی جائیں وہ نبی نہیں- اور اگر اس کی طرف ہم نبوت کا لفظ منسوب کرتے ہیں تو صرف اس مطلب کو سمجھانے کے لئے کہ اس میں بھی بعض کمالات نبوت پائے جاتے ہیں نہ یہ کہ اس میں فی الواقعہ نبوت ہے نبی تو ایک اصطلاح شریعت اسلام ہے اور لغت بھی اسی اصطلاح کے معنوں کا اظہار کرتی ہے- پس اس اصطلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے نبوت جب ہم کہیں گے تو اس کے معنے ان تین شرائط کا پایا جانا ہے- اور جس میں یہ نبوت پائی جائے گی- پھر وہ نبی ہی ہو گا- غیر نبی کس طرح ہو سکتا ہے- غرض نفس نبوت کے لحاظ سے ہم صرف ایک ہی قسم کی نبوت مانتے ہیں- باقی رہیں خصوصیات ان کے لحاظ سے سینکڑوں اقسام کی نبوت ہو سکتی ہے جیسے سب آدمی آدمیت کے لحاظ سے تو ایک ہیں- لیکن خصوصیات کو لو تو انسانوں کی ہزاروں قسمیں بن جاتی ہیں- کوئی سید ہے کوئی پٹھان ہے کوئی مغل ہے کوئی شیخ ہے کوئی یورپین ہے کوئی ایشیائی ہے کوئی امریکی ہے- پھر کوئی ہندی ہے کوئی چینی ہے کوئی عالم ہے کوئی جاہل ہے کوئی بے دین ہے کوئی دیندار ہے- غرض اگر خصوصیات کے لحاظ سے اقسام مقرر کی جائیں تو آدمیوں کی ہزاروں اقسام بن جاتی ہیں- مگر کیا اس سے یہ مطلب ہے کہ نفس آدمیت کے لحاظ سے آدمیوں کی کئی قسمیں ہیں؟ نہیں یہ مطلب نہیں- اسی طرح نبیوں کا حال ہے کہ نفس نبوت کے لحاظ سے تو سب نبی نبی ہیں- لیکن بعض خصوصیات کی وجہ سے ان کی کئی اقسام ہیں- جن میں سے ایک تقسیم کا بیان میں نے اپنے رسالہ میں کیا تھا کہ ایک شریعت لانے والے نبی- ایک بلاواسطہ نبوت پانے والے نبی- ایک امتی نبی- اس تحریر سے یہ کہاں سے نکال لیا گیا کہ میں نفس نبوت کے لحاظ سے تین قسمیں نبیوں کی قرار دیتا ہوں- اس لحاظ سے تو میں ایک ہی قسم نبوت کی سمجھتا ہوں- ہاں خصوصیات کو لو تو سینکڑوں اقسام بھی بن سکتی ہیں خود اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرہ: ۲۵۴) پس جبکہ خدا تعالیٰ نے

بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی تو جس قدر قسمیں نبیوں کی بلحاظ درجہ کے فرق کے بنیں گی وہ بھی ہمیں ماننی پڑیں گی۔ پھر اس کے ماننے کے بغیر بھی چارہ نہیں کہ ایک نبی شریعت لائے ایک نہیں لائے۔ ایک نبی ایسا آیا جو سب دنیا کی طرف تھا۔ پہلے نبی ایسے نہ تھے پس خصوصیات کے لحاظ سے تین کیا سینکڑوں قسمیں بن سکتی ہیں۔ میں نے تو ان تین کا ذکر کیا تھا جن کا میرے مضمون سے تعلق تھا۔ میں نے اقسام نبوت کو گننے کا تو ارادہ نہیں کیا تھا۔ ہاں یہ یاد رہے کہ نفس نبوت کے لحاظ سے میں ایک ہی نبوت مانتا ہوں جسے آپ نے نبیوں کی نبوت کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ ہاں محدث کی نبوت جو میرے کلام میں آتی ہے یا حضرت مسیح موعود کے کلام میں آتی ہے اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اس میں بعض کمالات نبوت پائے جاتے ہیں جو بوجہ درجہ کمال کو نہ پہنچنے کے اسے نبی نہیں بنا سکتے۔ پس ان کمالات کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ محدث میں بھی ایک قسم کی نبوت ہے یا یہ کہ محدث بھی ایک قسم کا نبی ہے۔ ورنہ نفس نبوت کے وجود کی وجہ سے نہ اسے نبی کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ اس میں کسی نبوت کو مان سکتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کہیں تو یہ لکھا ہے کہ محدث میں ایک جزوی نبوت ہوتی ہے۔ اور کہیں لکھا ہے کہ محدث کو کس لغت میں نبی کہتے ہیں؟ پس یہ دونوں قول اوپر کے بیان کردہ اعتباروں کے لحاظ سے ہیں اور دونوں درست ہیں۔

اب میں پھر اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے صاف فیصلہ سے ظاہر ہے کہ آپ سے پہلے اس امت میں کوئی اور نبی نہیں گزرا لیکن اس حوالہ کے علاوہ حضرت مسیح موعود کی اور تحریروں سے بھی یہ پتہ لگتا ہے کہ آپ سے پہلے اس امت میں کوئی اور نبی نہیں گزرا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے۔ تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظلّی طور پر ہے کیوں کہ وہ آنحضرت ﷺ کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۵، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵)

اس حوالہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود سے پہلے کوئی اور شخص اس امت میں سے نہیں گزرا بلکہ صرف مسیح موعود نے ہی یہ نام و مرتبہ پایا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود فرماتے

ہیں:-

"اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ (حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۷)

ان دونوں حوالوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے صلحائے امت کو امور غیبیہ پر اس کثرت سے اطلاع نہیں دی گئی تھی کہ وہ نبی کہلا سکیں۔ اور یہ کہ ایسا شخص ایک ہی ہے۔ اور یہ کہ اگر پہلے صلحاء کو بھی اس نعمت نبوت سے حصہ دیا جاتا تو ختم نبوت کا امر مشتبہ ہو جاتا ہے۔ اب خدا را ان عبارتوں پر غور کرو۔ اور سوچو کہیں تم ختم نبوت کے امر کو مشتبہ تو نہیں کر رہے۔ حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ پہلے صلحاء کو نبی قرار دینے سے ختم نبوت کا امر مشتبہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع نہیں دی کہ وہ نبی ہو سکتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت نہیں دی تو کیوں تم ان کو نبی قرار دیتے ہو۔ تمہارے خیال میں تو اللہ تعالیٰ بھی اب کسی کو نبوت نہیں دے سکتا۔ مگر اپنی طاقتوں کے سمجھنے میں کیوں دھوکا کھاتے ہو۔ اور کیوں خدا تعالیٰ کے اختیار کو ہاتھ میں لے کر پہلے صلحاء کو نبوت تقسیم کر رہے ہو۔

بعض لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں صاف لکھ دیا ہے کہ "پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔" جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے سوا کچھ اور لوگوں نے بھی نبوت کا درجہ پایا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صاحب نے جب صاف الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ سوائے میرے اس امت میں اور کوئی اس درجہ کو نہیں پہنچا۔ اور پھر اس پر دلیل بھی دی کہ اس لئے کوئی شخص نبی نہیں ہوا کہ کسی نے اس قدر کثرت سے غیب پر اطلاع نہیں پائی جو نبوت کے لئے شرط ہے تو اب وہ معنے جو خود حضرت مسیح موعود کے کلام کے خلاف ہوں کس طرح جائز ہو سکتے ہیں۔ بہر حال وہی معنے کرنے چاہیں جو آپ کے کلام سے ثابت ہوں۔ اور آپ کے کلام سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آپ کے سوا کسی نے منصب نبوت نہیں پایا۔ تو اب یا تو ہمیں ایسے معنے تلاش کرنے چاہئیں۔ جن سے دونوں حوالے سچے ہو جائیں۔ یا یہ کہ ایک ناسخ ہو ایک منسوخ۔ اگر ناسخ منسوخ قرار دو جو میرے نزدیک درست

نہیں۔ تب بھی حقیقۃ الوحی وصیت کے بعد کی ہے۔ اور اس میں یہ لکھا ہے کہ آپ کے سوا اس امت میں کوئی شخص نبی نہیں ہؤا۔ اگر تطبیق دو۔ تب بھی صاف بات ہے۔ کیونکہ الوصیت ہی میں۔ اس حوالہ سے ایک صفحہ پہلے ہی حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ یہ ممکن نہ تھا کہ مرتبہ نبوت اس امت میں ایک فرد بھی نہ پاتا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ ایک ہی نبی خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر آپ کے نزدیک بہت سے نبی گزرے ہیں تو آپ یوں لکھتے کہ ممکن نہ تھا کہ یہ انعام امت کے اولیاء نہ پاتے۔ لیکن آپ نے یہ لکھا ہے کہ ممکن نہ تھا کہ تمام افراد اس انعام سے محروم رہتے۔ اور ایک شخص بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک ایک ہی شخص نے اس مرتبہ کو پانا تھا (اصل الفاظ دیکھو الوصیت صفحہ ۱۱) اسی طرح اس صفحہ پر لکھتے ہیں کہ نبوت نام ہے امور غیبیہ پر اطلاع پانے کا جبکہ وہ کیفیت و کمیت میں کمال کو پہنچ جائے۔ اور جو حوالہ کہ میں حقیقۃ الوحی سے ابھی نقل کر چکا ہوں اس سے ثابت ہے کہ امت کے دوسرے لوگوں کو کثرت سے مکالمہ نہیں ہؤا۔ یعنی کمیت میں کمی رہی۔ پس خود الوصیت کی رو سے ہی پہلے کوئی نبی ہونے کے لائق نہ تھا پھر ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے جبکہ نبوت کا ثبوت دو جگہ سے لیا ہے۔ ایک اپنی نسبت نبی کا لفظ لکھے ہونے سے اور ایک عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ سے تو تم حضرت صاحب کے اقوال کو اختلاف سے بچانے کے لئے یہ معنے کر سکتے ہو کہ دوسرے افراد تو کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ کے ماتحت نبی کا خطاب پانے والے تھے۔ اور ان کی نبوت محدثوں والی نبوت تھی۔ اور حضرت مسیح موعود کی نبوت انبیاء کی سی نبوت۔ کیونکہ ان کو نبیوں سے مشابہت دی گئی ہے۔ اور مسیح موعود کو نبی کہا گیا ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود کشتی نوح میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے۔ اور دراصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیائے بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے۔ مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل پر کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدیؐ سلسلہ کی مماثلت سمجھ آجائے۔" (کشتی نوح صفحہ ۵۵-۵۶ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۲-۵۳)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ پہلے اولیاء اور مسیح موعود میں ایک خاص فرق ہے اور وہ یہ کہ گو وہ بھی اپنے اندر ایک قسم کی مماثلت پہلے انبیاء سے رکھتے تھے۔ لیکن کامل مماثلت جو کسی شخص کو کسی

نبی سے ہوئی وہ حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔ اور آپ ہی کو حکم و اذن سے مأمور کیا گیا ہے اور پہلے لوگ ایک مخفی مشابہت رکھتے تھے تو مسیح موعود کی مشابہت اس زور کی تھی کہ اپنے اندر ایک جلال رکھتی تھی۔ پس ہم اس حوالہ کے ماتحت حضرت صاحب کی تحریروں میں جو بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہو اسے اس طرح ایک کر سکتے ہیں کہ جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے بعض افراد کو نبی کا خطاب دیا ہے لکھا ہے اس کے یہ معنی کر لیں کہ اس سے وہ نبوت مراد ہے جو کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ کی حدیث سے ثابت ہے یعنی ایک مشابہت ہے۔ گو وہ نبی بنائے نہیں گئے اور اس نبوت میں بھی مسیح موعود شامل ہے۔ کیونکہ بڑے درجہ میں چھوٹے درجے خود آجاتے ہیں۔ لیکن مسیح موعود کی نبوت اس سے الگ بھی تھی اور وہ نبوت فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا کی آیت کے ماتحت تھی جس میں آپ کا شریک اور کوئی نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے خود ہی لکھ دیا ہے جیسا کہ میں اوپر نقل کر آیا ہوں کہ اس نعمت کا وارث کوئی اور ولی اس امت کا نہیں ہؤا۔ پس آیت فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ کے ماتحت تو آپ ہی نبی تھے۔ اور بوجہ اعلیٰ درجہ کے مکالمہ و مخاطبہ کے جس میں اس کثرت سے اظہار علی الغیب نہ ہو جو نبیوں سے مختص ہے۔ دوسرے ولی بھی کمالات نبوت رکھتے تھے۔ اور کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ کے مصداق تھے۔ پس نبوت انبیاء تو صرف حضرت مسیح موعودؑ میں پائی جاتی تھی اور محدثیت کی نبوت یعنی بعض کمالات نبوت کے پائے جانے کی وجہ سے جزوی نبوت اور افراد میں بھی تھی جو بوجہ مشابہت نبی بھی کہے جا سکتے ہیں۔

غرض کہ ایک تو یہ طریق آپ کے اقوال کی تطبیق کا ہے۔ لیکن اصل حقیقت یہی ہے کہ اس جگہ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض افراد سے صرف اپنے آپ کو مراد لیا ہے۔ اور یہ بات بعید از قیاس نہیں۔ کیونکہ زبان میں اس کی نظیریں ملتی ہیں۔ کہ بعض افراد سے ایک شخص ہی مراد لے لیا جاتا ہے۔ مثلاً جب ایک شخص ایک بات بیان کرے اور سننے والا اسے پسند نہ کرتا ہو تو بعض دفعہ وہ یوں بھی کہہ دیتا ہے کہ شاید بعض افراد اسے پسند نہ کریں حالانکہ اس کی مراد صرف اپنا نفس ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے کلام پر غور کرے تو بہت دفعہ اپنے منہ سے بعض افراد یا اسی قسم کے اور الفاظ سنے گا۔ جس سے صرف اس کا نفس مراد ہو گا۔ غرض کہ جمع کا لفظ بعض دفعہ بولا جاتا ہے لیکن ہوتا ایک شخص ہی مراد ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ آتا ہے کہ کافر کہیں گے رَبِّ ارْجِعُوْنِ اے ہمارے رب! ہمیں واپس لوٹا دے جو لفظ اس آیت کے ہیں۔ ان کے رو سے اس کے یہ معنے بنتے ہیں کہ اے ہمارے تین یا اس سے زیادہ خداؤ! ہمیں لوٹا دو۔ لیکن اسلام تو صرف ایک خدا کی طرف

بلاتا ہے۔ پس اس جگہ جمع سے مراد ایک لے لیا گیا ہے بوجہ اس کی عظمت اور جلال کے۔ حالانکہ قرآن کریم میں جب اللہ تعالیٰ کو مخاطب کیا گیا ہے واحد کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے۔ مگر اس آیت میں اس کے خلاف ہے۔ اور گو آج کل معزز آدمی کو اردو کی طرح جمع کے لفظ سے پکار لیتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم کے زمانہ کی زبان اور خود قرآن کریم کے محاورہ کے یہ خلاف ہے۔ اور صرف اظہار عظمت کے لئے آیا ہے جیسا کہ مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی میں فرمایا کہ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ حالانکہ مراد صرف مسیح موعود ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ اور حوالہ آگے گزر چکا ہے۔ پس چونکہ مسیح موعودؑ بوجہ اپنی کئی حیثیتوں کے کئی انبیاء کا مظہر ہے اس لئے بعض افراد کے نام سے حضرت مسیح موعود نے اپنے نفس کو مراد لیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے کلام میں اس کی نظیر پائی جاتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

"یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہو گئی۔ اور اب ظاہر ہے کہ اس امت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا۔ اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے... اور خوب غور کر کے دیکھ لو۔ اور دنیا میں تلاش کر لو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی٭ مصداق نہیں۔ پس یہ پیشگوئی سورۃ تحریم میں خاص میرے لئے ہے... پس اس تمام امت میں وہ میں ہی ہوں۔ میرا نام ہی خدا نے براہین احمدیہ میں پہلے مریم رکھا۔ اور بعد اس کے میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہم نے اس مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی۔ اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھے ہی عیسیٰ قرار دیا پس اس آیت کا میں ہی مصداق ہوں۔ میرے سوا تیرہ سو برس میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ اور مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی جس سے میں عیسیٰ بن گیا۔" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۵۰-۳۵۱ حاشیہ)

اس حوالہ کو دیکھو کہ ایک ہی جگہ پہلے تو یہ فرمایا ہے کہ اس امت کے بعض افراد کا خدا تعالیٰ نے سورہ تحریم میں مریم نام رکھا ہے۔ لیکن پھر فرماتے ہیں کہ اس آیت کا صرف میں ہی مصداق ہوں جس سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچ گئی کہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں یہ محاورہ پایا جاتا ہے کہ بعض افراد سے آپ صرف اپنے آپ کو مراد لیتے ہیں۔ پس جبکہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے صاف ثابت ہے کہ آپ سے پہلے کوئی ولی اس امت کا نبی نہیں ہؤا۔ کیونکہ اس کے لئے کثرت اطلاع بر امور غیبیہ شرط ہے جو ان میں نہیں پائی جاتی۔ اور اس لئے کہ اس سے امر ختم نبوت

٭ دنیا میں

مشتبہ ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ بھی ثابت ہے کہ آپ بعض افراد سے مراد صرف اپنا نفس ہی لیتے ہیں۔ تو پھر اس بات میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں جو یہ فرمایا ہے کہ بعض افراد امت نے نبی کا خطاب پایا۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ خود حضرت مسیح موعود نے نبی کا خطاب پایا ہے نہ کہ کسی اور نے۔ اور اگر اس کے خلاف معنے کئے جائیں تو پھر حضرت مسیح موعود کے اقوال میں تناقض ہو گا۔ اور خود مصنف کی تشریح سے اور کس کی تشریح معتبر ہو سکتی ہے۔

شاید کوئی شخص یہ کہہ دے کہ امر ختم نبوت کس طرح مشتبہ ہو جاتا ہے۔ جب ایک نبی ہو سکتا ہے تو بہت سے بھی ہو سکتے ہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک بہت سے ہو سکتے ہیں لیکن ختم نبوت ان کے نبی ہونے سے مانع ہے اور اس امر کے سمجھنے کے لئے پہلے ختم نبوت کے معنوں پر غور کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"مگر آنحضرت ﷺ کو یہ فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۹ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۰)

اس حوالہ سے ختم نبوت کے دو معنے معلوم ہوئے:۔

(۱) یہ کہ آنحضرت ﷺ پر سب کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ اور نبوت کا کوئی کمال نہیں جو آپؐ میں نہ پایا جاتا ہو بلکہ آپؐ سب کمالات کے جامع ہیں۔ گویا خاتم النبیّن کے معنے ایسے ہی ہیں جیسے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص پر تو بہادری ختم ہو گئی۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر بہادر نہیں ہو سکتا اور بہادری کی تمام جزئیات اس کے اندر جمع ہو گئیں ہیں۔ پس خاتم النبیّن کے یہ معنے ہوئے کہ آپ جامع جمیع کمالات انبیاء ہیں۔

(۲) دوسرے یہ معنے معلوم ہوئے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی جدید شریعت آسکتی ہے اور نہ کوئی بلاواسطہ نبی آسکتا ہے۔ بلکہ جو نبی ہو گا۔ امتی نبی کہلائے گا نہ کہ براہ راست فیض پانے والا مستقل نبی۔

ان دونوں معنوں کے رو سے دیکھو تو دوسرے معنوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد دو قسم کی

نبوتوں کو روک دیا۔ یعنی تشریعی اور مستقل نبوت کو۔ پس ایسے نبی ہو سکتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبی ہوں۔ اب ہم دوسرے حوالہ کو دیکھتے ہیں۔ کیا یہ بھی نبوت کے دروازہ کو کسی قدر بند کرتا ہے کہ نہیں۔ لیکن اس سے پہلے اس قدر اور بھی معلوم ہونا چاہئے کہ نبوت امت محمدیہ میں ملتی کس طرح ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو۔ اور صاف آئینہ کی طرح محمدیؐ چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔" (ایک غلطی کا ازالہؐ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹)

پھر فرماتے ہیں:۔

"مسیح موعود کی نبوت ظلّی طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۵، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵)

مذکورہ بالا دونوں حوالوں کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں نبوت پانے کا یہی طریق ہے کہ انسان آنحضرت ﷺ کا بروز کامل ہو۔ اور آپ کے کمالات کو اپنے اندر جذب کرے۔ اور ایسا محو ہو کہ خدا تعالیٰ اس کا نام محمد و احمد ہی رکھ دے اور یہ کہ اب نبوت کوئی نئی نہیں بلکہ بوجہ کمال مشابہت اور آنحضرت ﷺ کے کل کمالات کو آئینہ کی طرح اپنے اندر لے لینے کے ایک شخص نبی ہو سکتا ہے کیونکہ جو بروز کامل ہو گا وہ ضرور نبوت کا عکس بھی حاصل کرے گا۔

اب ختم نبوت کے ان معنوں کو لو کہ رسول اللہ ﷺ میں نبوت کے کل کمال پائے جاتے تھے۔ اور ادھر اس بات پر غور کرو کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو آنحضرت ﷺ کا مظہر اتم ہو۔ کیونکہ اس امت کے نبی کو آنحضرت ﷺ کی نبوت ہی ظلّی طور پر حاصل کرنی پڑتی ہے نہ کوئی جدید نبوت۔ لیکن ہمارے آنحضرت ﷺ سے پہلے یہ قاعدہ نہ تھا بلکہ بنی اسرائیل میں سے ہر ایک نبی کے لئے ضروری نہ تھا کہ وہ خود حضرت موسیٰ جیسے کمال پیدا کرے تب نبی ہو۔ کیونکہ نبوت ظلّی نہ تھی بلکہ براہ راست ملا کرتی تھی۔ لیکن اب ظلّی نبوت ہے اور اسی وقت مل سکتی ہے جب کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے کل کمالات اپنے اندر ظلّی طور پر اخذ کرے۔ اور گویا من تو شدم والا معاملہ ہو کر اس کا ہر کام رسول اللہ ﷺ کا نمونہ ہو جائے۔ اور ہم قرآن کریم میں وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ والی آیت سے معلوم کرتے ہیں کہ ایسا شخص مسیح موعود ہی ہو گا۔ پس وہی نبی ہو سکتا تھا۔ اور اگر

دوسرے خلفاء و محدث نبی کہلاتے تو اس سے ختم نبوت میں نقص آجاتا۔ کیونکہ امت محمدیہ میں کسی کو نبی کہنے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ آنحضرت ﷺ میں ایسا فنا ہوا ہے کہ بالکل آپ کا عکس بن گیا ہے۔ اور آپؐ کے کل کمالات کو اس نے اپنے اندر لے لیا ہے لیکن پہلے مجددین اس درجہ کو نہ پہنچے تھے۔ اس لئے ان کو نبی قرار دینے کے یہ معنی ہوتے کہ وہ آنحضرت ﷺ کا کامل بروز ہیں۔ حالانکہ وہ خاتم النبیّن یعنی جامع جمیع کمالات نبوت کے مظہر اتم نہ تھے۔ بلکہ بعض کمالات کا مظہر تھے پس ان کو نبی قرار دے کر انہیں رسول اللہ ﷺ کا نمونہ قرار دینے سے ختم نبوت کی شان لوگوں کے دلوں سے کم ہو جاتی۔ اور ان مجددین پر رسول اللہ ﷺ کے سب کمالات کو قیاس کرتے اور دھوکا کھاتے۔ کیونکہ وہ تمام کمالات کے مظہر نہ تھے۔ لیکن مسیح موعود آنحضرت ﷺ کے مظہر اتم تھے اور آپ کے وجود کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔ پس آپ ہی خاتم النبیّن کی شان کو ظاہر کرنے والے تھے۔ جیساکہ آپ فرماتے ہیں" مَنْ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْمُصْطَفٰی فَمَا عَرَفَنِیْ وَمَارَاٰی (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۵۹ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۹) اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ کا اور آنحضرت ﷺ کا درجہ ایک ہو گیا۔ بلکہ آپ کا درجہ تو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں غلام اور شاگرد کا سا تھا۔ لیکن کامل بروزی تصویر ہونے کے لحاظ سے نہیں کہہ سکتے کہ مرزا غلام احمد اور ہے اور محمد مصطفیٰ اور پس یہی شخص نبی کہلانے کا مستحق ہوا۔ تا ختم نبوت کا امر مشتبہ نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ ختم نبوت کے دو معنے جو حضرت صاحب نے کئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے تو شریعت جدیدہ لانے والی نبوت اور براہ راست حاصل ہونے والی نبوت کا دروازہ مسدود کر دیا۔ اور ختم نبوت کے دوسرے معنوں نے یعنی آنحضرت ﷺ کے جامع جمیع کمالات انبیاء ہونے نے ایسے کل لوگوں کو جو آنحضرت ﷺ کے کامل بروز اور مظہر اتم نہ ہوں درجہ نبوت پانے سے روک دیا۔ اور ایسا شخص جو آپؐ کا مظہر اتم ہو۔ چونکہ مسیح موعود ہی ہوا جس کے کامل مظہر ہونے کی گواہی قرآن کریم کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ بھی دے رہی ہے۔ اس لئے وہی نبی کہلایا تا اس کی نبوت ختم نبوت کے لئے ایک نشان ہو۔ اور لوگ اس کو دیکھ کر اس کے آقا اور استاد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے کمالات کو معلوم کریں اور اپنے بوسیدہ ایمانوں کو پھر تازہ کر لیں اور صحابہؓ کے ساتھ مشابہت حاصل کریں۔

چنانچہ ایک ظاہر فرق مسیح موعود میں اور پہلے مجددین میں یہ دیکھ لو۔ کہ ان میں سے ایک بھی

سب دنیا کی طرف مبعوث نہیں ہوا- حالانکہ مسیح موعود سب دنیا کی طرف مبعوث ہوا- خواہ وہ کسی علاقہ کے ہوں- اب سب دنیا میں اس کے لئے نشانات دکھائے گئے پس مسیح موعود کے سوا کوئی گزشتہ ولی آنحضرت ﷺ کا مظہر اتم نہیں ہوا تا اسے نبی کہا جا سکے- اور اگر بغیر مظہر اتم ہونے کے اسے نبی قرار دیا جاتا- تو چونکہ امت محمدیہ میں نبوت ظلّی ہے ختم نبوت کا امر مشتبہ ہو جاتا اس امت میں صرف ایک شخص مسیح موعود ہی ہے جس کے مظہر اتم ہونے کی شہادت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تو اپنے قول سے دی ہے- اور رسول اللہ ﷺ کی طرح سب دنیا کی طرف مبعوث کر کے اس کے مظہر اتم ہونے کی شہادت اپنے فعل سے دی ہے- پس مسیح موعود کے مظہر اتم ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کی قولی اور فعلی دونوں شہادتیں موجود ہیں- اور وہی نبی کہلا سکتا ہے نہ کوئی اور-

ہاں جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں- پہلے مجددین اور اولیاء محدث تھے- اور محدث کو بھی چونکہ انبیاء سے ایک مشابہت ہوتی ہے- اور چونکہ وہ بھی آنحضرت ﷺ کے بعض کمالات کے مظہر تھے- وہ بھی جزوی نبوت سے حصہ لیتے رہے ہیں- یعنی بعض کمالات نبوت ان کے اندر بھی موجود تھے اور اگر امت محمدیہ میں نبوت ظلّی نہ قرار دی جاتی تو ممکن تھا کہ ان میں سے بعض اعلیٰ استعدادوں والے محدث نبی ہو بھی جاتے لیکن چونکہ اس امت میں ختم نبوت کی وجہ سے نبوت کا درجہ بڑھ گیا ہے اور اب نبی وہی ہو سکتا ہے جو آنحضرت ﷺ کا مظہر اتم ہو اس لئے وہ نبی نہ بن سکے- ہاں اپنے استعدادات کی وجہ سے بعض کمالات نبوت انہوں نے حاصل کئے- اس لئے جزوی نبوت پائی- چنانچہ بہت سے صوفیاء نے اپنی کتب میں اپنے اندر ایسے کمالات پائے جانے کا دعویٰ کیا ہے اور ہم ان کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ راستباز اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ یقین کرتے ہیں- ان کو بھی رسول اللہ ﷺ کی بعض شان کا مظہر مانتے ہیں- بلکہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض آنحضرت ﷺ کی بعض شان کے مظہر اتم بھی ہوں یعنی بعض کمالات کو انہوں نے کامل طور پر بلحاظ ظلّیت حاصل کر لیا ہو-

چنانچہ مکرم مولوی غلام احمد صاحب اختر نے اوچ سے حضرت محی الدین ابن عربی کا ایک حوالہ فتوحات سے نقل کر کے بھیجا ہے جو یہ ہے فَمِنْ کَرَامَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٍ اَنْ جُعِلَ مِنْ اُمَّتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ رُسُلاً وَاِنْ لَّمْ یُرْسَلُوْا فَھُمْ مِنْ اَھْلِ الْمَقَامِ الَّذِیْ مِنْہُ یُرْسَلُوْنَ وَقَدْ کَانُوْا اُرْسِلُوْا فَاعْلَمْ ذٰلِکَ فَلَمَّا انْتَقَلَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بَقِیَ الْاَمْرُ مَحْفُوْظًا بِھٰؤُلَآءِ الرُّسُلِ فَثَبَتَ الدِّیْنُ قَائِمًا بِحَمْدِ اللّٰہِ مَا انْھَدَمَ مِنْہُ رُکْنٌ اِذْ کَانَ لَہٗ حَافِظٌ یَحْفَظُہٗ (الفتوحات المکیہ جلد ۲ صفحہ ۶) یعنی رسول اللہ ﷺ کی کرامت میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی امت میں سے اور آپ کے اتباع میں سے رسولوں کی شان رکھنے والے لوگ پیدا کئے گئے ہیں گو وہ رسول کر کے نہیں بھیجے گئے پس وہ ان مدارج تک پہنچ جاتے تھے پس اس بات کو سمجھ لے پس جب آنحضرت ﷺ وفات پاگئے تو یہ امر اسی طرح ان رسولوں کی معرفت محفوظ رہا۔ اور جس ذریعہ سے دین اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت رہا۔ اس کا کوئی رکن گرا نہیں۔ کیونکہ ہر وقت اس کا کوئی نہ کوئی حافظ موجود رہا۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ امت محمدیہ میں ایسے صاحب کمالات لوگ پیدا ہوئے ہیں کہ جو اس مقام تک پہنچے کہ جہاں سے رسالت کا بعث ہوتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے علو شان کی وجہ سے انہیں رسول کر کے مبعوث نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہ اولیاء میں ہی شامل رہے گو جزوی طور پر آنحضرت ﷺ کے کمالات کا مظہر ہونے کی وجہ سے وہ رسولوں کے مشابہ ہو گئے مگر مسیح موعود کی شان اور ہے۔ جیسا کہ خود ابن عربی صاحب مسیح موعود کی نسبت تحریر فرماتے ہیں فَلَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَشْرَانِ یُحْشَرُ مَعَ الرُّسُلِ رَسُوْلًا وَّ یُحْشَرُ مَعَنَا وَلِیًّا تَابِعًا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی مسیح موعود کے قیامت کے دن دو حشر ہوں گے ایک رسولوں کے ساتھ رسول کی حیثیت سے۔ اور ایک ہم اولیاء کے ساتھ ایک کامل ولی متبع رسول اللہ ﷺ کے طور پر۔ حضرت ابن عربی صاحب نے ان دونوں عبارتوں میں ان مطالب کو جو میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ نہایت لطافت سے بیان کیا ہے۔ یعنی ایک رنگ میں محدثین کو رسولوں سے مشابہت بھی دی ہے اور پھر یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ رسول نہیں بنے۔ اس کے مقابلہ میں مسیح موعود کو دو رنگ دیئے ہیں ایک تو یہ کہ وہ رسول بنا۔ اور دوسرا یہ کہ وہ امتی بھی رہا۔ پس قیامت کے دن اس کی دو شانیں ہوں گی۔ ایک رسول کی شان۔ اور ایک ان دوسرے اولیاء کی شان۔ جو اپنی بعض شان میں رسولوں کے مشابہ ہوئے۔ لیکن رسول نہ بنے۔ اگر حضرت ابن عربی صاحب کا یہ منشاء ہوتا۔ کہ دیگر اولیاء بھی رسول بن گئے تھے۔ جس طرح مسیح موعودؑ۔ تو وہ یہ نہ لکھتے کہ صرف مسیح موعود کے دو حشر ہوں گے۔ بلکہ سب اولیاء کے اسی طرح کے دو حشر بیان کرتے لیکن انہوں نے اس رسالت کے پانے والوں کو جو اولیاء پاتے ہیں صرف امتی ہی رکھا ہے نبیوں کے گروہ میں شامل نہیں کیا۔ اور اس کی یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کی وجہ سے نبوت کا معیار بہت اونچا ہو گیا ہے اور اس باکمال رسول کی پیدائش سے جو سب نبیوں کا سردار تھا اس عہدہ کی اہمیت اس سے بہت

زیادہ ہو گئی ہے جو پہلے تھی۔ اور یہ بات رسول اللہ ﷺ کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ایک زبردست ثبوت ہے۔ جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص اس جگہ یہ سوال کرے کہ جب ختم نبوت سے نبوت کی شان ایسی بڑھ گئی۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا کامل مظہر ہی نبی ہو سکتا ہے۔ تو اب بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کا وجود باوجود تو ہزاروں سالوں کے بعد پیدا ہوا۔ پھر مسیح موعود جسے تم آپ ﷺ کا مظہر اتم بتاتے ہو۔ اتنی جلدی کس طرح پیدا ہو گیا؟ سو اس کا یہ جواب ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے زور سے بلا کسی اور انسان کے سہارے کے اس درجہ کو پہنچے جو خدا تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود صرف اپنی ذاتی استعداد کے ساتھ اس رتبہ کو نہیں پہنچے۔ بلکہ آپ کی ذاتی استعداد کے ساتھ فیضان محمدی مل گیا۔ اور ایک تو مسیح موعود کی فطری طاقتوں نے اس کو اوپر اٹھایا۔ اور دوسرے رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بلند کیا۔ اس لئے پہلے کی نسبت جلد ایسا کامل انسان ظاہر ہوا۔ اور تیرہ سو سال کے اندر ایک ایسے کامل انسان کا ظہور بھی آنحضرت ﷺ کے قوت فیضان کے کمال کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

خاتمہ کتاب

گو یہ کتاب صرف جناب مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ کے جواب کے متعلق نہیں رہی بلکہ میں نے اس میں نبوت کے متعلقہ تمام ضروری امور پر بحث کردی ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو بیسیوں مسائل پر اس میں بحث کردی گئی ہے۔ لیکن چونکہ میں جس وقت اس کتاب کو لکھنے بیٹھا ہوں۔ اس وقت جناب مولوی صاحب کا ہی رسالہ میرے مدنظر تھا۔ اور اسی کی تحریک سے یہ کتاب لکھنے کا موقعہ مجھے ملا ہے۔ اس لئے بار بار جناب مولوی صاحب کا ذکر درمیان میں آجاتا ہے۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام باتیں جن کا ذکر آپ نے اپنے رسالہ میں کیا ہے ان میں سے بھی کوئی بات باہر رہ نہ جائے۔ گو اس وقت تک میں آپ کے رسالہ میں جس قدر قابل جواب باتیں تھیں سب کا جواب دے چکا ہوں۔ لیکن ایک بات ابھی باقی ہے جس کا جواب خاتمہ میں دیتا ہوں۔ مولوی صاحب اپنے ٹریکٹ "القول الفصل کی ایک غلطی کا ازالہ" صفحہ ۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود نے الہامی رسالہ توضیح مرام میں یہ تو صاف لکھ دیا ہے"

جناب مولوی صاحب نے اس رسالہ کو الہامی جس لئے لکھا ہے یہ تو ظاہر ہی ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ الہامی کے لفظ سے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں چونکہ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ الہامی ہے اس لئے وہ منسوخ کیونکر ہو سکتا ہے لیکن اول تو اس حوالہ سے جو انہوں نے توضیح مرام سے نقل کیا ہے۔ ان کا کوئی مطلب ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ میں اس سے پہلے ثابت کرچکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رہا ہے صرف نام میں تغیر ہؤا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ توضیح مرام کتاب ساری کی ساری ہرگز الہامی نہیں۔ یہ بات مولوی صاحب کو کسی نے غلط بتائی ہے۔ کیونکہ میں یہ بدظنی نہیں کر سکتا۔ کہ انہوں نے جان بوجھ کر ایک غلط بات لکھی ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو اس بات کا حکم ہؤا تھا۔ کہ وہ اپنا دعوائے مسیحیت شائع کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا اظہار کریں۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام لکھے اور شائع کئے۔ اور یہ دونوں رسالے الگ نہیں بلکہ درحقیقت ایک ہی کتاب ہے جیسا کہ توضیح مرام کے سرورق سے ظاہر ہے۔ جس پر حصہ دوم فتح اسلام لکھا ہؤا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کتاب کے سرورق پر الہامی لکھا گیا ہے۔ اور اس کا اظہار سرورق کے نیچے کے حصے میں کر

دیا گیا ہے چنانچہ فتح اسلام جو توضیح مرام کا پہلا حصہ ہے۔ اس کے اوپر بھی الہامی لکھا ہؤا ہے اور نیچے لکھا ہے۔ "باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند امرتسر میں طبع ہو کر ہدایت عام و تبلیغ پیام اور اتمام حجت کی غرض سے بامر و اذن الٰہی شائع کیا گیا۔" اس عبارت سے ہر ایک شخص اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ کہ آیا کتاب الہامی ہے یا اپنے دعویٰ کا شائع کرنا الہامی ہے۔ اگر یہ کتاب الہامی تھی۔ تو حضرت مسیح موعود نے اس کتاب پر یہ کیوں لکھایا کہ یہ آپ کی تالیف کردہ ہے۔ کیا آپ نے اپنے کسی الہام کے متعلق بھی لکھا ہے۔ کہ یہ میرا تالیف کردہ ہے اس کتاب کو الہامی قرار دینا تو حضرت مسیح موعود پر ایک خطرناک حملہ ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنے الہام خود بنایا کرتے تھے۔ یہ کتاب چونکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بناء پر لکھی گئی۔ کہ اپنا دعویٰ شائع کرو۔ اس لئے اس پر الہامی لکھ دیا گیا۔ اور نیچے وجہ بھی بتادی گئی۔ پھر اسے الہامی کہنے سے کیا مراد ہو سکتی ہے۔ شاید کوئی کہہ دے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک خطبہ کو بھی تو الہامی کہا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس خطبہ کا حال بالکل مختلف ہے۔ اس کا واقعہ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کہا کہ تم فلاں بات لوگوں کو سنادو۔ اور اسے الہامی قرار دے دیا گیا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے لئے ایک نشان مقرر فرمایا تھا کہ آپ ایک خطبہ عربی میں پڑھیں۔ اور تائید ایزدی سے آپ کو وسیع مطالب اور فصیح عبارت پر قدرت دی جائے گی۔ پس وہ خطبہ نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود اسے اپنا نشان قرار دیتے رہے ہیں۔ لیکن کیا کبھی توضیح مرام کی نسبت بھی لکھا ہے کہ یہ کتاب میرے نشانات سے ایک نشان ہے پھر اس خطبہ کا نام اس الہام کو یاد دلانے کے لئے اور اس نشان کے تازہ رکھنے کے لئے خطبہ الہامیہ رکھا گیا۔ اور ہم جب اسے خطبہ الہامیہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ وہ کتاب جس کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ نہ یہ کہ وہ الہامی ہے۔ لیکن توضیح مرام کے نام میں تو الہام کا لفظ نہیں۔ کہ آپ اس لفظ کے لکھنے پر مجبور ہو گئے۔ حضرت صاحب نے کبھی اس کتاب کو الہامی کتاب یا الہامی رسالہ لکھا ہو تو اسے پیش کریں۔ یا کبھی کوئی اس کی عبارت بطور الہام پیش کی ہو تو اس کی سند دیں۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود نے ۱۸۹۲ء میں جو اشتہار دیا ہے۔ اور جس کی بعض عبارات اس سے پہلے کئی جگہ نقل ہو چکی ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ توضیح مرام وغیرہ رسالہ میں جہاں لفظ جزوی نبی وغیرہ آیا ہے۔ وہ سادگی سے لکھا گیا ہے اب بتایئے کہ کیا الہام کی طرف بھی سادگی کا لفظ منسوب ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

اب میں اس کتاب کو ختم کرتا ہوں- اور تمام حق پسندوں سے درخواست کرتا ہوں کہ جو باتیں انہوں نے اس کتاب میں پڑھی ہیں- ان کے مطالب پر اچھی طرح غور کریں اور سوچیں- کہ حق کس طرف ہے تا ایسا نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ کی کسرشان کے مرتکب ہوں- اور مسیح موعود کے فیصلہ کے رد کرنے والے بنیں بے شک ہر ایک جماعت کو اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ وہ بے جا غلو سے بچے- اور افراط سے اپنا دامن پاک رکھے- لیکن میرے دوستو! تفریط سے بچنا بھی مؤمن کا فرض ہے- اور حق پر قائم رہنا اس پر واجب ہے- کیا یہ ضروری ہے کہ غلو کے خوف سے ہم بزرگوں کی ہتک شروع کر دیں- یہود پر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے لعنت کی ہے- اور اسی لئے کہ انہوں نے حق کو ماننے سے انکار کر دیا- پس یہ شانِ مؤمنانہ کے خلاف ہے کہ وہ صرف اس ڈر سے کہ کہیں غلو نہ ہو جائے- حق کے اظہار سے بچے- قرآن کریم تو ہمیں عدل کی تعلیم دیتا ہے- پس عدل پر قائم رہو- اور نہ کسی بات کو حد سے بڑھاؤ اور نہ حد سے گھٹاؤ کہ دونوں باتیں بری ہیں- وہ جو غلو کرتا ہے اور ایک نبی کو خدا بنا دیتا ہے وہ بھی ضالّ ہے- لیکن جو خدا تعالیٰ کے ایک رسول کی ہتک کرتا ہے اور اسے اس کے اصلی درجہ سے گرا دیتا ہے مغضوب علیھم گروہ سے اسے بھی مشابہت پیدا ہو گئی ہے اور ان دونوں مقاموں میں سے کوئی مقام بھی نہیں کہ جہاں مؤمن کھڑا رہنا پسند کرے- خوب یاد رکھو کہ حق کی پیروی انسان کو نجات دلا سکتی ہے کیا ہم ہر صداقت کو اس لئے چھوڑ سکتے ہیں کہ کہیں غلو نہ ہو جائے غلو تو حد سے بڑھا دینے کو کہتے ہیں- پس کسی بات کو غلو قرار دینے سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے- کہ آیا وہ حق کے خلاف ہے- اگر وہ دلائل قاطعہ سے حق ثابت ہو جائے- تو پھر غلو کے کیا معنے ہوئے؟ کسی بات کو اس کے اصل درجہ تک ماننا تو عین ثواب ہوتا ہے- نہ کہ غلو- پس مسیح موعودؑ کی ہتک اس جوش میں نہ کرو کہ تم غلو سے دور جا رہے ہو- کیونکہ جنہوں نے مسیحؑ کی ہتک کی- وہ آج تک سُکھ اور چین کی زندگی نہیں پا سکے- بعض لوگ کہتے ہیں کہ افراط اور تفریط دونوں برے ہیں اور یہ بالکل درست ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ وہ یہ بات کہتے ہوئے تفریط سے کام لیتے ہیں اور مسیح موعودؑ کا درجہ گھٹا رہے ہیں- اور اسی طرح قابل الزام ہیں- جس طرح بعض وہ لوگ جو اطراء کی طرف راغب ہیں- لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم لوگ وسط میں ہیں- اور ایک طرف اگر آنحضرت ﷺ کی عظمت و جلال کے قائل اور آپ کے خاتم النبیّن ماننے کو جزو ایمان قرار دیتے ہیں- تو دوسری طرف مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کر کے ختم نبوت کی کسرشان کرنے سے محفوظ ہیں- جناب مولوی صاحب اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں- کہ حدیث میں آتا

ہے کہ مسلمان ایک وقت یہود و عیسائیوں کے مشابہ ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمیں خوف کرنا چاہئے تا ایسا نہ ہو کہ ضالّین میں داخل ہو جائیں۔ میں ان کی اس نصیحت کی قدر کرتا ہوں کیونکہ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَھَا حَیْثُ وَجَدَھَا یعنی حکمت کی بات مؤمن کی گم شدہ چیز ہے جہاں سے ملے اسے لے لے۔ پس میں اس نصیحت کی قدر کرتا ہوں اور ہر ایک مؤمن کا فرض خیال کرتا ہوں کہ وہ ضالّ بننے سے بچے۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ انہوں نے نصاریٰ کا مصداق ہمیں کس طرح سمجھ لیا کیونکہ اول تو نصاریٰ کا فتنہ اس وقت موجود ہے ہزاروں مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں پس جبکہ نصاریٰ میں شامل ہونے والے لوگ موجود ہیں اور پادریوں کا فتنہ بھی خطرناک طور سے موجود ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی کر رہے ہیں تو ایک نیا گروہ عیسائیوں کا بنانے کی کیا وجہ پیش آگئی دوسرے خود حضرت مسیح موعود اپنی کتاب خطبہ الہامیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ لیکن جو لوگ ضالّین کے وارث ہوئے ان میں بعض نصاریٰ کی خو خصلت اور شعار کو دوست رکھتے ہیں اور اس طرف جھک گئے ہیں لباس میں کوٹوں میں ٹوپیوں اور جوتیوں میں اور طرز زندگی میں اور باقی سب خصال میں ان کی نقل کرتے ہیں اور جو شخص اس طرز کے خلاف کرے اس پر ہنستے ہیں اور عیسائی عورتوں سے شادیاں کرتے ہیں اور انہی پر ان کا دل آتا ہے اور بعض ان میں سے جو ضالّین ہو گئے ہیں وہ ہیں کہ جو فلسفہ نصاریٰ کی طرف جھک گئے ہیں اور دینی امور میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور بہت سی نامناسب باتیں ان کے منہ سے نکلتی رہتی ہیں اور اللہ کے دین کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور بعض ضالّین میں شامل ہونے والے وہ ہیں کہ انہوں نے ضلالت کو کمال تک پہنچا دیا ہے اور اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں اور بے وقوفی سے اس کے دشمن بن گئے ہیں (ترجمہ عبارت خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸) اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ضالّین سے مشابہ ہونے والا گروہ بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مخالفوں کو ہی قرار دیا ہے مگر تعجب ہے کہ آپؑ کو اپنی وفات تک اس قدر بھی علم نہ ہوا کہ جس ضالّین کے گروہ کی اصلاح کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اسے میں خود تیار کر رہا ہوں۔ اور جن کو ضالّین سمجھ کر ان کی اصلاح کی فکر میں ہوں وہ اصل میں المغضوب علیھم کا گروہ ہے۔

غرض جبکہ خود حضرت مسیح موعودؑ جو مغضوب علیھم اور ضالّین کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے مغضوب علیھم اور ضالّین کے گروہ کی تعیین کر چکے ہیں تو اور کسی کا کیا حق ہے کہ اپنے مخالف خیالات کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کا غلط استعمال کرے۔ آپ لاہور میں ایسے

؎ ترمذی ابواب العلم باب ماجآء فی فضل الفقہ علی العبادۃ (مفھومًا)

لوگوں کی ایک جماعت روزانہ دیکھتے ہوں گے پھر آپ کو احمدی جماعت کے ضالّ بنانے کا خیال کیوں پیدا ہؤا؟۔

آپ پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی امت پہلی امتوں میں سے ایسی بھی گزری ہے جس نے تفریط سے کام لیا ہو سب قومیں افراط سے ہی کام لیتی رہی ہیں پس ثابت ہؤا کہ اس وقت بھی افراط سے ہی کام لیا جارہا ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا پہلی امتوں میں سے کوئی ایسی امت گزری ہے جس میں خود اس جماعت نے جو نبی کے ہاتھ پر تیار ہوئی ہو اور اس کے فیض صحبت سے تیار ہوئی ہو افراط سے کام لیا ہو اور اس جماعت کا اکثر حصہ غالی اور ضالّ ہو گیا ہو۔ اگر پہلے ایسا کبھی نہیں ہؤا۔ اور یقیناً کبھی نہیں ہؤا۔ تو آپ جو پہلی امتوں کی نظیر سے فیصلہ کرنا چاہتے ہیں بتائیں کہ آپ ہم پر غلو کا الزام کس طرح لگا سکتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ایک قلیل گروہ کو ٹھوکر لگی ہو لیکن یہ بات آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ نبی کے وقت کی جماعت کا اکثر حصہ گندہ ہو گیا ہو اور آپ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ آپ قلیل ہیں اور ہم زیادہ ہیں مگر شاید کَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ کہہ کر یہ ثابت کرنا چاہیں کہ اکثر فاسق ہوتے ہیں تو آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ان جماعتوں کی نسبت نہیں جو نبی کی تیار کردہ ہوتی ہیں اگر ان کے اندر بھی اکثر فاسق ہوں اور کم ہدایت یافتہ تو نبی پر ناکام جانے کا الزام آتا ہے۔ اور اگر آپ کے اس قاعدہ کو انبیاء اور مأمورین کے وقت کی جماعتوں پر بھی لگایا جائے تو اس وقت مولوی یار محمدؐ صاحب کی جماعت بہت کم ہے۔ اور پھر تیاپوری صاحب کی کہ اول الذکر کے ساتھ دو تین آدمی ہیں۔ اور مؤخر الذکر کے ساتھ دس پندرہ یا کچھ زیادہ پس آپ کے بتائے ہوئے قاعدہ کے ماتحت تو وہ دونوں ہدایت پر ہوں گے اصل بات یہ ہے کہ جب کبھی آیات قرآنیہ کا غلط استعمال کیا جائے گا ضرور ٹھوکر لگے گی۔

ہاں آپ ایک جواب اور دے سکتے ہیں اور وہ یہ کہ مسیح ناصری کے بعد اس کی جماعت میں غلو پیدا ہو گیا۔ اور حواری بگڑ گئے۔ لیکن آپ کا یہ قول کسی مسیحی پر حجت ہو گا نہ مسلمانوں پر کیونکہ قرآن کریم میں حواریوں کے بگڑنے کے ذکر کی بجائے ان کی تعریف آئی ہے اور مسلمانوں کو کہا ہے کہ تم بھی حواریوں کی طرح انصار اللہ بن جاؤ۔ پس حواریوں کی نظیر کو تبھی پیش کیا جا سکتا ہے جب قرآن کریم کو چھوڑ دیا جائے۔ ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعد میں تو امتوں نے غلو کیا ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ بعد میں تفریط بھی کی ہے خود لاہور میں چکڑالویوں کی جماعت موجود ہے ان سے دریافت کر لیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا درجہ کیا سمجھتے ہیں اور ان کے قول کو کہاں تک حجت خیال کرتے

ہیں پس بعد کی جماعتیں اگر افراط میں مبتلاء ہوئی ہیں تو تفریط کا بھی شکار ہوئی ہیں ہاں ایک نظیر آپ کو اور دے دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایک قلیل گروہ ایسا بھی تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کے درجہ میں تفریط سے کام لیا۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ کے منہ پر کہہ دیا کہ حضور عدل سے تقسیم کریں مطلب یہ کہ آپ عدل نہیں کرتے اور دوسرے لوگوں کی طرح مبتلائے خیانت ہو سکتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اور جب بعض صحابہؓ اس کے مارنے پر تیار ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے جانے دو اس کی ہم خیال ایک اور جماعت اس امت میں سے پیدا ہونے والی ہے چنانچہ خوارج کا گروہ جو الحکم للہ جیسا سچا کلمہ کہہ کر اس سے باطل مراد لیتا تھا اس پیشگوئی کے ماتحت پیدا ہؤا۔ غرض قلیل جماعتوں میں افراط و تفریط کے تو نمونے موجود ہیں لیکن اس جماعت کے اکثر حصہ کے گمراہ ہونے کی نظیر نہیں ملتی جو نبی کا صحبت یافتہ ہو پس مقام خوف ہے۔

میری غرض ان سوالوں کے جواب دینے سے یہ تھی کہ بعض باتیں بظاہر وزنی معلوم ہوتی ہیں لیکن در حقیقت بہت بودی ہوتی ہیں ان کی بجائے معقول باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے ورنہ انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ نبوت کا مسئلہ ایک نہایت نازک مسئلہ ہے میں سب ایسے لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ اس میدان میں پھونک پھونک کر قدم رکھیں کیونکہ مسیح موعودؑ پر ہاتھ ڈالنا در حقیقت خدائے تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ہے اگر ایسا شخص آگ میں کود پڑتا یا شیر کے منہ میں اپنا ہاتھ دے دیتا تو اس کے لئے بہتر ہوتا بہ نسبت اس کے کہ مسیح موعودؑ پر ہاتھ ڈالتا۔ آپ لوگوں نے اس کتاب کو پڑھ کر معلوم کر لیا ہو گا کہ نبوت مسیح موعودؑ سے انکار کرنا در حقیقت اسلام کی کمزوری اور آنحضرت ﷺ کے فیضان کی کمی بلکہ آپ کا دنیا کے لئے ایک عذاب ہونے کا اقرار کرنا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ پس یہ کبھی خیال مت کرو کہ تم مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کر کے در حقیقت مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کرتے ہو بلکہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ خود آنحضرت ﷺ کی شان کم کرتا ہے اور آپؐ کے وجود کو ایک چاند گرہن یا سورج گرہن کے طور پر قرار دیتا ہے جس نے نبوت کے فیضان سے دنیا کو روک دیا۔ اب کوئی لاکھ سر مارے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں گداز ہو جائے آپ کی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کر دے یہ انعام جو پہلے لوگوں کو ملا کرتا تھا اب نہیں ملتا۔ اے مسلمانو! اے احمدیو!! خدارا اس عقیدہ کے خطرناک نتیجہ پر غور کرو۔ اور دیکھو کہ جو شخص مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ در حقیقت کشتی اسلام پر کلہاڑے کی ایک خطرناک ضرب مارتا ہے وہ اس نادان کی طرح ہے جس نے اپنے آقا کے منہ پر مکھی بیٹھی دیکھ

کر اسے ہٹایا۔ لیکن وہ پھر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے پھر ہٹایا تو وہ پھر بیٹھ گئی پھر ہٹایا تو وہ پھر بیٹھ گئی۔ اس پر اسے مکھی پر سخت طیش آیا اور ایک بڑا پتھر اٹھا کر اس مکھی پر دے مارا کہ یہ کمبخت میرے آقا کو سونے نہیں دیتی لیکن اس کا کیا نتیجہ ہؤا۔ اس کا آقا اس مکھی کے ساتھ ہی اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ آہ! مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کرنے والا یہ نہیں خیال کرتا کہ وہ بھی اس نوکر کی طرح ایک مکھی کے اڑانے کے لئے جو درحقیقت اس کے اپنے وہم کا نتیجہ ہے (ورنہ اسکی حقیقت کوئی نہیں) اپنے آقا کا سر کچلنے پر تیار ہو گیا ہے۔ اسلام کو تباہ کر رہا ہے جو شخص ایک شاخ کے بچانے کے لئے جڑھ کاٹتا ہے وہ یاد رکھے کہ نہ جڑھ رہے گی نہ شاخ۔ اسلام میں نبوت کا مسئلہ ہی تو ایک زبردست مسئلہ ہے جو اسے پچھلے ادیان پر فضیلت دیتا ہے آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت کا مل جانا ہی تو ایک کمال ہے جو آپ کو دوسرے انبیاء سے افضل ثابت کرتا ہے ورنہ محدث تو پہلے انبیاء کی امتوں میں بھی ہوتے تھے پس اگر آنحضرت ﷺ کی امت میں بھی محدث ہی آسکتے ہیں تو آپ کو دوسرے انبیاء پر کیا فضیلت ہوئی؟ ہمارا نبیؐ خاتم النبیّن ہے وہ کل کمالات کا جمع کرنے والا ہے کل خوبیاں اس پر ختم ہو گئیں وہ خاتم النبیّن ہی نہیں وہ خاتم المؤمنین بھی ہے دنیا کے پردہ پر کسی جگہ کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس سے فیض نہ پائے لیکن اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ خاتم النبیّن ہے یعنی نہ صرف نبی ہے بلکہ نبی گر ہے دنیا میں بہت سے نبی گزرے ہیں مگر ان کے شاگرد محدثیت کے درجہ سے آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی ﷺ کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا درجہ بھی پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلّی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے مسیح ناصری جیسے اولوالعزم نبی پر اسے فضیلت دی اور یہ سب کچھ صرف آنحضرت ﷺ کے فیضان سے ہؤا نہ اس کے اپنے زور سے۔ پس اے آنحضرت ﷺ کی محبت کا دم بھرنے والو! مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کرنا درحقیقت آنحضرت ﷺ کی قوت فیضان کا انکار کرنا ہے اور مسیح موعودؑ کے نبی ہونے سے آنحضرت ﷺ کی شان میں نقص نہیں آتا۔ اور نہ آپ ﷺ کی اس میں ہتک ہے بلکہ یہ سراسر عزت ہے اور وہ عزت ہے جس میں کوئی اور رسول آپ کے ساتھ شامل نہیں جہاں غیر وارث ہو وہاں غیرت ہوتی ہے۔ لیکن جہاں اپنا شاگرد اور روحانی فرزند وارث ہو وہاں غیرت کا کیا تعلق شاگرد کا بڑھنا تو استاد کی قابلیت پر دلیل ہوتا ہے نہ کہ اس سے استاد کی قابلیت پر کوئی حرف آتا ہے پس مسیح

موعودؑ کے بڑھنے پر حسد مت کرو۔ کہ اس کا بڑھنا درحقیقت آنحضرت ﷺ کا بڑھنا ہے اور اس کی ترقی پر تیوری مت چڑھاؤ کہ جو اس کی ترقی پر منہ بناتا ہے۔ اس کا دل درحقیقت آنحضرت ﷺ کی ترقی کو دیکھ کر جلتا ہے۔ اس بات کو خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ نے پہلے انبیاء نے مسیح موعود کا نام نبی رکھا ہے کل شرائط نبوت اس میں پائی جاتی ہیں اس کی نبوت کا انکار کرنے سے خود اللہ تعالیٰ کی ذات پر غلط بیانی کا الزام آتا ہے یا مسیح موعود پر جھوٹ کا۔ پس اس بات سے توبہ کرو جس سے خدائے تعالیٰ رسول اللہ ﷺ پہلے انبیاء اور مسیح موعود کی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ یہ راہ خطرناک ہے اور اس میں طرح طرح کے مصائب ہیں اپنے قدموں کو واپس کر لو کہ تمہارے سامنے ایک گڑھا ہے جس میں گر کر ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود سے فرمایا ہے۔

"کہ دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ بجائے اس کی جماعت کو بڑھانے اور اس کے انکار کرنے والوں کو گھٹانے کے وہ اس کی جماعت کے اکثر حصہ کو چھوڑ دے اور گمراہ کر دے کیا وہ خدا جو ازل سے سچ بولتا آتا ہے اور جس نے اس زمانہ میں بھی زبردست نشانوں سے اپنی طاقت اور اپنی صداقت کو ثابت کیا ہے۔ ان دنوں اپنے وعدہ کے خلاف کرے گا۔ پس بات کو سمجھو اور اچھی طرح سمجھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مسیح موعودؑ جب دعوائے نبوت کرے گا تو کچھ لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ زبردست نشانوں سے مسیح موعودؑ کی صداقت ظاہر کر دے گا اب بتاؤ کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جماعت نے فوراً غلو کرنا شروع کر دینا تھا تو چاہئے تھا کہ الہام کے الفاظ یوں ہوتے کہ دنیا میں ایک جزوی نبی آیا پر دنیا نے اسے نبی قرار دے دیا لیکن خدائے تعالیٰ اس کی جزوی نبوت ثابت کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کے درجہ کی کمی ثابت کر کے دکھا دے گا۔ نہ یہ کہ وہ الفاظ ہوتے جو اب الہام میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ لوگ اس کی نبوت کا انکار کریں گے اور یہ انکار ہی چلا جائے گا حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ اس کی جماعت کو غالب کر دے لیکن اس کی بجائے ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ مسیح آیا اس کی نبوت کا لوگوں نے انکار کیا اور ابھی انکار کرنے والے ہی زیادہ تھے اور دنیا میں اس کی جماعت کو کوئی خاص ترقی نہ ہوئی تھی اور ابھی زبردست حملے منکروں کو منوانے کے لئے ہو ہی رہے تھے کہ اس کی جماعت نے اس کے

درجہ میں غلو کرنا شروع کر دیا حالانکہ یہ بات الہام کے الفاظ کے صریح خلاف ہے الہام تو یہ بتا رہا ہے کہ مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنے والی جماعت پر اللہ تعالیٰ حملہ کرتا چلا جائے گا اور برابر اس کی جماعت کی تائید کرتا چلا جائے گا جب تک کہ غلبہ نہ ہو پس غلبہ تک مسیح موعودؑ کی اکثر جماعت کا اس کے درجہ میں غلو کرنا مذکورہ بالا الہام کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی شہادت سے ہمارے حق پر ہونے کا شاہد ہے کیونکہ اگر کوئی نیا فرقہ نکلا بھی ہے تو اول تو وہ بہت کم ہے جسے بوجہ قلت جماعت احمدیہ نہیں کہا جا سکتا۔ اور دوسرے وہ مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنے والا ہے نہ اس کی نبوت کا اقرار کرنے والا۔

غرض کہ یہ بات سنت اللہ اور مسیح موعودؑ کے الہامات کے بالکل خلاف ہے کہ ایک سلسلہ ابھی پورا نہ ہؤا ہو اور اس کو ابھی اپنے ملک میں بھی غلبہ نہ حاصل ہؤا ہو اور ابھی وہ ایسی جماعت نہ بنی ہو جو دنیا کی نظروں میں ایک جماعت خیال کی جائے کہ خدائے تعالیٰ اسے چھوڑ دے اور اس کے اکثر افراد حق سے دور ہو جائیں اور راستی کو ترک کر دیں۔ اور غلو میں مبتلاء ہو جائیں۔ اگر ہمارے خیال کے لوگ کم ہوتے تو بے شک کہا جا سکتا تھا کہ انبیاء کی جماعت میں سے کبھی کوئی مرتد بھی ہو جاتا ہے لیکن یہ کبھی نہیں ہؤا کہ ایک نبی کے صحبت یافتوں میں سے اکثر خراب ہو جائیں اور ایسے خراب ہو جائیں کہ ان کی نسبت کافر کا لفظ استعمال ہو سکے کیونکہ ختم نبوت کے بعد کوئی ایسا نبی ماننا جو از روئے قرآن نہیں آسکتا کفر ہے پس اگر مسیح موعود ویسا نبی نہیں جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں تو پھر ہم پر کفر کا الزام آتا ہے اور مدت سے اشارات اشارات میں ہمیں اس بات کی طرف متوجہ بھی کیا جا رہا ہے کیونکہ لکھا جاتا ہے کہ خاتم النبیّن کے بعد نبی ماننا کفر ہے لیکن یہ سنت اللہ کے بالکل خلاف ہے کہ اس طرح ایک مامور کے ساتھ ہی اس کی جماعت کو تباہ کر دیا جائے اگر کہو کہ آئندہ نیک لوگ پیدا ہو جائیں گے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے زمانہ کے ہیں وہ آئندہ آنے والی نسلوں سے بہتر ہیں پس موجودہ جماعت کا ستانوے فیصدی حصہ تو یوں کافر ہو گیا اور آئندہ کے لئے کوئی امید نہ رہی تو مسیح موعود نے کیا کام کیا؟

میرے دوستو! نہایت خوف کا مقام ہے نہایت ہی خوف کا مقام ہے نہایت ہی خوف کا مقام ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ پس مسیح موعود کی ہتک سے اجتناب کرو کہ اس کی ہتک دراصل اس کے آقا کی ہتک ہے کیا کوئی شخص جو آئینہ کے عکس کا نقص نکالتا ہے کہہ سکتا کہ میں تو آئینہ میں جو عکس ہے اس کا نقص نکالتا ہوں نہیں جو عکس کا نقص نکالتا ہے

وہ درحقیقت عکس والے کے نقص نکالتا ہے اور جو تصویر کو بد صورت کہتا ہے وہ درحقیقت اس کو جس کی تصویر ہے بد صورت کہتا ہے پس مسیح موعود کی نبوت کا جو آنحضرت ﷺ کا بروز کامل ہے انکار نہ کرو کہ یہ اس کی نبوت کا انکار ہو گا جس کا وہ ظل ہے اور جس کے مظہر اتم ہونے کا وہ اعلان کرتا ہے اگر دلائل سے نہیں سمجھ سکتے تو خاموشی اختیار کرو اور دعاؤں پر زور دو اور خدائے تعالیٰ سے فیصلہ چاہو شاید اللہ تعالیٰ تمہاری گریہ وزاری پر رحم کرکے تم کو ہدایت دے اور تا تم جرأت بے جا کرکے عذاب میں مبتلاء نہ ہو جاؤ میں نے صداقت پیش کر دی ہے اب جس کا جی چاہے قبول کرے اور جس کا جی چاہے رد کر دے لیکن رد کرنے والا یہ نہ خیال کرے کہ وہ میری تحریر کو رد کرتا ہے نہیں بلکہ وہ خدا اور اس کے رسول کی باتوں کو رد کرتا ہے کیونکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کی باتوں سے لکھا ہے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو ہدایت دے اور اسلام کی عظمت کو ظاہر فرمائے اور آنحضرت ﷺ کے جلال اور مسیح موعود کی صداقت کو ظاہر فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار مرزا محمود احمد

ضمیمہ نمبر ۱

نقل مطابق اصل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہُوا۔ اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہؤا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔ یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ[1] اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں[2]

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قراءت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا

[1] براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن جلد نمبر ۱ حاشیہ صفحہ ۵۹۳ [2] ایضاً صفحہ ۶۰۱

گیا سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ تو خاتم النبیّن ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔ اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلّی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اسی لئے اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی گو بروزی طور پر۔ مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب: ۴۱) اس کے معنی یہ ہیں کہ لَيْسَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِ الدُّنْيَا وَلٰكِنْ هُوَ اَبٌ لِرِجَالِ الْاٰخِرَةِ لِاَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ وَ لَا سَبِيْلَ اِلٰى فُيُوْضِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ تَوَسُّطِهٖ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے۔ نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النبیّن کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن عیسیٰ کے اترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی۔ اور یہ آیت روکتی ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (الجن: ۲۷) اب اگر

آنحضرت ﷺ کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجاب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب ؐ اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد ؐ اور احمد ؐ رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے وَمَنِ ادَّعٰی فَقَدْ کَفَرَ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا۔ تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہو گا جو خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی ؐ چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ؐ ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد ؐ اور احمد ؐ رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا محمد ؐ خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ؐ ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس طرح سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا۔ اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے

ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی۔ اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا۔ اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اور میرا یہ قول کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" اس کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے۔ یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیّٖن کی مہر محفوظ رہی۔ کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی

حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی [۲] یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ خاتم النبیّن کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو در حقیقت خاتم النبیّن تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلّی طور پر محمد ہوں ﷺ پس اس طور سے خاتم النبیّن کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلّیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہم رنگ آنحضرت ﷺ ہوگا اور اس کا اسم آنجناب ﷺ کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمدؐ اور احمد ہوگا۔ اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا [۳] اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہؤا ہوگا۔ اور اسی کی روح کا روپ ہوگا اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا۔ اور بروز کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہؤا ہو۔ اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو۔ سو یہ خیال آنحضرت ﷺ کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس

بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لئے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہو گا- بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق اور اگر بروز کے لئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی- بیٹا ہونا چاہئے- لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت ﷺ کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں اس موعود کے رفیق آنحضرت ﷺ کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسن کی اولاد بنایا اور کبھی حسین کی اور کبھی عباس کی لیکن آنحضرت ﷺ کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہو گا-اس کے نام کا وارث-اس کے خُلق کا وارث- اس کے علم کا وارث- اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا- اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا- اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرے کو دکھائے گا- پس جیسا کہ ظلّی طور پر اس کا نام لے گا-اس کا خُلق لے گا-اس کا علم لے گا-ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا- کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمدؐ نام رکھے جانے سے دو محمدؐ اور دو احمدؐ نہیں ہو گئے- اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیّٖن کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں- اس طرح پر تو محمدؐ کے نام کی نبوت محمد ﷺ تک ہی محدود رہی- تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی- کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوئید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیّٖن کی مہر توڑنے کے کیونکر دنیا میں آسکتے ہیں- غرض خاتم النبیّٖن کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ

ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔ اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ان کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی۔ تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیج دے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت ﷺ کی دل آزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا۔ اور نہ مہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کشی کا عیسیٰ سے ہوا۔ نہ آنحضرت ﷺ سے اور آیت کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔ اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھہرائے گئے لیکن اس جگہ اس موردِ بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت ﷺ سمجھے گئے اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ موردِ بروز حکم نفی وجود کا

رکھتا ہے اس لئے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی پس آیت میں اس کو ایک وجود منفی کی طرح رہنے دیا اور اس کے عوض میں آنحضرت ﷺ کو پیش کر دیا ہے اور اسی طرح آیت اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا۔ یعنی دینی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی۔ اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا ہے مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ ہؤا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء

ضمیمہ نمبر۲

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے آخری مکتوب

اپنی نبوت کے متعلق

مندرجہ اخبار عام ۲۶ ر مئی ۱۹۰۸ء

جس کی نقل اخبار بدر نمبر ۲۳ جلد ۷ مؤرخہ ۱۱ ر جون ۱۹۰۸ء میں بھی شائع ہو چکی ہے

۱۷ ر ماہ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور جلسۂ دعوت میں جو تقریر حضرت اقدسؑ نے فرمائی تھی اس تقریر کی بناء پر یہ غلط خبر پرچہ اخبار عام ۲۳ ر مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی کہ آپؑ نے اس جلسۂ دعوت میں دعوائے نبوت سے انکار کیا ہے۔ تو اسی روز حضور نے ایڈیٹر اخبار مذکور کی طرف ایک خط لکھا جس میں اس غلط خبر کی تردید کی۔ چنانچہ حضرت اقدس کا وہ خط یہ ہے:-

"جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام۔ پرچہ اخبار عام ۲۳ ر مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسۂ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں مَیں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت ﷺ کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں

امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شُعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت سے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا سو خدا نے مجھے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت علم غیب عطا کیا ہے اور ہزار ہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور کر رہا ہے میں خود ستائی سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف میں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دے گا۔ اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہو گا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دے گا۔ پس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ اللہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو۔ اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہو گا اور نبی بھی ہو گا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامن گیر ہے وہ امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے وہ مسلمان ہوں گے اور کیا اس وقت

ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔
الراقم خاکسار اَلْمُفْتَقِرُ اِلَی اللّٰہِ الْاَحَدِ غلام احمد عَفَی اللّٰہُ عَنْہُ

۲۳؍ مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور

ضمیمہ نمبر ۳

"امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے"

۵ مارچ ۱۹۰۸ء کے پرچہ اخبار بدر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈائری کے ذیل میں مذکور ہے کہ ایک احمدی سے ایک نواب ریاست نے سوال کیا کہ کیا حضرت مرزا صاحب رسالت کے مدعی ہیں جس کے جواب میں اس احمدی دوست نے کہا کہ ان کا ایک شعر ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم وزخداوند منذرم

اس سوال و جواب کا ذکر اس احمدی دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کیا۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ:۔

"اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے۔ اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہؓ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ اور حق کے کہنے سے ذرا نہیں جھجکے جبھی تو لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ کے مصداق ہوئے ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا

اظہار ہو پس وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے اس لئے تا ان پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہیں دیئے گئے پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔

آپ کو سمجھانا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں' عیسائیوں' ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں اور بلحاظ کمیت و کیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرع سے تو شاعر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے"

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۲)

تتمہ حقیقۃ النبوۃ

نبوت مسیح موعود کے متعلق

بعض اعتراضوں کا جواب

میں اپنی طرف سے کتاب حقیقۃ النبوۃ کو ختم کر چکا تھا کہ چند اعتراضات حضرت مسیح موعود کی نبوت پر میرے سامنے اور پیش کئے گئے جو منکرینِ نبوت مسیح موعودؑ کی طرف سے کئے جاتے ہیں اور گو میں نبوت کے متعلق ایسی طرز پر اصولی بحث کر چکا ہوں کہ ہر ایک صاحب فہم و ذکا اسے پڑھ کر ہر ایک اعتراض کا خود ہی جواب دے سکتا ہے لیکن چونکہ میرا ارادہ ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق جس قدر مخالف حوالہ جات مل سکیں سب کا جواب دے دیا جائے اس لئے میں تتمہ کے طور پر مختصراً ان اعتراضات کا جواب دے دیتا ہوں تا کہ بعض لوگ ناواقفوں کو دھوکا نہ دے سکیں۔

(۱) کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پہلے اپنی نبوت کا صاف الفاظ میں انکار کر دیا تھا۔ پس وہ آخری گفتگو ہے جس سے اس جھگڑے کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ میں اس اعتراض کے جواب دینے سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی وہ ڈائری بدر سے نقل کر دیتا ہوں تا کہ اس کے اصل مضمون سے لوگوں کو آگاہی ہو جائے اور وہ یہ ہے:

لاہور ۲۵/ مئی ۱۹۰۸ء ظہر۔ ایک شخص سرحدی آیا بہت شوخی سے کلام کرنے لگا۔

سلسلۂ نبوت اس پر فرمایا:

"میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا۔ نہ نماز علیحدہ بنائی ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں۔ یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا کی طرف سے ہے جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہو اسے نبی کہا جاتا ہے۔ خدا کا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے آں نبیِّ وقت باشد اے مرید۔ محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حضرت مجدد

نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے پس کیا سب کو کافر کہو گے - یاد رکھو یہ سلسلہ نبوت قیامت تک جاری رہے گا"

مجدّد کی ضرورت اس پر اس سرحدی نے سوال کیا کہ دین میں کیا نقص رہ گیا تھا جس کی تکمیل کے لئے آپ تشریف لائے - فرمایا:

"احکام میں کوئی نقص نہیں - نماز' قبلہ' زکوٰۃ' کلمہ وہی ہے - کچھ مدت کے بعد ان احکام کی بجا آوری میں سستی پڑ جاتی ہے بہت سے لوگ توحید سے غافل ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی طرف سے ایک بندے کو مبعوث کرتا ہے جو لوگوں کو از سر نو شریعت پر قائم کرتا ہے سو برس تک سستی واقع ہو جاتی ہے - ایک لاکھ کے قریب تو مسلمان مرتد ہو چکا ہے - ابھی آپ کے نزدیک کسی کی ضرورت نہیں - لوگ قرآن چھوڑتے جاتے ہیں - سنت نبویؐ سے کچھ غرض نہیں اپنی رسوم کو اپنا دین قرار دے لیا ہے اور ابھی آپ کے نزدیک کسی کی ضرورت نہیں"

اس پر اس شخص نے کہا کہ اس وقت تو سب کافر ہوں گے کوئی تیس چالیس مؤمن رہ جائیں گے فرمایا:

"کیا مہدی کے ساتھ جو مل کر لڑائی کریں گے وہ سب کافر ہی ہوں گے.... انسان جب فسق و فجور میں پڑتا ہے تو کافر کا حکم رکھتا ہے.... اگر ہر صدی پر مجدد کی ضرورت نہ تھی تو بقول آپ کے قرآن کریم اور علماء کافی تھے - تو پھر نبی ﷺ پر اعتراض آتا ہے - حج کرنے والے حج کو جاتے ہیں زکوٰۃ بھی دیتے ہیں - روزے بھی رکھتے ہیں - پھر بھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سو برس کے بعد مجدد آئے گا - مخالفین بھی اس بات کے قائل ہیں - پس اگر میرے وقت میں ضرورت نہ تھی تو پیشگوئی باطل جاتی ہے - ظاہری حالت پر ہی نہیں جانا چاہئے - غیب کا حال تو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں" (بدر جلد ۷ نمبر ۲۳ ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

اس ڈائری سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو مجدّدین سے تشبیہ دی ہے اور مثنوی رومی کا ایک مصرعہ مخالف کے سامنے پیش کیا ہے کہ ع آں نبی وقت باشد اے مرید - اسی طرح محی الدین صاحب ابن عربی اور مجدّد الف ثانی صاحب کے عقائد کی طرف بھی اسے توجہ دلائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ آپ ویسے ہی نبی تھے جیسے اور مجددین -

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ میں اس سے پہلے قطعی اور یقینی طور پر یہ ثابت کر چکا ہوں کہ نبی کی جو تعریف ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ پر صادق آتی ہے اور قرآن کریم لغت عرب محاورہ انبیائے

گزشتہ سے میں نے نبوت کی ایک تعریف کی ہے اور پھر دکھایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی اس تعریف سے متفق ہیں اور آپ نے صاف لکھ دیا ہے کہ نبی کے لئے یہ شرط نہیں کہ جدید شریعت لائے یا کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو اور یہ بھی کہ نبی کے لئے بموجب قرآن کریم کثرت اطلاع بر امور غیبیہ شرط ہے اور یہ بات آپ میں پائی جاتی ہے پس جبکہ نبی کی وہ تعریف جو قرآن کریم و لغت انبیائے گذشتہ کے عقائد کے اتفاق سے ثابت ہے حضرت مسیح موعودؑ پر صادق آئی تو آپ ضرور نبی ہوئے اور اگر اس نبوت کا نام محدثیت رکھوگے تو کل انبیاء کو محدث ہی قرار دینا پڑے گا کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے وہ سب بھی اس شرط کے پائے جانے کی وجہ سے نبی کہلائے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ میں پائی جاتی تھی۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی و رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: ۲۷) سے ظاہر ہے پس مصفّٰی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہُوا"۔

پھر جبکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے ایک طرف تو یہ لکھا ہے کہ جہاں جہاں میں نے نبوت سے انکار کیا ہے شریعت جدیدہ لانے یا بلاواسطہ نبوت پانے سے انکار کیا ہے نہ نبوت سے اور دوسری طرف یہ لکھا ہے کہ نبی کے لئے شریعت لانا یا متبع نہ ہونا شرط نہیں تو پھر اس حوالہ سے اگر کوئی انکار ثابت بھی ہو گا تو صرف اس قدر کہ آپ کوئی جدید شریعت نہیں لائے اور نہ آپ بلاواسطہ نبی بنے اور اس کا انکار کسے ہے؟

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی آخری تقریر میں جو بمقام لاہور فرمائی۔ کچھ ایسے فقرات فرمائے تھے جن سے لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ آپ نے نبوت سے انکار کر دیا ہے اور اخبار عام کے ۲۳/ مئی ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں یہ بات شائع بھی ہو گئی۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے اسی دن یعنی ۲۳/ مئی ۱۹۰۸ء کو ایک تردیدی اعلان اخبار عام کو بھیجا جس کا ایک فقرہ یہ ہے۔

"اس جلسہ میں مَیں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنی

ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت ﷺ کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے.... اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر ۔۔۔۔ انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔" (بحوالہ بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

اب غور کرو کہ اگر آپ فی الواقع نبی نہ تھے بلکہ محدث تھے تو یہ کیا وجہ تھی کہ جب کوئی شخص کہتا ہے کہ آپ نبی نہیں ہیں یا یہ کہ آپ نے نبوت سے انکار کر دیا ہے تو آپ فوراً اس کی تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں ایسا نبی نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو یعنی قرآن کریم کو منسوخ کرنے والا لیکن میں نبی ہوں کیا کبھی آپ نے اپنی جماعت کو اس بات پر بھی ڈانٹا تھا کہ مجھے آدمی کیوں قرار دیتے ہو مجھے تو اللہ تعالیٰ بمنزلہ ولدی فرماتا ہے پس بمنزلہ ولد اللہ کہا کرو یا یہ کہ مجھ میں قادرانہ تصرف مانا کرو کیونکہ میں نے رؤیا میں زمین و آسمان بنائے ہیں مگر آپ نے ایسا اعلان کبھی شائع نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا مسئلہ ان مسائل سے کچھ مختلف ہے غرض کہ یہ بات ممکن ہی نہیں کہ ۲۳ ر مئی کو تو آپ اعلان کریں کہ میں نبی ہوں اور میں نے نبوت سے انکار نہیں کیا۔ لیکن ۲۵ ر مئی کو پھر یہ ثابت کریں کہ میں نبی نہیں ہوں۔

باقی رہا یہ کہ آپ نے پہلے مجددین کی نسبت بھی نبوت کو منسوب کیا ہے اور اپنے آپکو ان میں شامل کیا ہے۔ سو اس کا جواب آسان ہے اور جن لوگوں نے اس حوالہ سے دھوکا کھایا ہے وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کریم پر غور نہیں کیا۔ اور بحث مباحثہ کر کے اپنی عزت و شہرت قائم کرنے کے سوا ان کی کوئی غرض نہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ جو کام ہم اپنی عزت قائم کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت ہماری جہالت اور نادانی کے اظہار کا ذریعہ ہے اور بجائے حق طلبی کے ثبوت کے ہماری ضد و تعصب کے آشکار کرنے کا باعث ہے اگر وہ لوگ غور کریں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس وقت عیسائیوں اور آریوں کے طریق اعتراض کو اختیار کر رہے ہیں۔ وہ بھی اسی قسم کے اعتراض کیا کرتے تھے اور کرتے ہیں اور ایک آیت قرآن لے کر بلا اس بات کے خیال کے کہ اسی مضمون کی تشریح دوسری جگہ سے بھی ہوتی ہے وہ اس پر اعتراض کر دیتے ہیں مثلاً رسول اللہ ﷺ کی نسبت لفظ استغفار اور ذنب کا دکھا کر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ دیکھو تمہارا نبی (نعوذ باللہ من ذلک) گنہگار تھا۔ یا وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کو پیش کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ من ذلک۔ اس

سے آپ کا گمراہ ہونا ثابت ہے۔ اسی طرح فَلَا تَکُنْ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ کی آیت سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی قرآن کریم کے وحی الٰہی ہونے پر شک رکھتے تھے وہ نادان نہیں جانتے کہ ان آیات کے علاوہ قرآن کریم کی اور آیات بھی ہیں جن کو ملا کر ان آیات سے نتیجہ نکالنا چاہئے اور محکم کے ماتحت متشابہ کو کرنا چاہئے اور جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ کہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں اور حد سے نکلنے والوں سے محبت نہیں کرتا اور رسول اللہ ﷺ کی نسبت یہ فرماتا ہے کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (اٰل عمران:۳۲) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو جاؤ گے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ جس کی پیروی بھی خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے وہ گنہگار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو گنہگار سے محبت نہیں کرتا پھر یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی نسبت فرماتا ہے کہ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۲) تمہارے لئے ہمارے اس رسول میں نہایت عمدہ قابل اتباع و نقل نمونہ ہے۔ اسی طرح وہ لوگ امتراء کی آیت کو تو پیش کرتے ہیں لیکن اس محکم آیت پر غور نہیں کرتے کہ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (یوسف:۱۰۹) کہہ دے یہ میری راہ ہے میں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرے متبع ایسی ہدایت پر قائم ہیں جو ہمارے لئے ایسی یقینی ہے جیسے آنکھوں دیکھی۔ اسی طرح ضالّ کا لفظ تو دیکھتے ہیں۔ مگر ان کو قرآن کریم میں یہ آیت نہیں نظر آتی۔ کہ مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی غرض کہ اس طرح ایک ایک حوالہ سے نتائج نکالنے شروع کر دیئے جائیں تو نہ اسلام اسلام رہتا ہے اور نہ قرآن قرآن۔ کیا یہ معترض لوگ اتنا خیال نہیں کرتے کہ ہم اپنے طریق عمل سے خود قرآن کریم پر اعتراض کر رہے ہیں اور عیسائیوں اور آریوں کی پیٹھ بھر رہے ہیں مگر مجبوری یہ ہے کہ ان لوگوں کو قرآن کریم کے مطالب پر تو عبور ہے ہی نہیں اور اگر ہوتا تو یہ کبھی اعتراض ہی نہ کرتے کیونکہ قرآن کریم نے تو نبی کی تعریف ایسے صاف الفاظ میں کر دی ہے کہ اس کے بعد کسی اعتراض کی گنجائش ہی نہیں رہتی ان لوگوں کو تو صرف حوالہ کے مقابلہ میں حوالہ نکال کر بحث گرم کرنے کا شوق ہے نہ کہ تحقیق حق اگر تحقیق حق مراد ہوتی اور ان مخلصین کو دھوکا دینا مدنظر نہ ہوتا جو نیک نیتی مگر غلط فہمی سے ان کے پیچھے چل پڑے ہیں تو کسی اصل اور قاعدہ کے ماتحت بات کرتے نہ کہ متشابہات کے ذریعہ لوگوں کو بہکاتے مگر وہ یاد رکھیں کہ اس طرز سے اسلام کو بلکہ اپنے ایمان کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ صاف طور پر فرما چکے

ہیں کہ:-

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۴۰۶، ۴۰۷)

پھر یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر پہلے لوگ اس خطاب کو پاتے تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا جیسا کہ پہلے کسی موقعہ پر لکھا جا چکا ہے تو اب باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں کہ:-

(۱) "پہلے بزرگ نبی کا نام پانے کے مستحق نہیں (۲) کثرت اطلاع بر امور غیبیہ کی اس میں شرط ہے جو ان میں نہیں پائی جاتی (۳) اس نام سے آپ ہی مخصوص ہیں (۴) اگر پہلوں کو بھی نبی بنا دیا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا" اور آپ کے سوا اس امت میں سے کسی اور شخص کو نبی کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ بتاؤ کہ ایسے محکم حوالہ کے ہوتے ہوئے جس میں آپ پہلوں کے نبی ہونے کی نفی کرتے ہیں اس کی وجہ بھی بتاتے ہیں اس نام کے پانے کا مستحق صرف اپنے آپ کو بتاتے ہیں اور پہلے بزرگوں کے نبی قرار دینے سے ختم نبوت میں نقص پیدا ہو جانے کا احتمال بتاتے ہیں کسی شخص کا ایک ایسے حوالہ سے جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ پہلے مجددین سے اپنے آپ کو مشابہ قرار دیتے ہیں اور ان کی نبوت کی نسبت بھی اقرار کرتے ہیں اگر سند پکڑنا عیسائیوں والی چال نہیں تو اور کیا ہے یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص نبی کا رتبہ پانے کے لئے مخصوص ہو۔ اس کے بغیر کوئی شخص اس نام کا مستحق نہ ہو جن شرائط کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی بنتا ہو وہ دوسروں میں پائی بھی نہ جاتی ہوں اگر وہ نبی بن جائیں تو امر ختم نبوت مشتبہ بھی ہو جائے۔ اور پھر بھی پہلے اولیاء نبی ہو جائیں۔ خدارا ایسے لوگ بات کرنے سے پہلے یہ تو سوچ لیا کریں کہ ہم کس جہالت اور نادانی کی طرف لوگوں کو لے جا رہے ہیں کیا ان کو اس قدر توفیق نہ ملی کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے کسی اور حوالہ کو تلاش کر کے ان دونوں حوالوں کی تطبیق کرتے کیا انہوں نے یہ کوشش نہ کی کہ قرآن کریم پر ہی غور کر کے اس قسم کی مثالیں تلاش کرتے اور پھر دیکھتے کہ ان کی تطبیق کس طرح کی جاتی ہے وہ اس قدر تو سوچتے کہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں نبوت کے متعلق خیالات کے ایک تغیر کو قبول کیا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی جگہ پر ایسی تحریر شائع کی ہے۔ کیا پھر یہ ممکن ہے ۲۳

تاریخ کو ایک بات کہہ کر ۲۵ کو اس کے خلاف کہیں گے۔ کیا انہوں نے اس حوالہ پر غور نہ کی کہ جہاں میں نے نبوت سے انکار کیا ہے اس سے صرف فلاں قسم کی نبوت مراد ہے مگر یہ توفیق ان کو تب ملتی کہ اول تو علم قرآن نصیب ہوتا پھر تقویٰ اللہ سے کام لیتے جہاں نہ فہم قرآن حاصل ہو۔ اور نہ تقوی اللہ سے کام لیا جائے وہاں احتیاط کا گزر کس طرح ہو۔

جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک قسم کی نبوت جو جزوی نبوت کہلاتی ہے محدثین میں بھی قبول کی ہے اور جب تک آپ نبی کی تعریف شریعت جدیدہ کا لانا یا بلاواسطہ نبوت پانا قرار دیتے رہے۔ اس وقت تک اپنے آپ کو بھی انہی محدثین سانبی قرار دیتے رہے تو کیوں اس حوالہ کو دوسرے حوالہ سے اس طرح مطابق نہیں کرتے کہ جہاں دوسرے محدثوں میں اپنے آپ کو شامل کرتے ہیں اس سے محدثیت والی جزوی نبوت کی مشابہت مراد ہے اور جہاں ان سے الگ کرتے ہیں وہاں وہ نبوت مراد ہے جو اس امت میں اور کسی شخص کو نہیں ملی۔ اور اگر نہیں کرتے تو بتاؤ کہ عیسائیوں کے اعتراضوں کا تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ محدثوں میں بھی ایک قسم کی نبوت نہیں پائی جاتی اور ہم کب کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ محدث نہ تھے۔ آپ بھی اسی طرح محدث تھے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ محدث تھے اور آنحضرت ﷺ کی نسبت حضرت مسیح موعود نے مجدد اعظم کا لفظ استعمال کیا ہے شاید کوئی نادان اس سے یہ نتیجہ نکالے کہ آنحضرت ﷺ بھی ایک مجدد تھے لیکن ذرا بڑے مجدد تھے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں بھی مجدد کہا ہے مگر کیا کوئی دانا ایسا کہہ سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ صرف اسی لئے کہ بڑے درجہ میں چھوٹا خود شامل ہوتا ہے۔ پس جو نبی ہؤا وہ ضرور ہے کہ محدث بھی ہو اور جو محدث ہؤا ضرور ہے کہ وہ محسن اور صالح بھی ہو اور جو صالح ہو وہ مسلمان بھی ہو۔ اگر کسی محدث کو مسلمان کہہ دیں یا مسلمانوں میں اس کو شامل کر دیں تو ضروری نہیں کہ اس کا آخری رتبہ یہی ہو۔ یوں تو رسول اللہ ﷺ کی نسبت قرآن کریم میں آتا ہے کہ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ تو اب کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ بس آپ ایک مؤمن تھے اس سے اوپر آپ کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایسا خیال رکھنے والا جاہل ہو گا۔ کیونکہ وہ دوسری جگہ دیکھے کہ آپ کو نبی کہا گیا ہے پس آپ کو گو مؤمنوں میں شامل کیا گیا ہے لیکن نبی کے لفظ نے بتا دیا ہے کہ آپ کو دوسرے مؤمنوں سے ایک خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ نبی بھی ہیں اسی طرح کوئی شخص نبی کا لفظ دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ ویسے ہی نبی ہیں جیسے دوسرے اور صرف عرب کی طرف آئے ہیں نہ کہ سب جہان کی طرف کیونکہ وہ اگر اپنی نظر وسیع کرے گا تو

اسے معلوم ہو جائے گا کہ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:۱۵۹) نے آپ کو سب دنیا کی طرف مبعوث ہونے کی خصوصیت دے دی ہے اور اس خصوصیت نے آپ کو اور بلند مقام پر کھڑا کر دیا ہے اسی طرح کوئی اس خصوصیت کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ بس آپ یہی ہیں کیونکہ خاتم النبیّن کی خصوصیت نے آپ کا درجہ اور بھی بلند کر دیا ہے اسی طرح اگر حضرت مسیح موعودؑ بھی اپنے آپ کو دوسرے مجددین میں شامل کر دیں تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بس آپؑ مجدد ہی ہیں ایسی ہی حماقت ہے جیسے کوئی شخص اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ کو دیکھ کر کہہ دے کہ بس رسول اللہ ﷺ کو صرف مؤمن کا خطاب دیا گیا ہے اور کوئی نہیں بلکہ ممکن ہے کہ اگر یہ راستہ کھلا تو اس کے نتیجے بڑے خطرناک ہوں گے۔ حضرت سلیمان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا کَفَرَ سَلَیْمٰنُ سلیمان کافر نہ تھا۔ اس سے اب یہ سمجھ لو کہ حضرت سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخصوں میں شامل کیا ہے جو کافر نہ ہوں۔ اور نعوذ باللہ ان کو متقیوں میں بھی شامل کرنا جائز نہیں ایسے نادان کو یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ سلیمان علیہ السلام کو کہیں مؤمنوں سے اوپر بھی بتایا ہے کہ نہیں؟ اگر کسی بلند درجہ کی طرف رہنمائی کی ہے تو سمجھو کہ وَمَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ کسی حکمت اور ضرورت کے ماتحت کہا ہے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ حضرت سلیمان نبی نہیں اسی طرح بعض جگہ پر نبیوں کی نسبت آتا ہے کہ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ہم محسنوں کو اسی طرح جزاء دیتے ہیں اس لئے فلاں نبی سے بھی ایسا ہی سلوک کیا اب کوئی شخص کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے تو حضرت موسیٰ یا حضرت یوسف کے انعامات کو محسن ہونے کے ماتحت رکھا ہے اور باقی سب محسنوں کے ساتھ شامل کیا ہے معلوم ہوا کہ آپ کا محسن ہونا اللہ تعالیٰ ثابت کرنا چاہتا ہے نہ کہ نبی۔ مگر وہ نادان نہیں جانتا کہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کو محسن کی جگہ ظالم خیال کرتے تھے پس ان کو سمجھانے کے لئے محسنوں کی مثال دی۔ تاکہ ان کو معلوم ہو کہ یہ سلوک تو محسنوں سے ہوا کرتا ہے۔ پس سوال کرنے والے کی حیثیت کے مطابق جواب ہوتا ہے اور چھوٹے درجہ والوں کی مشابہت بتانے سے ہمیشہ یہ مراد نہیں ہوتی کہ بڑا درجہ حاصل نہیں بلکہ اگر دوسری جگہ عموم کی تخصیص کر دی گئی ہو تو تخصیص زیادہ معتبر ہوگی اور یہ ایک ایسا قاعدہ ہے جس سے کسی عقلمند کو انکار ہی نہیں ہو سکتا۔

ایک دفعہ میں لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کا مدرسہ دیکھنے کے لئے گیا۔ وہاں ایک مولوی ندوۃ العلماء کے مدرس پٹھان میرے ملنے کو آئے اور آکر الہام پر گفتگو شروع کر دی کہ الہام کا سلسلہ تو اب بند ہے مرزا صاحب نبی کیونکر ہو گئے۔ میں نے اس کو سمجھایا کہ قرآن کریم میں الہام و وحی کی جو

تعریف ہے وہ الہام و وحی بند نہیں ہاں آپ لوگوں نے جو وحی کی جھوٹی تعریفیں گھڑی ہیں کہ وہ ضرور حامل شریعت ہو اس کے ذمہ دار آپ ہیں نہ کہ ہم۔ہم تو مسیح موعود پر اس وحی کے آنے کے مقر ہیں جو قرآن کریم نے بیان کی ہے اس پر اس نے اس قدر کج بحثی شروع کی کہ میں حیران ہو گیا اور بڑے زور سے یہ بات بار بار پیش کی کہ قرآن کریم کی تشریح کو جانے دو۔وہ تعریف جو فقہاء نے لکھی ہے اس کو لو اور ثابت کرو کہ مرزا صاحب پر وحی نازل ہوتی ہے اور اگر ثابت نہیں کر سکتے تو معلوم ہُوا کہ آپ جھوٹے ہیں۔نعوذ باللہ من ذالک۔میں نے اس کو بہت سمجھایا کہ مرزا صاحب تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں ان اصطلاح سازوں کے بھیجے ہوئے تو نہیں کہ ان کی بنائی ہوئی تعریف کے مطابق ان کی وحی ثابت ہو جائے تب اس پر یقین کیا جائے ورنہ رد کر دی جائے اب کیا کوئی شخص میری گفتگو کو سن کر یہ کہہ سکتا تھا کہ میرا یہ مطلب ہے کہ جسے الہام ہو جائے وہ مسیح موعود اور نبی ہو جاتا ہے کیونکہ تب ہی تو حضرت مسیح موعود کے دعووں کو ثابت کرنے کے لئے یہ جواز الہام پر زور دے رہا ہے بلکہ پچھلے ملہموں کے حوالے دے رہا ہے؟ پس اصل بات یہ ہے کہ سائل جو سوال کرتا ہے اس کے مطابق جواب ہوتا ہے چونکہ اس مدرس ندوہ کے خیال میں اب اس امت میں سے کسی شخص کا کوئی رتبہ پانا اس لئے ناممکن ہے کہ وحی بند ہے اس کے سامنے پہلے یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ الہام کا دروازہ کھلا ہے اور تجدید دین کے لئے ہمیشہ مجددین آتے رہتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہ ہو گا کہ اس سے مسیح موعود کے مسیح ہونے یا نبی ہونے کا انکار مراد ہے۔

اس سرحدی شخص کے سوالات کو دیکھو۔اس کی بھی یہی حالت ہے وہ مجددین کا ہی منکر ہے اور اس کے خیال میں آنحضرت ﷺ کے بعد قرآن کریم اور علماء کافی ہیں۔کسی مجدد کی ضرورت نہیں۔اور وہ نبوت کے معنے نیا کلمہ بنانا اور نئی عبادت مقرر کرنی سمجھتا ہے اب بتاؤ کہ جو شخص تجدید دین کا ہی قائل نہیں اور ندوہ کے مولوی کی طرح الہام کے دروازہ کو مسدود خیال کرتا ہے اور مجددین کی بجائے علماء کا وجود کافی سمجھتا ہے۔اور اس کا خیال ہے کہ مجدد صرف دین کا نقص نکالنے آتے ہیں اور اس احمق کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ ایک شخص جو لاکھوں آدمیوں کا پیشوا اور ایک بڑی جماعت کا امام ہے بڑے بڑے لوگ اس کی غلامی میں ہیں اور اس کی جوتیاں اٹھانی فخر خیال کرتے ہیں اس کے سامنے گفتگو کس طرح کرنی چاہئے کیونکہ جیسا کہ بدر میں لکھا ہے کہ اس نے نہایت شوخی سے کلام شروع کیا تھا۔کیا یہ درست اور مناسب ہو سکتا تھا کہ اس کے سامنے آپ نبوت کی اقسام اور اس کی تشریح شروع کرتے کہ ایک نبوت تشریعی ہوتی ہے ایک غیر تشریعی ایک

نبی بلاواسطہ نبوت پاتے ہیں۔ ایک بالواسطہ۔ ایک نبوۃ محدثوں میں بھی پائی جاتی ہے تو اس شخص کی سمجھ میں کیا آسکتا تھا وہ تو سرے سے الہام اور مجددین کا ہی منکر تھا۔ پھر آپ اس کے سامنے یہ تقریر کس طرح کرتے کہ میں مجددوں سے بڑھ کر ایک اور رتبہ پر فائز ہوں اور امتی نبی ایک خاص درجہ ہے اس کے عقائد کے مطابق تو یہی جواب تھا کہ اگر نبی کے لفظ سے تم چڑتے ہو تو پہلے بزرگوں نے بھی یہ لفظ استعمال کیا ہے پھر ان کو بھی کافر کہو اور اگر مجدد نہیں آسکتے تو رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کرو کہ آپ نے مجددوں کی پیشگوئی کیوں کی۔ اس جواب سے تو اس کو یہ سمجھانا تھا کہ مصلحین کا آنا بند نہیں اور بہت سے مجدد گزر چکے ہیں حتّٰی کہ بعض نے یہ عقیدہ بھی ظاہر کیا ہے کہ نبی ہو سکتے ہیں جیسے کہ مثنوی رومی والوں نے محی الدین ابن عربی صاحب نے۔ مجدد الف ثانی صاحب نے اور عوام مثنوی والوں کے بہت ہی معتقد ہوتے ہیں اور پٹھان مجدد صاحب کے فدائی ہیں اور وہ شخص چونکہ نبوت اور تجدید دین کے معنے ہی یہ خیال کرتا تھا کہ دین کے کچھ نقص نکالے جائیں اور نیا کلمہ اور نئی نمازیں بنائی جائیں اس لئے اسے ان بزرگوں کے اقوال کی طرف جن کی عظمت عام طور پر لوگوں کے دلوں میں ہے متوجہ کیا گیا اور حدیث رسول اللہ ﷺ اس کو سنائی گئی تاکہ اسے معلوم ہو کہ نبوت اور تجدید دین کے یہی معنے نہیں ہوتے کہ دین کے نقص نکالے جائیں اور نئی شریعت لائی جائے بلکہ یہ الفاظ مختلف معنے رکھتے ہیں چنانچہ بعض پچھلے بزرگوں نے نبوت کو اسلام میں جاری مانا ہے تو کیا ان کو بھی کافر کہو گے؟ اور جب ہم ان بزرگوں کے اقوال کو دیکھتے ہیں تو ان میں سے کسی نے بھی رسالت کے ساتھ مبعوث ہونے کا دعویٰ نہیں کیا پس ان حوالوں سے یہ خیال کرنا کہ وہ نبی تھے۔ صرف قلت تدبر کے باعث ہے ان کا تو یہ مذہب تھا کہ نبی آسکتا ہے اپنی نسبت مبعوث رسول ہونے کا دعویٰ انہوں نے کبھی نہیں کیا اور نہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر کبھی یہ شائع کیا ہے کہ تم کو رسول کر کے بھیجا جاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا ہے کہ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اَحْمَدَ اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالُوْا کَذَّابٌ اَشِرٌ اور یہ بات تیرہ سو سال میں ایک ولی اور ایک محدث میں بھی نہیں پائی جاتی کہ وہ رسالت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہو۔ بے شک مقام رسالت تک ان میں سے بعض پہنچے لیکن چونکہ کل کمالات ختم نبوت انہوں نے حاصل نہ کئے اس لئے جزوی طور پر نبی تھے نہ کہ فی الواقع نبی ہوئے کیونکہ ظلّی نبوت ہر پہلو اور ہر کمال میں عکس تام کی مقتضی ہے جو ان میں نہ تھا غرض کہ سوال کے مطابق جواب ہوتا ہے اور اس سے صرف اسی قدر مطلب نکالنا جائز ہوتا ہے جس کے لئے وہ جواب دیا گیا نہ کہ اس سے زائد اور

جبکہ حضرت مسیح موعود اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ مجھے ایک قسم کی نبوت ملی ہے جو میرے سوا اور کسی کو نہیں ملی اور قرآن کریم اور احادیث بھی صرف مسیح موعود کی رسالت پر گواہ ہیں اور تعریفِ نبوت پہلے مجددین پر صادق بھی نہیں آتی اس لئے اب ہم اس حوالہ کے سوائے اس کے اور معنی نہیں کر سکتے کہ آپ ایک نبوت میں تو پہلے مجددین کے ساتھ شامل ہیں جس طرح آنحضرت ﷺ بھی شامل تھے کیونکہ آپ بھی مجدد تھے لیکن ایک نبوت میں ان سے الگ ہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ الگ تھے۔ایک اور مثال سے بھی اس حوالہ کے معنے کھل جاتے ہیں اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود نے وفات مسیح کے متعلق جواب دیتے ہوئے اپنے مخالفوں کو کہا ہے کہ اگر تم اس مسئلہ کی بناء پر مجھ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہو تو پھر فلاں فلاں گزشتہ علماء پر بھی یہ فتویٰ لگاؤ بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ پھر تو کل معتزلیوں کو کافر کہنا پڑے گا۔اب کیا اس مشابہت کے یہ معنے ہیں کہ حضرت صاحب اپنے آپ کو معتزلی ظاہر کرتے تھے یا یہ کہ آپ مجدد نہ تھے بلکہ پہلے علماء کی طرح ایک عالم تھے لیکن ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ مطلب آپ کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ اس خیال میں وہ میرے متفق تھے گو اتفاق کی مختلف وجوہ تھیں معتزلی اس لئے متفق نہیں کہ اس سے شرک لازم آتا ہے یا یہ کہ آیات قرآنیہ کے خلاف ہے بلکہ ان کا مسیح کو وفات شدہ خیال کرنا اصل میں صرف عقل سے بالا باتوں کے انکار کی وجہ سے تھا اسی لئے وہ سب ایسی باتوں کی تاویل کرتے تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ مثنوی رومی والے ابن عربی صاحب اور مجدد الف ثانی صاحب بھی اس بات کے قائل تھے کہ دروازۂ نبوت کھلا ہے اور اس بات کی قائل تو حضرت عائشہؓ بھی تھیں۔ تبھی تو وہ فرماتی ہیں کہ لَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ پس اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ سب لوگ نبی تھے نہ تو مثنوی والوں نے اپنے آپ کو نبی کہا ہے نہ ابن عربی صاحب اور مجدد صاحب نے اپنے آپ کو مبعوث نبی کہا ہے۔ہاں یہ عقیدہ انہوں نے ضرور ظاہر کیا ہے کہ مسیح موعود نبی ہو گا اور وہ زمانہ نبوت کا زمانہ ہو گا۔بلکہ مجدد صاحب تو اپنے درجہ کی بلندی کی وجہ ہی یہ بتاتے ہیں کہ میں مہدی کے زمانہ کے قریب ہوں پس رسول اللہ ﷺ کی شعاع نبوت جو اس پر پڑ رہی ہے اس کا اثر مجھ پر بھی پڑتا ہے اور اسی وجہ سے وہ پچھلے بزرگوں پر اپنے آپ کو فضیلت دیتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اس حوالہ کو دوسرے حوالوں سے ملا کر معنے کرنے چاہئیں اور متشابہات کے ماتحت محکمات کو کرنا سخت گناہ ہے۔اس بات کا انکار بار بار ہوتے ہوئے کہ اس امت میں آپ کے

سوا اور کوئی شخص کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے جو امور غیبیہ پر مشتمل ہو اور جو نبیوں کے لئے ضروری ہو بہرہ ور نہیں ہؤا۔ اس حوالہ کے وہ معنی کیوں کئے جاتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کی تکذیب کرتے ہوں بلکہ خود ان بزرگوں کی تکذیب کرتے ہوں جن کی طرف حضرت مسیح موعود نے اشارہ فرمایا ہے چونکہ سائل نبوت کے معنے شریعت جدیدہ کا لانا اور تجدید کے معنے دین میں نئے مسائل کا پیدا کرنا خیال کرتا تھا۔ اس کو ان بزرگوں کی مثال سے سمجھایا گیا جن کا وہ بھی قائل تھا ورنہ اس سے یہ مراد نہ تھی کہ اس سے بڑھ کر آپ کا کوئی درجہ نہیں۔ آپ تو صاف لکھتے ہیں کہ جس کثرت کا نام نبوت قرآن کریم نے رکھا ہے وہ سوائے میرے اور کسی ولی میں نہیں پائی گئی۔ پس محدثیت کی نبوت کے اوپر ایک اور درجہ آپ کا ثابت ہے اور دیگر محدثین میں اگر کبھی اپنے آپ کو شامل کر بھی دیں تو اس کا صرف اس قدر مطلب ہو گا کہ آپ کو وہ درجہ بھی حاصل ہے جیسے ہمارے آنحضرت ﷺ کو مؤمنوں اور حضرت موسیٰؑ کو محسنوں میں شامل کرنے سے یہ مطلب ہے کہ آپ ان لوگوں میں بھی شامل ہیں نہ یہ کہ اس سے بڑا درجہ آپ کو کوئی حاصل نہیں۔

(۲) دوسرا سوال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود تحریر فرمادیا ہے کہ ہر ایک نبی مطاع ہوتا ہے نہ کہ مطیع اور چونکہ آپ مطیع تھے اس لئے آپ نبی ثابت نہ ہوئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ میں کتاب حقیقۃ النبوۃ کے شروع میں لکھ آیا ہوں اور حضرت مسیح موعود کے اپنے حوالوں سے ثابت کر چکا ہوں آپ ۱۹۰۰ء سے پہلے یہی خیال کرتے تھے کہ نبی کے لئے شریعت جدیدہ لانا یا بلاواسطہ نبی نہ ہونا اور کسی دوسرے نبی کا متبع اور مطیع نہ ہونا شرط ہے اور اس وقت تک اس آیت سے استدلال کرتے رہے لیکن جب آپ کو انکشاف تام ہؤا تو آپ نے اپنا خیال بدل دیا اور صاف لکھ دیا کہ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ دوسرے کا متبع نہ ہو۔ پس جبکہ آپ نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ نبوت کے متعلق آپ کا خیال بدلا ہے اور یہ بھی کہ آپ کے نزدیک نبی کے لئے دوسرے نبی کا متبع نہ ہونا شرط نہیں تو اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود نے مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء: ۶۵) کے خود ہی معنے فرما دیئے ہیں اور بتا دیا ہے کہ یہ شرط نبوت نہیں اور جبکہ قرآن کریم کی دوسری آیات صاف صاف بتا رہی ہیں کہ ایک نبی دوسرے نبی کا مطیع ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے چنانچہ ہمارے آنحضرت ﷺ سے پہلے گو کل انبیاء بلاواسطہ نبوت پاتے تھے مگر پھر بھی بعض دوسرے انبیاء کے ماتحت کام کرتے تھے جیسے حضرت ہارون سلیمان یحیٰ زکریا علیہم السلام۔ پس ایسے صریح ثبوت اور مشاہدہ کی موجودگی میں قرآن کریم

کی آیت کے ایسے معنی کرنے جو مشاہدہ اور دوسری آیات کے مفہوم کے خلاف ہوں ہرگز درست نہیں اس آیت کے تو صرف یہ معنے ہیں کہ ہر رسول اسی لئے بھیجا جاتا ہے کہ لوگ اس کا حکم مانیں اور یہ معنے ہرگز نہیں کہ وہ کسی کی نہ مانے اور مشاہدات کے یہ بات خلاف ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:۶۰) تو کیا اولو الامر کو رسول کی اطاعت سے آزادی حاصل ہوگئی پھر اس قدر تو غور کرو کہ حضرت مسیح اپنے وقت کے حکام کی اطاعت کرتے تھے یا نہیں پس کیا ان کی نبوت سے انکار کردیں۔ جب ایک غیر مذہب کے حاکم کی اطاعت سے رسالت میں فرق نہیں آجاتا تو ایک دوسرے نبی کی اطاعت سے کیوں فرق آجاتا ہے اگر کہو کہ دین میں اطاعت کسی اور کی نہ کرے تو میں کہتا ہوں یہ بھی غلط ہے کیا نبی اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ خصوصیتیں تو ضرور ساتھ لگانی پڑیں گی۔ پس یہ کوئی اعتراض نہیں حضرت مسیح موعود ایک زمانہ میں عوام کے عقیدہ کے مطابق نبی کی ایک تعریف کرتے رہے اور عوام کے عقیدہ کے مطابق اس آیت سے بھی یہ استدلال کرتے رہے کہ کسی قسم کا نبی کسی اور نبی کا مطیع نہیں ہو سکتا لیکن جب انکشاف تام ہوا تو پھر ان معنوں کو بدل دیا۔ اگر کہو کہ کیا آیت قرآنی بھی حضرت مسیح موعود درست نہ سمجھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء نہایت محتاط ہوتے ہیں جب تک کوئی بات خدا کی طرف سے نہ بتائی جائے۔ وہ عوام کے عقائد کا تتبع کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے باوجود نفرت کے شراب اور متعہ کو اور سود کو اس وقت تک حرام نہ کیا جب تک وحی الٰہی کا فیصلہ نہ ہوا اسی طرح حضرت مسیح موعود اپنے دعوے سے پہلے متوفیک کے معنے اپنے انعامات سے وافر حصہ دوں گا کرتے رہے حالانکہ بعد کی کتب میں لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی ذی روح مفعول ہو تو اس وقت اس لفظ کے معنے صرف قبض روح کے ہوتے ہیں پس بات یہی ہے کہ جب تک انکشاف تام نہ ہو یہ لوگ عوام کے خیالات کو نہیں چھوڑتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ وفات سے پہلے ان کو اصل بات کا پتہ بتا دیا جاتا ہے۔ تا نہ ہو کہ لوگ ان کی ہر ایک بات کو غیر الہامی کہہ کر ٹال دیں۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود متوفیک کے معنے پہلے پورے طور پر انعام کرنے کے کرتے رہے حالانکہ بعد میں لکھ دیا کہ اس لفظ کے معنے جب اللہ تعالیٰ فاعل ہو تو قبض روح کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے اسی طرح اس وقت تک کہ آپ نبی کے لئے یہ شرط سمجھتے تھے کہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو آیت مذکورہ کے بھی یہی معنے کرتے رہے کہ کوئی نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا اور بعد میں صاف لکھ دیا کہ نبی کے لئے یہ کوئی شرط نہیں کہ وہ کسی

اور نبی کا متبع نہ ہو اور قرآن کریم کی مختلف آیات سے اور تاریخ سے یہی بات حق معلوم ہوتی ہے بلکہ اگر غور کرو تو خود اس آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ لوگوں پر نبی کی اتباع کرنی فرض ہے نہ یہ کہ وہ نبی بھی کسی اور نبی کا مطیع نہ ہو۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۞ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۞ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ۞ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۞ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (النساء: ۶۱-۶۶)

(ترجمہ) کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس وحی الٰہی پر جو تجھ پر نازل کی گئی اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل کی گئی۔ چاہتے ہیں کہ فیصلہ لے جاویں بڑے سرکشوں کے پاس حالانکہ انہیں حکم دیا جاچکا ہے کہ ان کی نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بالکل گمراہ کر دے اور جب انہیں کہا جائے کہ اس وحی الٰہی کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے اور رسول کی طرف آؤ تو تو منافقوں کو دیکھتا ہے کہ وہ تجھ سے بالکل رک جاتے ہیں پس ان کا کیا حال ہوگا۔ جبکہ پہنچے گی انہیں کوئی مصیبت بسبب اس کے جو وہ اپنے ہاتھوں سے کر چکے ہیں پھر تیرے پاس آئیں گے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمارا ارادہ بجز بہتری چاہنے اور موافقت کرنے کے اور کچھ نہیں تھا۔ ان لوگوں کی بابت اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے پس تو ان سے اعراض کر اور انہیں نصیحت کر اور ان سے دل میں گھر کرنے والی گفتگو کر۔ نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر یہ لوگ جبکہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تیرے پاس آکر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش چاہتا تو اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ارحمت کرنے والا پاتے پس تیرے رب

کی قسم یہ لوگ ہرگز مؤمن نہیں ٹھہریں گے جب تک تجھ سے فیصلہ نہ کرائیں۔اس نزاع کا جو ان میں واقع ہو پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں کچھ تنگی اس فیصلہ سے جو تو کرے اور اسے پورے طور پر قبول کریں۔

ان آیات کو پڑھنے سے ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ اس جگہ یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ لوگ بجائے رسول سے فیصلہ چاہنے کے شیطانی باتوں کو مانتے ہیں حالانکہ ان کو تو یہ حکم ہے کہ رسول کی باتوں کو قبول کریں مگر یہ ایسا نہیں کرتے ہاں جب کوئی تکلیف ہوتی ہے تب بھاگے آتے ہیں کہ حضور را قصور ہو گیا ہم نے غلطی کی کہ حضور کا حکم نہیں مانا اصل میں ہماری نیت نیک تھی۔لیکن ان کو تو یہ خیال کرنا چاہئے کہ ہم جو رسول بھیجتے ہیں اس کی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ لوگ اس کی باتوں کو مانا کریں نہ کہ اس کے احکام کو رد کر دیا کریں مگر خیر اگر غلطی بھی ہو جائے تو پھر توبہ کر لیں مگر مؤمن ہونے کی یہ شرط ہے کہ تیرا حکم بہرحال قبول کریں۔ اب بتاؤ کہ ان آیات سے یہ نتیجہ نکالنا کہ نبی کسی اور کا متبع نہیں ہو سکتا کہاں تک جائز ہے۔یہاں تو یہ ذکر ہے کہ جس قوم کی طرف کوئی رسول آئے اسے اس کے احکام کو قبول کرنا چاہئے پس حضرت مسیح موعود کی صریح تشریح کے بعد اور قرآن کریم کے کھلے کھلے الفاظ کے ہوتے ہوئے لوگوں کو دھوکا دینا دیانت کے خلاف ہے۔

شاید کوئی شخص یہ کہہ دے کہ حضرت مسیح موعود نے مسیح ناصری کے دوبارہ آنے کے خلاف بھی یہ بات پیش کی ہے کہ وہ مستقل نبی ہو کر اس امت کی اصلاح کے لئے کس طرح آسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے آپ نے یہ نہیں لکھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کا مطیع کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ اب امتی نبی کے سوا کسی اور نبی کے آنے میں آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے کیونکہ جس شخص نے نبوت کا درجہ آپ کی اطاعت میں نہیں پایا وہ امتی نہیں کہلا سکتا اور جب وہ مستقل نبی ہوا تو اس کا آپ پر احسان ہو گا نہ کہ آپ کا اس پر احسان ہو گا اور مستقل نبی کے آنے سے ختم نبوت کی مہر بھی ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ غیر کا قدم درمیان آجاتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ کی بھی ہتک ہے کیونکہ اگر ان کو دوبارہ لایا جائے تو مستقل نبی کی حیثیت میں تو آ نہیں سکتے کیونکہ اس میں آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے اور امتی نبی وہ تب کہلا سکتے ہیں کہ نبیوں کے زمرہ سے جدا کر کے ان کو پہلے امتی بنایا جائے اور پھر دوبارہ نبوت پائیں اور اس میں ان کی ہتک ہے۔غرض کوئی صورت لو۔اس میں یا رسول اللہ ﷺ کی ہتک ہوتی ہے یا خود حضرت مسیح کی۔اس لئے ان کا آنا جائز نہیں

نہ اس لئے کہ ایک نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوتا بلکہ اس لئے کہ اس سے یا مہر نبوت ٹوٹتی ہے یا حضرت مسیح کی ہتک ہوتی ہے۔اگر کہو کہ پہلے نبیوں کے ماتحت بھی تو مستقل نبی کام کرتے رہے ہیں اور آنحضرت ﷺ کا ان سے بڑا درجہ ہے آپؐ کے ماتحت کیوں مستقل نبی کام نہیں کر سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے نبی خاتم النبیّن نہ تھے اس لئے ان کے بعد براہ راست نبوت پانے والے نبیوں کا آنا ان کی ہتک کا باعث نہ تھا مگر ہمارے آنحضرت ﷺ خاتم النبیّن ہیں اس لئے آپ کی اس میں ہتک ہے آپ کی قوت فیضان ایسی ہے کہ آپؐ اپنے شاگردوں میں سے اعلیٰ درجہ کے انسان پیدا کر سکتے ہیں اور ضرورت نہیں کہ دوسرے نبیوں کو اپنی مدد کے لئے بلائیں۔

(۳) یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ مَا نَعْنِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ مَا یُعْنٰی فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات بالکل درست ہے پہلے صحف میں نبوت سے مراد وہ نبوت ہوتی تھی جو براہ راست ملتی تھی کیونکہ وہ نبی بلاواسطہ نبی بنتے تھے لیکن آپ کی تحریروں میں جہاں نبی کا لفظ آیا ہے اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے فیضان سے نبوت کا درجہ پایا ہے ورنہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے نبی کسی اور وجہ سے نبی کہلاتے تھے اور آپ اور وجہ سے۔نبوت کے لحاظ سے تو ایک ہی نبوت ہے ہاں مذکورہ بالا حوالہ میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح پہلے صحف میں نبی کے لفظ سے یہ مراد ہوتی ہے کہ انہوں نے براہ راست نبوت پائی میری نسبت جب لفظ نبی بولا جائے تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی جیسا کہ فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔" (حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۴ حاشیہ)

پس اس حوالہ سے یہی مراد ہے کہ آپ کی نبوت پہلے نبیوں کی طرح براہ راست نہیں ورنہ نبوت کے لحاظ سے آپ کوئی فرق تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ فرماتے ہیں "منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۵

حاشیہ - روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۰۹)

غرض فرق بتایا ہے تو صرف طریق حصول نبوت میں بتایا ہے - ورنہ نبوۃ کے متعلق تو آپ فرماتے ہیں کہ کثرت اطلاع بر امور غیبیہ ہی کی وجہ سے پہلے لوگ نبی کہلائے۔

(۴) ایک سوال یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نزول جبریل کو نبوت کے لئے شرط ٹھہرایا ہے اور اپنی نسبت جبریل کے نزول کا دعویٰ نہیں کیا۔ سو یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسا دعویٰ کیا ہے جیسا کہ آپ کا الہام ہے

"جَاءَ نِیْ آئِلُ وَاخْتَارَ وَاَدَارَ اِصْبَعَهٗ وَاَشَارَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ اَتٰی فَطُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ وَرَاٰی اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ" حاشیہ پر لکھتے ہیں اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶ - ۱۰۷)

پس خدا تعالیٰ نے الہام میں آپ کے پاس جبریل کے آنے کی خبر دی ہے۔

(۵) میں نے حقیقۃ النبوۃ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی اس کثرت سے کہ اس کی نظیر نبیوں میں ہی ملتی ہے پس آپ بموجب آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ کے رسول ہوئے ممکن ہے کوئی شخص اس جگہ ازالہ اوہام کے اس حوالہ سے دھوکہ کھائے کہ:

"اس عاجز کو رؤیا صالحہ اور مکاشفہ اور استجابت دعا اور الہامات صحیحہ صادقہ سے حصہ وافرہ نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے" (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۷۸، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۷۸)

پس یاد رہے کہ اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور وحی پچھلے انبیاء کے برابر نہ تھی اس لئے وہ نبی نہ تھے کیونکہ ازالہ اوہام حضرت مسیح موعود کی ابتدائی کتاب ہے اور اس وقت تک گو آپ کثرت وحی کے مدعی تھے لیکن چونکہ اپنے آپ کو غیر نبی خیال کرتے تھے اس لئے ضرور تھا کہ اپنی وحی کو انبیاء کی وحی کے برابر نہ سمجھتے کیونکہ اپنی وحی کو انبیاء کی وحی کے برابر بتانا خود دعوائے نبوۃ ہے پس یہ تحریر بھی اسی خیال کے بیان پر ہے۔ جس کا ذکر اس کتاب میں کئی موقعہ پر ہو چکا ہے ہاں جب آپ کو معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں تو اپنے الہامات کی کثرت کا اس حد تک اقرار کیا جو نبیوں کے الہامات میں ہوتی ہے۔ پس اول تو اس سے کثرت وحی کا انکار ثابت نہیں اور اگر ہو تو زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ بجائے ابتدائے دعویٰ کے جیسا کہ میں نے لکھا

ہے آپ نے ایک دو سال بعد کثرت وحی کا اقرار کرنا شروع کیا ہے لیکن اس سے بھی مخالف کو کچھ فائدہ نہ ہوگا اور زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکے گا کہ حضرت مسیح موعود نے تفصیل دعویٰ کا بھی اظہار ایک دو سال بعد میں کیا ہے مگر اصل بحث پر اس سے کچھ اثر نہ پڑے گا لیکن اصل بات یہی ہے کہ اس جگہ حضرت مسیح موعود نے کثرت مکالمہ سے انکار نہیں کیا بلکہ صرف اس لئے کہ آپ اپنے آپ کو نبی نہ جانتے تھے۔ نبیوں سے فرق کرنے کے لئے یہ لکھ دیا ہے کہ آپ کی وحی نبیوں کے قریب قریب ہے لیکن اس وقت بعض لوگ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر کے اس حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کی ہتک کرنے سے بھی باز نہیں آتے چنانچہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے رسالہ المہدی میں اس کے ایڈیٹر حکیم محمد حسین المعروف بہ مرہم عیسیٰ نے یوں لکھا ہے "کیا چند الہامات اور کشوف اور غیب کی خبروں سے جو صرف اس کی اپنی ہی ذات یا متعلقین یا چند دیگر اشخاص یا حوادث کے متعلق ہیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ جیسا نبی ہو گیا" اگر اس کی یہ مراد ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کو درجہ میں آنحضرت ﷺ کے برابر خیال کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر اور کوئی جھوٹ نہیں اور اگر نفس نبوت مراد ہے تو وہ اپنے ہی رسالہ کے آخری صفحوں میں مرزا یعقوب بیگ صاحب کا مضمون دیکھے جہاں وہ لکھتے ہیں " آنحضرت ﷺ کی نبوت اور پہلے نبیوں کی نبوت میں بلحاظ نبوت کوئی فرق نہ تھا۔ " اور سمجھ لے کہ بلحاظ نبوت ہم بھی مرزا صاحب کو پہلے نبیوں کے مطابق مانتے ہیں اور بلحاظ درجہ کے آنحضرت ﷺ کو آقا اور حضرت مسیح موعودؑ کو خادم مانتے ہیں اور اگر مسیح موعود بلحاظ نبوت چند الہامات کی بناء پر آپ کے مشابہ نہیں ہو جاتا تو وہ مجھے بتلائے کہ اور دوسرے نبی حضرت مسیح موعود سے کم الہام پا کر بلحاظ نبوت آنحضرت ﷺ کے برابر کس طرح ہو سکتے ہیں وہ خوب یاد رکھے کہ حضرت مسیح موعود کو جو نشانات ملے ہیں وہ چند الہامات نہیں جو صرف ان کی اپنی ذات کی نسبت ہوں بلکہ مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے اس قدر کثرت سے غیب پر اطلاع دی ہے کہ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں" (نزول المسیح صفحہ ۸۴، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۶۰)

آنحضرت ﷺ کے سوا اور کونسا نبی گزرا ہے جس کی پیشگوئیاں ایسے جلال اور عظمت اور

زور کے ساتھ پوری ہوں اور کل دنیا کی نسبت ہوں جیسی حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں۔ مسیح موعود تو اکثر نبیوں کی پیشگوئیوں سے اپنی پیشگوئیوں کو زائد بتاتے ہیں اور بعض نبیوں کی پیشگوئیوں کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کو میری پیشگوئیوں سے کوئی نسبت ہی نہیں لیکن یہ نام نہاد احمدی کس حقارت کے ساتھ کہتا ہے کہ چند الہامات جو صرف اس کی ذات کی نسبت یا بعض حوادث کی نسبت ہیں اس پر تم نے اسے نبی ہی بنا دیا اگر مسیح موعود ان چند الہامات سے نبی نہیں بنا تو جن لوگوں کے الہامات کو اس کے الہامات سے نسبت ہی نہیں وہ کس طرح نبی بن گئے حضرت مسیح موعود تو چشمۂ معرفت میں فرماتے ہیں کہ:-

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے اور محض افتراء کے طور پر ناحق کے اعتراض پیش کر دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کا قائم کردہ سلسلہ نابود ہو جائے مگر خدا چاہتا ہے کہ اپنے سلسلہ کو اپنے ہاتھ سے مضبوط کرے جب تک کہ وہ کمال تک پہنچ جاوے۔" (چشمۂ معرفت - روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۲)

لیکن برخلاف اس تحریر کے آج علی الاعلان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے رسالہ میں یہ لکھا جاتا ہے کہ کیا چند الہامات کی بناء پر جو صرف حضرت مسیح موعود کی ذات کے متعلق اور بعض حوادث کے متعلق تھے ان کو نبی قرار دیا جاتا ہے۔ آہ! افسوس احمدیت کہاں گئی لکھنے والا تو ہمیشہ سے اسی گند میں مبتلاء چلا آیا ہے مگر ان لوگوں کو کیا ہوا جو آج سے پہلے مسیح موعود کی محبت میں اپنے آپ کو فنا کہتے تھے۔ کیا میرے مقابلہ کے لئے انہوں نے اپنے دل اس قدر سخت کر لئے ہیں کہ مسیح موعود کی ہتک کے رسالے ان کے خرچ پر شائع کئے جاتے ہیں۔ کیا ان کے لئے اس قدر کافی نہیں کہ وہ مجھے اور میرے باقی رشتہ داروں کو گالیاں دے لیں اور صرف مسیح موعود کو اس سے مستثنیٰ کر لیں کہ وہ تو ان کا بھی محسن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ خلافت کے مسئلہ کو رد کیا جائے اور نبوت پر اصولی بحث کی جائے لیکن وہ مسیح موعود کو جھٹلانے کی تو کوشش نہ کریں اور اس کی ہتک کے لئے تو ہاتھ نہ اٹھائیں وہ تو کہتا ہے کہ مجھے جس قدر امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی اس کے مقابلہ میں بعض نبیوں

کی پیشگوئیاں کوئی نسبت ہی نہیں رکھتیں اور وہ تو اپنے الہامات کل دنیا کے لئے بتاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی بڑا واقعہ نہیں ہؤا کہ اس کی خبر اس نے پہلے نہ دی تھی مگر ضد اور تعصب انسان کو ایسا اندھا کر دیتا ہے کہ آج احمدیوں کے روپیہ سے ایسے رسالے شائع کئے جاتے ہیں جن میں مسیح موعود کو جھوٹا قرار دیا جاتا ہے اور وہ شخص جو کہتا ہے کہ میرے معجزات کے مقابلہ میں بعض پہلے انبیاء کے معجزات کی کوئی نسبت ہی نہیں اور یہ کہ اس کے نشانات کو اگر ہزار نبیوں پر تقسیم کیا جائے تو ان کی نبوت بھی اس سے ثابت ہو جاتی ہے۔ اس کے الہامات کو نہایت حقارت سے "چند" کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے اور وہ جو اس بات کا مدعی تھا کہ میرے لئے خدا تعالیٰ نے کل دنیا میں نشانات دکھائے اور دکھاتا رہے گا اس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے الہامات صرف اس کی ذات یا اس کے رشتہ داروں یا بعض اشخاص و حوادث کی نسبت تھے۔ کیا اس سے بڑھ کر اور کوئی ہتک ہو گی۔ پریس ایکٹ اس سے زیادہ شاید کچھ اور لکھنے کی بھی اجازت نہ دیتا ہو گا۔ کیا اگر خدا کا خوف نہ تھا تو اس قدر بھی شرم نہ آئی کہ آخر یہ رسالہ احمدیوں کے خرچ پر چھپے گا۔ انہی کے روپیہ سے انہی کے ہادی اور پیشوا کی نسبت حقارت کے الفاظ لکھ کر شائع کرنا کس شرافت کے ماتحت جائز ہو سکتا ہے۔ خدا کے لئے یہ تو خیال کیا ہوتا کہ مسیح موعود گو میرے بھی والد ہیں لیکن ایک لحاظ سے تو تم لوگوں کے بھی والد ہیں۔ عبدالحکیم نے بھی تو یہی باتیں کہی تھیں جن پر اسے جماعت سے خارج کر دیا گیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کا خوف کرو تا اِنِّیْ مُھِیْنٌ کے ماتحت پکڑے نہ جاؤ۔ اور اسی دنیا میں عذاب الٰہی کا مزہ نہ چکھو۔ تم بے شک کہو کہ ہم فتووں سے نہیں ڈرتے اور میرے فتووں سے بے شک نہ ڈرو لیکن خدا کے فتووں سے تو خوف کرو یہ تو نہ ہو کہ غیر احمدیوں کی طرح مسیح موعود کے الہامات کی بھی ہتک کرو یاد رکھو کہ اگر تم بعض لوگ مسیح موعود کی محبت دل سے نکال چکے ہو تو لاکھوں آدمی اس پر اپنی جان قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں اور خود تمہارے ساتھیوں میں سے بہت ایسے ہیں جو دل سے مسیح موعود کے عاشق ہیں۔ پس اس کی ہتک کر کے ہمارے دل مت دکھاؤ کہ دکھے ہوئے دل کی آواز عرش عظیم کو بھی ہلا دیتی ہے اور خدا تعالیٰ کا غضب دل دکھانے والے پر بھڑک اٹھتا ہے کیا ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ایسے ہی رنگ سے خاتم النبیّن ثابت کیا جائے جس سے مسیح موعود کو جھوٹا قرار دیا جائے اور اس کے ہزاروں نشانات اور ہزاروں الہامات و کشوف کو چند کے نام سے یاد کیا جائے جن میں سے ایک بڑی تعداد تین جلدوں میں شائع بھی ہو چکی ہے اور ہزاروں الہامات ہیں جو شائع نہیں ہوئے اور پھر اس کا ہر الہام اپنے اندر ایک خارق عادت عظمت رکھتا ہے،

مسئلہ نبوت کے متعلق ایک فیصلہ کن دلیل

میں تتمہ حقیقۃ النبوۃ بھی لکھ چکا تھا کہ ایک دوست نے پیغام لاہور کا ایک پرچہ نمبر ۸۳ جلد ۲ مورخہ ۱۲؍ جنوری ۱۹۱۵ء مجھے دکھایا جس میں "مسئلہ نبوت کے متعلق ایک فیصلہ کن دلیل" کی سرخی کے نیچے بڑے زور سے یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو اپنی بات بلا دلیل منوائے۔ چنانچہ لکھا ہے "پس یہ فرق یاد رکھو کہ ایک نبوت کا کام ہوتا ہے اور دوسرا انعام۔ کام یہ ہے کہ اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے حکم پاکر لوگوں کو پہنچاتا ہے اور بلا کسی دلیل کے اس حکم کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کے لئے کہتا ہے ایسا شخص حقیقی اور مستقل ہوتا ہے لیکن جس کا حکم بغیر کسی ۶۵ اور دلیل کے واجب التعمیل نہیں وہ حقیقی معنوں میں نبی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر مرزا صاحب وفات مسیح کی بابت خدا سے علم پاکر بغیر کسی اور دلیل کے ہمیں منواتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ حقیقی اور مستقل نبی ہیں لیکن جبکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا اور باوجود خدا سے علم حاصل کرنے کے اس پر عالمانہ بحث اور جرح و قدح کی ہے اور پھر قرآن سے دلائل دے کر ہمیں منوایا ہے تو اس صورت وہ حقیقی نبی نہیں ہو سکتے"۔ میں تو اس مضمون پر جس قدر غور کرتا ہوں حیرت و تعجب زیادہ ہی زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اول تو حیران ہوں کہ بلا دلیل منوانے کا مطلب کیا ہے کیا نبی ہر اس شخص کو کہتے ہیں جس کی بات بلا دلیل ہو یا یہ کہ نبی اسی کو کہتے ہیں جو لوگوں سے بلا دلیل بات منوائے؟ اگر اس بات کو درست مان لیا جائے تو اول تو نبیوں سے زیادہ قابل رحم جماعت دنیا میں کوئی نہیں رہتی کہ وہ جو بات کہتے ہیں بلا دلیل کہتے ہیں کیونکہ دلیل کا نام آیا اور نبوت باطل ہو گئی۔ دوم اس دلیل سے عیسائیوں کی خوب چڑھ بنے گی وہ آگے ہی اپنی بے سروپا باتوں کے لئے یہی دلیل دیا کرتے ہیں کہ انجیل میں یونہی آیا ہے تم لوگ مان لو خدا کے نوشتوں میں ایسا لکھا ہے قبول کرو جب کہا جائے کہ آپ لوگوں پر حجت ہے نہ ہم پر۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ نہیں خدا کا کلام ہے سب پر حجت ہے پس اس دلیل سے تو ان کی بات ثابت ہے۔ کیونکہ نبی کے لئے شرط ہے کہ اس کی باتیں بلا دلیل ہوا کریں اور دلیل نہ دیا کرے صرف اس قدر کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کہا ہے اسے مان لو تیسرے یہ نقص آتا ہے کہ قرآن کریم کی اور آنحضرت ﷺ کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ قرآن کریم

میں تو ہم کوئی ایسا حکم نہیں دیکھتے جو بلا دلیل ہو قرآن کریم تو شروع سے لے کر آخر تک دلائل کا مجموعہ ہے اور سب دعووں کے ساتھ دلیل دیتا ہے۔ سب احکام کے ساتھ ان کی حکمتیں بیان کرتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا وجود ہم سے منواتا ہے تو اس کے لئے زبردست دلائل پیش کرتا ہے۔ وہ ملائکہ کا وجود ہم سے منواتا ہے تو اس کے لئے زبردست دلائل ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ کتابوں کا وجود ہم سے منواتا ہے تو اس کے لئے دلائل دیتا ہے رسولوں کو منواتا ہے تو اس کے لئے دلائل دیتا ہے۔ قیامت پر ایمان لانے کے لئے کہتا ہے تو اس کے لئے دلائل دیتا ہے غرض وہ کونسی بات ہے جس کے ماننے کا قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے اور اس کے لئے دلائل نہیں دیتا۔ حضرت مسیح موعود نے تو مباحثہ آتھم میں یہ شرط پیش کی تھی کہ سچی کتاب وہی ہو سکتی ہے جو دعویٰ بھی خود کرے اور دلیل بھی خود دے۔ شکر ہے کہ وہ مولوی صاحب جنہوں نے نبی کی مذکورہ بالا تعریف ایجاد کی ہے اس وقت نہ تھے ورنہ پادری صاحب کی بڑے زور سے تائید کرتے اور حضرت مسیح موعود سے کہتے کہ جناب اگر دلیل کا نام درمیان میں آئے تو رسول کی رسالت باطل ہو جاتی ہے آپ کیوں ایسا مطالبہ کرتے ہیں جس سے بجائے صداقت ثابت ہونے کے رسالت باطل ہو جاتی ہے۔ افسوس کہ مولوی صاحب نے قرآن کریم پر بھی غور نہ کیا کہ وہ تو ہر ایک بات بادلائل منواتا ہے نہ کہ بے دلیل۔ اگر کہو کہ ہم نے تو لفظ حکم کا رکھا ہے عقائد کا تو یہاں ذکر ہی نہیں بلکہ صرف اعمال کا ذکر ہے تو میں کہتا ہوں کہ آپ نے مثال تو وفات مسیح کی دی ہے کیا وفات مسیح بھی کوئی کام ہے جس کا حکم مسیح موعود نے دیا ہے لیکن احکام کو بھی لو تو ان میں بھی دلائل ساتھ ہیں نماز' زکوٰۃ' روزہ' حج سب احکام کے قرآن کریم نے دلائل دیئے ہیں اور ان کی خوبیاں بیان کی ہیں اگر کہو نہیں ہمارا یہ مطلب ہے کہ الہام الٰہی میں تو بے شک دلیل ہو لیکن وہ نبی کوئی دلیل نہ دے تو یہ خود ایک دعویٰ ہوگا جس کا ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اور چونکہ مولوی صاحب نبی نہیں ہیں اس لئے خود اپنے عقیدہ کے مطابق انہیں یہ دعویٰ قرآن کریم سے ثابت کرنا ہوگا کہ نبی وہی ہوتا ہے جو اپنے الہام کے علاوہ کوئی دلیل نہ دے۔ لیکن پھر یہ مشکل پیش آئے گی کہ رسول اللہ ﷺ کے کلام میں بیسیوں امور کے متعلق دلائل موجود ہیں اب تو تحریر کا زمانہ ہے اس لئے مسیح موعود کی سب کتابیں موجود ہیں پہلے نبی بھی خاموش نہ رہتے تھے مگر ان کی باتیں محفوظ نہیں لیکن جس قدر ہیں ان سے دلائل کا پتہ چلتا ہے۔ احادیث میں بکثرت دلائل موجود ہیں۔ انجیل کو ہی دیکھ لو۔ اس میں حضرت مسیح کی طرف دلائل منسوب ہیں پھر میں کہتا ہوں دوسری کتب کی ضرورت نہیں خود قرآن کریم میں

حضرت ابراہیمؑ کے مباحثات درج ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے مباحثات درج ہیں۔ حضرت نوح کے مباحثات درج ہیں اور سب میں دلائل مذکور ہیں پس ان کی نبوت کا بھی انکار کر دینا چاہئے۔ افسوس کہ اس جگہ گنجائش نہیں ورنہ قرآن کریم میں پہلے انبیاء کے جو مباحثات درج ہوئے ہیں ان میں سے بعض کی تشریح کر کے بتاتا کہ وہ کیسے بادلائل ہیں مگر تیسرے ہی پارہ میں حضرت ابراہیمؑ اور ایک بادشاہ کا مباحثہ درج ہے اسے دیکھو کہ وہ بادلائل ہے یا نہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود پر کیا الزام ہے کہ وہ دلیل کیوں دیتے ہیں؟ یہ تو سخت مشکل پیدا ہو گئی کہ مخالف تو اعتراض کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب دلیل نہیں دیتے اس لئے صادق نہیں۔ اب کچھ اپنے لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ چونکہ دلیل دیتے ہیں اس لئے آپ کی نبوت ثابت نہیں اگر کہو کہ پہلی کتابوں کے حوالوں سے کوئی بات ثابت نہیں کرنی چاہئے اور حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے قرآن کریم کو پیش کرتے رہے ہیں تو اس کا یہ جواب ہے کہ انجیل میں بھی پہلے نبیوں کی کتابوں سے دلیل لی گئی ہے اور قرآن کریم نے بھی وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰى (الاحقاف: ۱۳) کہہ کر حضرت موسیٰ کو اپنا گواہ پیش کیا ہے اور يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (الاعراف: ۱۵۸) کہہ کر دونوں کتابوں کو اپنا گواہ بنایا ہے اور اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ (محمد: ۱۵) سے رسول اللہ کے دعویٰ کو بادلیل ثابت کیا ہے غرض کہ یہ ایک ایسا لغو دعویٰ کیا گیا ہے جس کا ثبوت نہ قرآن کریم سے نہ حدیث سے مل ہی نہیں سکتا اور نہ عقل اسے باور کرتی ہے چونکہ کاپی کے صرف دو صفحات خالی تھے اس لئے میں نے اختصار سے کام لیا ہے اور زیادہ لکھنے میں دیر کا خطرہ ہے ورنہ میں اس پر اور مفصل لکھتا۔ شاید اللہ تعالیٰ پھر موقعہ دے دے۔ اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں سمجھتے۔ وہ نبی کی جو تعریف کرتے ہیں اور جس کو وہ قرآن کریم سے ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ اسی کو انہوں نے دوسرے لفظوں میں بدل کر دلیل کے طور پر پیش کر دیا ہے اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی مدعی اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے خود ہی گواہ بن جائے اور یہ سزا ملی ہے ان کو رسول اللہ ﷺ کی باتوں کو بے دلیل کہنے کی۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

۱۔ میں اپنے مضمون کا اکثر حصہ ختم کر چکا تھا کہ سولہ تاریخ کو مجھے وہ رسالہ ڈاک میں مل گیا گو کافی دیر کے بعد۔منہ

۲۔ اس نشان کردہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اس جگہ اپنی فضیلت کسی اور معاملہ میں بیان نہیں فرماتے بلکہ نبی اور حکم ہونے کے لحاظ سے اپنی فضیلت کا ذکر فرماتے ہیں کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اسے ثابت کرنا چاہئے کہ آنے والا مسیح نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم۔جس سے معلوم ہؤا۔کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ پہلا مسیح نبی تھا۔اور حضرت مسیح موعودؑ نبی نہ تھے بلکہ اسی طرح آپ کا نام نبی رکھ دیا گیا تھا جیسے آدمی کو شیر کہہ دیں۔وہ جھوٹا ہے۔مرزا محمود احمد۔

۳۔ اس جگہ کوئی اس بات سے دھوکا نہ کھائے کہ حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے دو چار ورق باقی ہیں اور جس حوالہ پر بحث ہے وہ آخری دو ورق کے اندر ہے کیونکہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں حضرت مسیح موعود نے کتاب کے شائع کرنے کے وقت صرف ایک صفحہ زائد لکھا ہے اور جبکہ حضرت مسیح موعود خود اس عقیدہ کو جو اس حوالہ میں درج ہے منسوخ قرار دے چکے ہیں۔ان کتابوں سے جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئیں تو صاف ثابت ہے کہ یہ حوالہ پہلے کا لکھا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب کو ختم کرنے کے لئے صرف ایک صفحہ اور لکھ کر شائع کرنے کی اجازت دی اور حضرت مسیح موعود کی بات کی تصدیق شہادت نمبر ۱ ’۶‘ سے بھی ہوتی ہے۔

۴۔ یعنی اپنی طرف سے جھوٹے الہام بنا کر خدا کی طرف سے اپنے مأمور ہونے کا دعویٰ کرتا۔منہ

۵۔ شرط سے مراد اس وقت ہماری اجزائے فصل ہیں شرط کا لفظ اس لئے اس جگہ استعمال کیا گیا ہے تا عوام سمجھ سکیں۔اسی طرح خصوصیت و خصوصیات سے خاصہ غیر شاملہ مراد ہوگی۔منہ

۶۔ اس تحریر سے یہ دھوکا نہیں کھانا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود نبی اور محدث کو ہم معنے خیال کرتے ہیں کیونکہ یہاں محدث کا لفظ اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ ہر ایک نبی محدث بھی ہوتا ہے ورنہ محدث اور نبی ایک نہیں ہیں جیسا کہ حضرت اقدس نے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے" مرزا محمود احمد

۷۔ اس جگہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نبی کے لئے لغت کے لحاظ سے بھی اور قرآن کریم کے لحاظ سے بھی کثرت اطلاع بر امور غیبیہ شرط ہے کیونکہ یہ صیغہ مبالغہ کا ہے لیکن جب لفظ نبوت بولیں تو اس کے دو معنے ہوں گے ایک تو اس لفظ کے معنے نبی کے مفہوم کو علیحدہ کر کے ہوں گے اور وہ صرف خبر دینے کے ہیں اور دوسرے معنے اس کے نبوت انبیاء کے لحاظ سے ہوں گے اس وقت اس کے معنوں میں کثرت کی شرط پائی جائے گی پس ایک شخص جو ایک زبردست خبر دے اس کی خبر کو یا رؤیا کو نبوت کہہ سکیں گے لیکن وہ نبی کا نام پانے کا مستحق نہ ہوگا جب تک اس کے الہامات میں کثرت سے غیب کی خبریں نہ ہوں اور وہ اہم امور کی نسبت نہ ہوں مرزا محمود احمد (دیکھو حوالہ نمبر ۸ جو آگے آتا ہے)

۸۔ اس بات کی تائید میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی کا یہ حوالہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے "مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" اس سے ظاہر ہے کہ نبی کا خطاب اللہ تعالیٰ ہی دے تو دے ورنہ آدمی کا حق نہیں کہ آپ ہی نبی بن جائے یا کسی دوسرے کو نبی کا خطاب دے دے جیسا کہ بعض لوگ سید عبد القادر جیلانیؒ اور امام حسینؓ کو نبی کہتے ہیں ایسے لوگ ایک طور پر خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو کام خدا کا ہے اسے اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں تعجب ہے کہ جن لوگوں نے دعوائے نبوت کیا بھی نہیں ان کو تو نبی بنایا جاتا ہے اور جس کا نام خدا اور رسول نبیؐ رکھتے ہیں جو اپنا نام آپ نبی رکھتا ہے اس کی نبوت کی سو سو تاویلیں کی جاتی ہیں اور دوسروں کو اس کے ساتھ شامل کر کے اس کی نبوت کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے العجب العجب العجب۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمانا بھی قابل غور ہے "انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں **خدا کے حکم کے مطابق نبی** ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا" اس سے بھی ظاہر ہے کہ نبی وہی ہے جس کا نام خدا ہی رکھے اور اس کے حکم سے وہ اپنی نبوت کا اعلان کرے نہ کہ ہر کس و ناکس اٹھ کر جسے چاہے نبی کا خطاب دے دے خان بہادر کا خطاب تو گورنمنٹ کے سوا کوئی نہ دے سکے لیکن نبی جو چاہے کسی کو بنا دے۔

۹۔ اس جگہ کسی کو یہ خیال پیدا نہ ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں "یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۴ حاشیہ) اور یہ اس حوالہ کے خلاف ہے کیونکہ اس جگہ حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ بلا واسطہ نبوت پانے والا ہی نبی کہلاتا ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ میری نبوت اس قسم نبوت سے نہیں جو پہلے انبیاء کو بلا واسطہ ملتی تھی اور قسم کے بدلنے سے نبوت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ جیسا کہ میں

اوپر لکھ آیا ہوں اس سے نبوت میں اتنا ہی فرق پڑتا ہے جس قدر کسی آدمی کو سید یا پٹھان کہہ دینے سے اس کی آدمیت میں۔ منہ

۱۰ اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ در حقیقت آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ میں ان تینوں شرائط کا مفہوم آجاتا ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہیں اور ان تینوں شرطوں کو ایک ہی شرط بھی قرار دے سکتے ہیں لیکن چونکہ ہر ایک شخص کی سمجھ ایسی تیز نہیں ہوتی کہ وہ خود باریک باتوں کا استخراج کر لے اس لئے میں نے ہر شخص کے سمجھانے کے لئے تینوں باتوں کو الگ الگ بیان کر دیا ہے تا ہر شخص کو سمجھنے میں دقت نہ ہو ورنہ لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کی آیت میں غلبہ علی الغیب کے معنے ہی یہ قرار دیئے ہیں کہ وہ اخبار انذار و تبشیر اپنے اندر رکھتے ہوں اور آیت اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ درحقیقت کوئی الگ شرط نہیں لگاتی بلکہ اسی آیت کی تفسیر ہے اور نبی کا نام خدا کی طرف سے رکھا جانا بھی اسی آیت سے ثابت ہے کیونکہ غیر نبی پر تو اللہ تعالیٰ کثرت سے غیب ظاہر کرتا ہی نہیں جیسا کہ آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہے اور جبکہ اللہ تعالیٰ رسول کو رُسُلہ میں اپنی طرف نسبت دیتا ہے تو یہ بات ثابت ہے کہ نام بھی وہ خود ہی رکھتا ہے ورنہ دوسرے اشخاص کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں شخص اب اس درجہ کو پہنچ گیا پس کثرت سے اظہار امور غیبیہ کا ہونا ایک ایسی شرط ہے جو درحقیقت ایک ہی شرط نبوت ہے اور دوسری دونوں شرطیں اسی کی تشریح ہیں گو قرآن کریم سے صاف طور پر ثابت ہیں اور ہم نے ان کو الگ اس لئے بیان کیا ہے تا ہر شخص کی نظر تلے رہیں ورنہ خطرہ تھا کہ بعض لوگ انہیں نظرانداز کر کے ٹھوکر کھاتے۔ منہ

لے حضرت مسیح موعود نے بعد میں خود محدث کے نام کو ترک کر دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹)

اسی طرح فرمایا ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی کے نام پانے کا مستحق نہیں گزرا حالانکہ محدث گزرے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ حضور نے آئندہ اپنے آپ کو محدث سے بڑے درجہ والا قرار دیا ہے۔ محمود احمد۔

۱۲ جزئی نبوت کا لفظ بھی حضرت نے ۱۹۰۰ء کے بعد سے ترک کر دیا ہے محمود احمد۔

۱۳ اس حوالہ سے بھی یہی ظاہر ہے کہ آپ نے شریعت والی نبوت کا انکار کیا ہے مرزا محمود احمد

۱۴ اس حوالہ سے بھی ظاہر ہے کہ نبوت کی بعض اقسام کے بند ہونے کا حضرت مسیح موعود ذکر فرماتے ہیں نہ کہ نبوت بند ہونے کا کیونکہ خود فرماتے ہیں کہ مگر ایک قسم کی نبوت بند نہیں۔

۱۵ اس عبارت کا بھی یہی مطلب ہے کہ حضرت کی نبوت سے مراد کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانا ہے۔ مرزا محمود احمد

۱۶ اس عبارت کو دیکھ کر غور کر لو کہ حوالے دینے میں مولوی صاحب نے کس دیانت سے کام لیا ہے وہ عبارت چھوڑ ہی گئے ہیں جس میں حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ اس کثرت مکالمہ کا نام خدا تعالیٰ کی اصطلاح میں نبوت ہے۔

۱۷ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست نہیں ملی۔ نہ یہ کہ نبوت ہی نہیں ملی۔

۱۸ امتی نبی کے معنے آگے بتائے جائیں گے۔ مرزا محمود احمد

۱۹ ظلی نبی کے معنے بھی آگے بتائے جائیں گے

۲۰ اس حوالہ سے بھی صرف یہ مطلب نکلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کی قسم کثرت مکالمہ والی ہے نہ کہ شریعت لانے والی نبوت مرزا محمود احمد۔

۲۱ اس حوالہ کا بھی یہی مطلب ہے کہ حضرت صاحب شریعت نہیں لائے کیونکہ حقیقی نبوت کے معنے خود آپ نے شریعت والی نبوت کئے ہیں۔ مجازی نبوت کی تشریح آگے پوری طرح آجائے گی انشاء اللہ۔

۲۲ اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح موعود ایک لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے بروز تھے اور ایک لحاظ سے آپ کے باغ کے ایک پھل تھے آنحضرت ﷺ کی امت میں لاکھوں آدمی گزرے ہیں جو نہایت نیک تھے پس تعداد کے لحاظ سے آپ باغ میں سے ایک پھل ہی تھے اور بارش میں سے ایک قطرہ اس سے یہ نتیجہ کس طرح نکلا کہ آپ نبی نہ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نبوت کے مکان کی آخری اینٹ ہوں تو کیا اس سے ثابت ہوا کہ آپ چونکہ ایک اینٹ تھے اس لئے نبی نہ تھے۔ درجہ کے لحاظ سے آپ نبوت کے مکان میں جس قدر اینٹیں تھیں سب سے افضل اور اعلیٰ تھے۔ اور سب کے جامع تھے۔ لیکن تعداد کے لحاظ سے آپ ہزاروں لاکھوں میں سے ایک تھے۔ اسی طرح درجہ کے لحاظ سے مسیح موعود آنحضرت ﷺ کے بروز کامل تھے۔ مگر اس لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے طفیل کروڑوں آدمی اولیاء اللہ ہو گئے آپ ان کے باغ کے ایک پھل اور بارش سے ایک قطرہ تھے۔ مرزا محمود احمد۔

۲۳ اس کا جواب کہ صرف مسیح موعود نبی تھے یا اور بھی افراد ایسے گزرے ہیں آگے آئے گا انشاء اللہ مگر اس حوالہ سے بھی صرف یہ ظاہر

ہوتا ہے کہ آپ صرف نبی نہ تھے بلکہ امتی بھی تھے اور اس بات کے ہم مقر ہیں امتی ہونے سے یہ کیونکر ثابت ہُوا کہ آپ نبی نہیں۔ مرزا محمود احمد

۲۴ء اس حوالہ میں بھی نام نبوت اور نبی ہونے سے انکار کیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے کثرت سے غیب کی اطلاع نہیں دی جاتی یا یہ کہ خدا نے میرا نام نبی نہیں رکھا اور اوپر کے الزامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس الزام کی تردید کرتے ہیں کہ میں کوئی نیا مذہب نہیں لایا کیونکہ ان الزامات میں ملائکہ کا انکار جبریل کا انکار اور بہشت و دوزخ کا انکار بھی شامل ہے نبوت کے انکار سے کیا مطلب ہے اس کا بیان آگے مذکور ہوگا مرزا محمود احمد

۲۵ء اس حوالہ سے بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کے معنے ہی حضرت مسیح موعود یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر تمام کمالات ختم ہوگئے اور آپ کے بعد اب کوئی شخص کسی قسم کا کمال حاصل نہیں کر سکتا جب تک آپ سے ظلّی طور پر اسے حاصل نہ کرے۔ جو لوگ ظلّی کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ صرف نام اور کچھ نہیں جیسے یہ کہتے ہیں کہ ظلّی نبی سے یہ مطلب نہیں کہ نبی ہو گئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ کا نام نبی رکھ دیا گیا وہ اس حوالہ پر غور کریں اس جگہ حضرت مسیح موعود نے کل کمالات نبوت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ ظلّی طور پر حاصل ہوتے ہیں اگر ظلّی کے معنے وہی کئے جائیں جو یہ لوگ کرتے ہیں تو پھر اس کا یہ مطلب ہوگا کہ الہام اور رؤیا اور کشوف در حقیقت اولیاء کو کوئی نہیں ہوتے صرف الہام اور رؤیا اور کشوف ان کا نام رکھ دیا جاتا ہے کیونکہ الہام اور رؤیا تو بہت بڑے کمالات نبوت میں سے ہیں پس یہ اب کسی کو نہیں مل سکتے حضرت صاحب کی تحریر کے مطابق تو اب یہ کمال بھی ظلّی طور پر پیدا ہو سکتا ہے اور جو معنے ظلّی نبی کے کئے جاتے ہیں ان کے رو سے ظلّی شئے کوئی حقیقت نہیں رکھتی پس جب الہامات بھی ظلّی ثابت ہوگئے تو الہامات سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور کہنا پڑے گا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود نبی نہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو ظلّی نبی کہتے ہیں اسی طرح ان کے الہام در حقیقت الہام نہیں کیونکہ وہ ہر کمال نبوت کو ظلّی کہتے ہیں اور الہامات اعلیٰ ترین کمال نبوت ہیں اور اس طرح حضرت مسیح موعود اور ان سے پہلے سب بزرگوں کو ان کے رتبہ اور درجہ سے جواب دینا پڑے گا پھر میں کہتا ہوں کہ آپ کی مسیحیت اور مہدویت بھی تو ظلّی ہے پس چاہئے کہ جس طرح نبی کہنا جائز نہیں سمجھتے مسیح بھی نہ کہا کریں اور مہدی بھی نہ کہا کریں کیونکہ حضرت مسیح موعود تو تمام کمالات نبوت کو ظلّی قرار دیتے ہیں اور مسیحیت سے مراد وہ کمالات ہیں جو حضرت مسیح میں تھے جو نبی تھے اور مہدویت سے مراد وہ کمالات ہیں جو مہدی اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں تھے پس آپ کو نہ مسیح کہنا چاہئے اور نہ مہدی کیونکہ آپ کو جو کچھ ملا ظلّی طور سے ملا لیکن یہ خیال باطل ہے ظلّی کے معنے صرف یہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے جو کچھ پایا آنحضرت ﷺ سے پایا نہ یہ کہ آپ نہ نبی کہلا سکتے ہیں نہ مسیح نہ مہدی آپ نبی بھی تھے اور مہدی بھی تھے اور یہ سب مدارج آپ کے ظلّی تھے یعنی آنحضرت ﷺ کی معرفت اور آپ کے عکس کو اخذ کرکے پائے اور جو اس کے خلاف سمجھتا ہے وہ حق پر نہیں۔ مرزا محمود احمد۔

۲۶ء اس نکتہ کو خوب یاد رکھو کہ اس اشتہار میں حضرت صاحب نے اپنے ناقص نبی ہونے کی بھی تاویل فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لفظ بھی صرف سادگی سے لکھا گیا ہے اور پھر لکھتے ہیں کہ میری مراد نبی سے صرف محدث ہے جہاں نبی کا لفظ لکھا جا چکا ہے اس کی جگہ محدث لکھ لیں اور اس کی دلیل میں یہ حدیث پیش فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں کئی لوگ ایسے گزرے ہیں کہ ان کو الہام ہوتا تھا مگر وہ نبی نہیں تھے لیکن یاد رہے کہ یہاں صرف کلام الٰہی لکھا ہے اور یہ نہیں لکھا کہ ان کو کثرت سے الہام ہوتے تھے جو اخبار غیب پر مشتمل تھے اور نبی ہونے کے لئے کثرت شرط ہے اس لئے وہ لوگ باوجود ملہم ہونے کے نبی نہیں کہلائے جیسا کہ آج کل کئی ایسے شخص ہیں جن کو الہام ہوتے ہیں لیکن چونکہ ان کے الہاموں میں کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی اس لئے نبی نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود نے اس جگہ یہ لکھا ہے کہ میں نبی نہیں محدث ہوں اور نبی سے میری مراد صرف محدث ہے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ مجھے کثرت سے غیب نہیں بتلایا جاتا پس آپ نبوت کی شرائط سے اس وقت بھی انکار نہیں کرتے باقی رہا یہ کہ آپ نے اپنے آپ کو بجائے رسول و نبی کے محدث کیوں کہا اس کا جواب مفصل آگے آئے گا۔ مرزا محمود احمد

۲۷ء اس کا مطلب بھی آگے چل کر بیان ہوگا مگر یاد رہے کہ اس جگہ بھی حضرت مسیح موعود نے کیفیت نبوت کی تفصیل سے انکار نہیں کیا یعنی یہ نہیں کہا کہ مجھے اظہار علی الغیب کا رتبہ حاصل نہیں۔ مرزا محمود احمد

۲۸ء اس حوالہ سے صاف ثابت ہے کہ آپ اس نبوت کا انکار کرتے ہیں جس سے قرآن شریف کو منسوخ قرار دیا جائے اور نئی شریعت آئے۔ مرزا محمود احمد

۲۹ء اس عبارت میں بھی ایسی نبوت کا انکار کیا گیا ہے جس میں عقائد اسلام سے منہ پھیر لیا جائے نہ کہ کسی اور نبوت کا لیکن اگر اسی کو تسلیم کر لیا جائے کہ ہر ایک نبوت کے آنے کا انکار کیا گیا ہے تو بھی اس کی تشریح آگے آجائے گی ہاں یہ یاد رہے کہ اس عبارت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ پر کثرت سے غیب ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ مرزا محمود احمد۔

۳۰۔ اس عبارت میں بھی وہی بات دہرائی گئی ہے کہ ان کے درجہ کا نام محدث ہے نہ نبی اور یہ کہ آپ بہت سے محدثوں میں سے ایک محدث ہیں اس امت میں کوئی نبی نہ آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔ لیکن اس جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ آپ کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع نہیں دی جاتی۔ اور باقی باتوں کا جواب آگے مفصل آئے گا۔ مرزا محمود احمد

۳۱۔ اس جگہ بھی گو فرمایا ہے کہ میں نبی نہیں رسول نہیں لیکن یہ انکار نہیں کیا آپ کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ حاصل نہ تھا بلکہ فرماتے ہیں کہ رسولوں کی مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور نام نبی کے انکار کی وجہ آگے بتائی جائے گی۔ مرزا محمود احمد۔

۳۲۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ نے انبیاء کے انعامات پانے کا دعویٰ کیا ہے۔ گویا اس کے نام بدلے ہیں اور اسؑ کی وجہ آگے مذکور رہو گی۔ مرزا محمود احمد۔

۳۳۔ اس حوالہ سے بھی ظاہر ہے کہ آپ ایسا نبی ہونے سے منکر ہیں جو قرآن شریف کو چھوڑ کر اور شریعت لائے۔ مرزا محمود احمد۔

۳۴۔ نوٹ۔ ایسے لفظ نہ اب سے بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الٰہیہ میری نسبت پاؤ گے۔ منہ (حضرت مسیح موعود)

۳۵۔ اس عبارت سے پہلی سب تحریر حل ہو گئی اور وہ یہ کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ نبی سے مراد وہ نبی ہے جو آپ براہ راست نبی بن جائے اور آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر کوئی الگ دین بنائے اور ہم حضرت مسیح موعود کو ایسا نبی ہرگز نہیں مانتے مرزا محمود احمد۔

۳۶۔ اس جگہ بھی حضرت مسیح موعود نے یہ انکار کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہیں آسکتا نبی کا لفظ صرف ایک معمولی محاورہ ہے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ مجھے امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع نہیں دی جاتی جو صرف رسولوں کو ملتی ہے نبی کے لفظ سے انکار کی تشریح آگے کی جائے گی۔ مرزا محمود احمد

۳۷۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو لغوی معنوں میں نبی قرار دیتے ہیں اور میں بتا آیا ہوں کہ لغوی معنے نبی کے وہی ہیں جو قرآن کریم نے نبی کے کئے ہیں۔ پس آپ کی نبوۃ ثابت ہے ہاں یہ جو فرمایا کہ اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں اس کا مطلب آگے بیان کیا جائے گا۔ مرزا محمود احمد۔

۳۸۔ اس حوالہ سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لانبی بعدہ کے آپ یہ معنے نہیں کرتے کہ نبی ہو گا ہی نہیں بلکہ یہ کہ وہی نبی ہو گا جو آپ کے فیض سے نبی بنا اور آپ کے وعدہ نے اسے ظاہر کیا۔

۳۹۔ دیکھو اس جگہ اس نبی سے اولیاء کو علیحدہ کیا ہے کہ ایک تو وہ نبی ہے جو آپ کے فیض سے نبی ہوا اور جس کی بابت آپ کی پیشگوئی تھی کہ وہ نبی اللہ ہو گا۔ اور ایک اولیاء ہیں کہ ان کو بھی مکالمات و مخاطبات سے حصہ ملتا ہے لیکن اولیاء کے لئے کثرت کی شرط نہیں لگائی صرف مکالمات و مخاطبات فرمایا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ بعض جگہ حضرت مسیح موعود نے اپنی نسبت بھی کثرت کا لفظ ترک کر دیا ہے سو کیوں نہ خیال کیا جاوے کہ اس جگہ بھی کثرت مراد ہے گو لفظ کثرت کا ترک کر دیا ہے تو یاد رہے کہ بے شک حضرت مسیح موعود اپنی نسبت بھی بعض جگہ کثرت مکالمہ کی بجائے مکالمہ کا لفظ استعمال کر جاتے ہیں لیکن جبکہ دوسری جگہوں میں آپ نے اپنے مکالمہ کے ساتھ کثرت اور امور غیبیہ کی خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ تو اگر بعض جگہ آپ ان الفاظ کو ترک کر دیں تو بھی ہمیں ان کا وہی مفہوم سمجھنا پڑے گا۔ لیکن دیگر اولیاء کے ساتھ آپ نے کثرت مکالمہ اور کثرت سے امور غیبیہ کے اظہار کی شرط نہیں بیان فرمائی۔ پس اس جگہ کثرت کا مفہوم نہیں نکال سکتے اور اس حوالہ سے دو الگ چیزیں ثابت ہیں ایک نبوت کا وجود جو فیض محمدیؐ سے حاصل ہونے والی تھی اور ایک ولایت کا وجود جو وہ بھی فیض محمدی سے حاصل ہوتا ہے لیکن اس کے لئے کثرت مکالمات شرط نہیں اور جو لوگ ان اولیاء کو بھی نبیوں کے گروہ میں شامل کریں جن کی نسبت قرآن کریم میں اظہار علی الغیب کی شرط لگی ہوئی ہے وہ یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود نے ان کی نسبت شیطان کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ مرزا محمود احمد۔

۴۰۔ ختم نبوت کے معنی بھی اس جگہ صاف کر دیئے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ کوئی نبی آپ کے بعد نہ آئے گا بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ پر سب کمالات ختم ہو گئے۔ اور لانبی بعدی کے معنی بھی بتائے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو آپ کی امت سے باہر ہو نہ یہ کہ کوئی نبی ہو گا ہی نہیں ایک اور لطیف بات بھی اس جگہ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایسا نبی ہونا مقام غیرت نہیں جس سے آپ کی نبوت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اگر آپ غیر نبی تھے تو غیرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا غیرت کا سوال تو تبھی پیدا ہو سکتا تھا جب آپ نبی ہوتے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ غیرت کا سوال اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ گو میں نبی ہوں لیکن چونکہ آنحضرت ﷺ کے نور اور روحانیت سے نبی بنا ہوں اس لئے مقام غیرت نہیں اور یہ جواب بالکل درست ہے ایک باپ غیور ہوتا ہے اس بات پر کہ اس کا مال کوئی اور نہ سنبھال لے لیکن اپنے بیٹے کے وارث ہونے پر تو خوش ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی براہ راست نبوت پاتا

تو جائے غیرت تھی لیکن جبکہ وارث نبوۃ آنحضرت ﷺ کا ہی ایک روحانی فرزند ہؤا تو غیرت کا کیا سوال؟

۴۱ء اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ امتی نبی کا وجود ختم نبوت کی شان کو بلند کرتا ہے مرزا محمود احمد

۴۲ء اس عبارت سے ہر ایک صاحب فراست معلوم کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود جس نبوت کو بعد آنحضرت ﷺ بند فرماتے ہیں وہ در حقیقت شریعت لانے والی نبوت ہے یا جس نبوۃ سے آنحضرت ﷺ کی پیروی معطل ہو نہ کہ نبوت بند ہے۔ مرزا محمود احمد۔

۴۳ء اس عبارت پر غور کرو کیسا صاف ہے کہ آپ نے جس نبوت سے انکار کیا ہے وہ ایسی نبوت ہے جس کا ہونا قرآن کریم میں منع ہے نہ یہ کہ ہر ایک نبوت سے انکار کیا ہے۔

۴۴ء اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ صرف اس نبوت سے انکار کرتے ہیں جس میں آپ آنحضرت ﷺ کی امت سے نکل جائیں یہ نہیں فرماتے کہ میں نبی ہوں ہی نہیں۔

۴۵ء یہ عبارت نہایت صاف طور پر ایک نبی اور ایک مأمور میں فرق کر دکھاتی ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ گو اس امت کے بعض افراد ملہم ہیں لیکن نبی وہ ہوتا ہے جس پر بکثرت امور غیبیہ کا اظہار ہو اور حضرت مسیح موعود اس بات کے مدعی ہیں کہ مجھ پر امور غیبیہ کثرت سے ظاہر کئے جاتے ہیں پس آپ دوسرے مأمور ملہموں میں شامل نہیں بلکہ نبیوں میں شامل ہیں۔ مرزا محمود احمد۔

۴۶ء اس حوالہ میں بھی آپ نے نبوت کی شرائط کا اقرار کیا ہے۔

۴۷ء اس جگہ بھی صرف اس قسم کی نبوت سے انکار کیا ہے جو پہلے نبیوں کو براہ راست ملتی تھی نہ کہ نبوت سے بلکہ فرمایا ہے کہ یہ نبوت اتباع خاتم النبیین سے ملتی ہے۔

۴۸ء اس عبارت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ آپ کثرت مکالمہ کا دعویٰ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کا نام نبوت ہے ہاں جاہل لوگ اسے نبوت خیال نہیں کرتے اور اس جگہ اور لفظ رکھنا چاہتے ہیں۔

۴۹ء صاف ظاہر ہے کہ آپ نبی ہونے سے انکار نہیں کرتے بلکہ مستقل نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے نبوت براہ راست نہیں پائی بلکہ آنحضرت ﷺ کے واسطہ سے پائی ہے۔ مرزا محمود احمد۔

۵۰ء اس عبارت کا بھی مطلب ظاہر ہے کہ مستقل نبی جس نے براہ راست نبوت پائی ہو اب نہیں آسکتا اور نہ حضرت مسیح موعود کا ایسا دعویٰ تھا پس نبی کا نام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا تو یہ ایک اعزازی نام تھا۔ اور اس سے صرف یہ مراد تھی کہ درجہ نبوت کو پہنچ گئے ورنہ اس سے یہ مطلب نہ تھا کہ آپ نے براہ راست نبوت حاصل کی ہے یا یہ کہ آپ شریعت اسلام کے ناسخ ہیں اور اگر اس سے مراد یہ لی جائے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ یونہی نام رکھ دیا گیا تھا تو اس سے مشابہت بہ مسیح نہیں ثابت ہوتی کیونکہ ایک آدمی کو اگر شیر کہہ دیا جاوے تو اس سے اسے شیر سے مشابہت تو پیدا نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اس سے تو یہ مراد ہے کہ یہ شیر سے بہادری میں مشابہ ہے نہ یہ کہ شیر کہنے سے شیر کے مشابہ ہو گیا ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ اگر نبی بھی مان لو۔ پھر بھی مشابہت پیدا نہیں ہوتی کیونکہ حضرت مسیح نے براہ راست نبوت پائی تھی اور حضرت مسیح موعود نے بواسطہ آنحضرت ﷺ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص نبی ہو گیا اس کی دوسرے نبیوں سے مشابہت ہو گئی مشابہت کا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ نبوت کس طریق سے ملی ہے۔ ایک کپڑا کو دوسرے کپڑا کے مشابہ کہیں اور اس کی شکل اور اس کی صفت کے لحاظ سے اس کی مشابہت درست ہو تو ایسا کہنا درست ہوگا یہ ضروری نہیں کہ اگر ایک مشین کا بنایا ہؤا ہے تو دوسرا بھی مشین کا ہی بنایا گیا ہو۔ خواہ ہاتھ سے بنایا گیا ہو۔ یا مشین سے۔ جب شکل صورت صفت میں مشابہ ہے تو اسے مشابہ ہی کہیں گے اور یہ کبھی نہ ہوگا کہ ایک ململ کے تھان کا نام لٹھے کا تھان رکھ دیں کہ تا دوسرے لٹھے کے تھانوں سے اس کی مشابہت ہو جائے مشابہت تو تبھی ہوگی کہ جب دونوں لٹھے کے تھان ہوں ہاں اس کی ضرورت نہیں کہ وہ دونوں بنائے بھی ایک ہی طرح ہوں بعینہٖ اسی طرح ایک شخص دوسرے سے نبوت کے معاملہ میں تبھی مشابہ ہوگا جب اسے واقع میں نبی بنا دیا جائے نہ اس طرح کہ صرف اس کا نام نبی رکھ دیا جائے اور اگر واقع میں اسے نبی بنا دیا جائے تو دونوں ایک دوسرے کے مشابہ ہو جائیں گے اور یہ سوال نہ ہوگا کہ ان دونوں کو نبوت کس طریق سے ملی ہے نبوت خواہ بلا واسطہ ملے یا بالواسطہ اس سے کوئی حرج نہیں ہوتا مگر شاید کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت مسیح موعود نے تو اپنے آپ کو حضرت مسیح سے تمام شان میں افضل قرار دیا ہے پھر مشابہت کہاں رہی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود صرف مسیح موعود نہ تھے بلکہ مہدی کا عظیم الشان ظہور ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا بھی بروز تھے۔ پس مسیحیت کے لحاظ سے آپ مسیح کے مشابہ تھے لیکن آنحضرت ﷺ کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے اس سے افضل تھے اور مشابہت میں اس سے فرق نہیں آتا یہاں ایک اور شبہ بھی پیدا کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ تو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرماتے ہیں اور اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل سے مشابہ قرار دیتے ہیں اس لئے کیا پھر سب علماء نبی تھے اور انکو نبی کہنا جائز ہے کیونکہ تم نے مشابہت کے معنے یہی کئے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ

حدیث نہائت ہی مجروح ہے لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود نے اس سے استدلال فرمایا ہے اس لئے ہم اسے درست ہی سمجھتے ہیں مگر اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ انبیاء سے کس بات میں مشابہ ہیں اس لئے حضرت مسیح موعود کی مسیح سے مشابہت میں اور اس میں فرق ہے مشابہت کبھی صرف کسی خاص بات میں ہوتی ہے اور اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل میں انبیاء حفاظت دین کے لئے آتے رہے میری امت میں اللہ تعالیٰ ایسے علماء پیدا کرتا رہے گا جو اس کام کو کرتے رہیں گے لیکن ان کو پہلے انبیاء سے کامل مشابہت نہیں فرمائی اور نہ یہ فرمایا کہ وہ رسالت میں مشابہ ہوں گے جیسے فرمایا کہ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا اور اس سے پہلے اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا فرما کر بتا دیا کہ مشابہت رسالت میں ہے پس نہ تو اس حدیث میں کامل مشابہت قرار دی ہے اور نہ بتایا کہ نبوت میں مشابہت ہے لیکن مسیح موعود کو مشابہ نہیں کہا اور کاف حرف تشبیہ کا نہیں لگایا بلکہ عیسیٰ ابن مریم اور نبی کے لفظ سے یاد فرما کر کامل مشابہت ظاہر فرمائی جس کے لئے نبی ہونا ضروری ہے۔ مرزا محمود احمد۔

۵۱۔ مستقل نبوت کے معنے خود حضرت مسیح موعود نے کر دیئے ہیں کہ وہ نبوت براہ راست ملے پس اس کے معنے صرف یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جس کو براہ راست نبوت ملے۔

۵۲۔ اس سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں نبی کا ہونا آپ کے کمالات کو ثابت کرتا ہے نہ کہ باطل۔ مرزا محمود احمد

۵۳۔ لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ والی آیت کے ماتحت اپنی نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ مرزا محمود احمد۔

۵۴۔ یاد رہے کہ ممکن ہے بعض لوگ شاید دھوکا دینے کیلئے لغت کی چھوٹی چھوٹی کتاب نکال کر دکھا دیں جن میں نہایت اختصار سے معنی دیئے جاتے ہیں اور لفظ کے معنے پورے نہیں بیان کئے جاتے اور نہ کل خصوصیات بیان کی جاتی ہیں پس ان لغات کا اس معاملہ میں کوئی اعتبار نہیں بلکہ اعتبار انہی لغات کا ہو گا جو بڑی ہیں اور جن میں تفصیل سے معنے بتائے جاتے ہیں اور عربی کی سب سے بڑی لغت تاج العروس ہے اور دوسرے نمبر پر لسان العرب ہے پہلی کتاب میں تو نبی کی بالکل وہی تعریف ہے جو قرآن کریم سے ثابت ہے اور دوسری کتاب میں بھی تقریباً وہی بیان ہے سوائے اس کے کہ اس میں یہ نہیں لکھا کہ اس کا نام نبی خدا تعالیٰ رکھے لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں یہ بات تو عقل چاہتی ہے اور بغیر اس کے کوئی نبی کہلا ہی نہیں سکتا۔ محمود احمد۔

۵۵۔ محدث ہونے سے انکار کے یہ معنے ہیں کہ آپ نے اس سے بڑے درجہ پانے کا دعویٰ کیا ورنہ ہر نبی محدث بھی ہے حتّٰی کہ ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے۔ منہ

۵۶۔ ایک شخص نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو صرف یہ خصوصیت ہے کہ حدیث میں آپ کا نام نبی آیا ہے اور یہ آپ کو دوسرے اولیاء پر فضیلت ہے ورنہ ایسے نبی تو سب بزرگ تھے اس شخص کو یہ لفظ یاد رکھنے چاہئیں کہ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا اور یہ کہ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں اور جبکہ نہ تو ان لوگوں نے نبی کا خطاب پانے کے قابل درجہ پایا اور نہ وہ اس نام کے مستحق ہیں تو پھر اس کے کیا معنے؟ کہ وہ بھی ایسے نبی تھے جیسے مرزا صاحب صرف بڑے چھوٹے کا فرق تھا اگر وہ ویسے ہی نبی تھے تو وہ اس نام کے مستحق کیوں نہیں؟ مرزا محمود احمد۔

۵۷۔ حضرت مسیح ناصری نے سچ فرمایا ہے کہ اس تنکا کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے کیوں دیکھتا ہے پر کانڈی پر جو تیری آنکھ میں ہے نہیں خیال کرتا وہ لوگ جو ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ تم مسیح موعود کو نبی قرار دیتے ہو اتنا نہیں سوچتے کہ ہم ایک شخص کو نبی قرار دیتے ہیں اور پھر اس کو جسے خدا نے اور اس کے رسول نے نبی کہا ہے تو وہ اس قدر ناراض ہوتے ہیں اور کافر و مرتد بنا دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں اور لعنتوں کی بھرمار کرنے کا خوف دلاتے ہیں لیکن اپنا یہ حال ہے کہ ہزاروں آدمیوں کو (جن کو نہ خدا نے نبی کہا نہ اس کے رسول نے نہ انہوں نے خود اپنے آپ کو نبی کہا اور نہ مسیح موعود نے ان کو نبی کہا بلکہ مسیح موعود نے تو یہ کہا کہ وہ نبی کا نام پانے کے مستحق نہیں) نبی قرار دیتے ہیں شاید وہ کہیں کہ ہم جزوی نبی کہتے ہیں سو یاد رہے کہ قرآن کریم کی کس آیت سے ثابت ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے اذن کے اور بغیر کسی قرینہ کے کسی کو جزوی نبی کہنا جائز ہے؟ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سزا ہے جو ان لوگوں کو ملی ہے بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا مسیح موعود کی نبوت سے انکار کیا اور اس کے نبی کہنے والوں کو اشاروں اشاروں میں کافر و ملعون قرار دیا اور خود ہزاروں کو نبی کا خطاب دے دیا ایک طرف تو وہ تنگ دلی کہ جسے خدا نبی کہتا ہے اور اس کا رسول بھی اس کی نبوت سے انکار ہے اور دوسری طرف وہ وسعت قلب کہ جنہوں نے نہ خود اپنے آپ کو نبی کہا اور نہ خدا نے نہ اس کے رسول نے ان کو نبی کہا بلکہ مسیح موعود نے ان کے نبی ہونے سے انکار کیا انہیں بھی نبی کا خطاب دے دیا جاتا ہے۔ مرزا محمود احمد۔

۵۸۔ شریعت نے نبی کی جو تعریف کی ہے اگر اسے لیا جائے تو مسیح موعود پر اس حدیث میں نبی کا لفظ استعارۃً استعمال نہیں ہوا لیکن اگر لفظ نبی کے حقیقی معنے وہ قرار دیئے جائیں جو عوام الناس میں غلطی سے استعمال ہو رہے ہیں تو ان معنوں کے رو سے ہم مسیح موعود کی نسبت نبی کے لفظ کا استعمال استعارۃً ہی مانتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اس کے یہی معنے ہوں گے کہ ایسا نبی جو شریعت نہیں لایا۔ اور اس

سے ہمیں پورا پورا اتفاق ہے۔ (مرزا محمود احمد)

۵۹۔ مقام نبوت سے مراد اس جگہ منصب نبوت ہے کیونکہ ایک اور جگہ حضرت صاحب نے تصریح کے ساتھ منصب نبوت پانے کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ الہام "یُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا" لکھ کر اس کا ترجمہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد ﷺ سے ہے پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی اور اس کے محسوس کرنے اور نبوت کی مہر نے جس میں شدت قوت کا فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں (۱) خدا کا ضرورت کو محسوس کرنا اور آنحضرت ﷺ کی مہر نبوت کا فیضان" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵و۹۶)

۶۰۔ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ رسالت کے درجہ تک پہنچ گئے تھے گو ان کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا اس بات میں بھی مسیح موعود میں اور ان میں ایک فرق ہے کیونکہ مسیح موعود کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اَحْمَدَ اِلٰی قَوْمِہٖ فَاَعْرَضُوْا وَقَالُوْا کَذَّابٌ اَشِرٌ پس آپ کو خدا تعالیٰ نے رسول کرکے مبعوث بھی کیا ہے اور اس طرح آپ کی رسالت ممتاز ہے دوسروں سے۔ منہ۔

۶۱۔ یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ سے ظاہر ہے پس مصفّٰی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے فتدبّر۔ منہ

۶۲۔ یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیّٖن کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیّٖن کی صریح تکذیب لازم آتی ہے اسکے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے سو گالیاں دیں وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ (الشعراء: ۲۲۸)

۶۳۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اس کی تصدیق آنحضرت ﷺ نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ عَلٰی مَشْرَبِ الْحَسَنِ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحناء کو دور کرے گی۔ دوسری بیرونی جو کہ عداوت کے وجوہ کو پامال کرکے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی اور میں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔

۶۴۔ چنانچہ جو فقرہ بطور سند منکرین نبوت پیش کرتے ہیں خود اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں بَلْ ھِیَ دَرَجَۃٌ لَا تُعْطٰی اِلَّا مِنِ اتِّبَاعِ نَبِیِّنَا خَیْرِ الْوَرٰی جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ کی مراد یہی ہے کہ مجھے وہ رسالت ملی ہے جو صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے ملتی ہے نہ یہ کہ پہلے نبیوں کی نبوت تو نبوت تھی۔ اور آپ کی نبوت نبوت نہ تھی۔ منہ۔

۶۵۔ غالباً مولوی صاحب کا یہی مذہب ہے کہ حضرت مسیح موعود کے کسی حکم کی وجہ اگر ثابت ہو جائے تو اسے ماننا چاہئے ورنہ نہیں۔ منہ